

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَكْمَلُ رَسُوْلِ اللَّهِ

ہست این تصنیف نوری پیر یا ہو با خدا
کامل و اکمل مکمل جامع و نور الہی

مکمل

از نور احمد

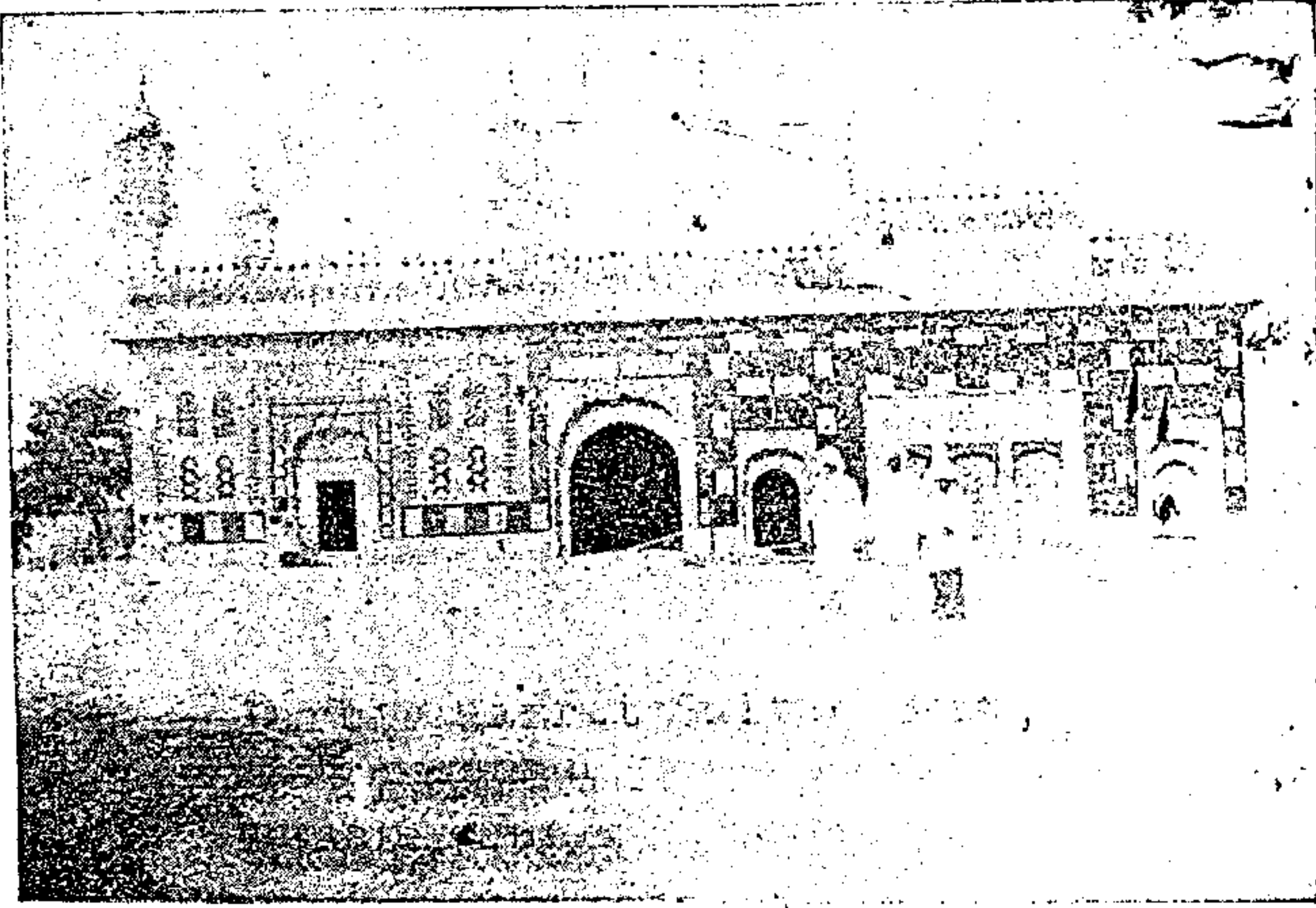
نور الہی

تصنیف لطیف سلطان العارین حضرت سلطان باہو قدس سر العزیز

مترجم فقیر نور محمد سرری قادری قدس سر العزیز

Handwritten notes in purple ink at the bottom right corner.

ہفت



روضۃ اقدس حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

ہفت

عَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ ﷺ



نور الہدیٰ
الدوۃ النورانیۃ

تصنیف لطیف

سُلطان العارفين حضرت سلطان باهو قدس اللہ سرہ العزیز

مترجم

فقیر نور محمد سرور قادری



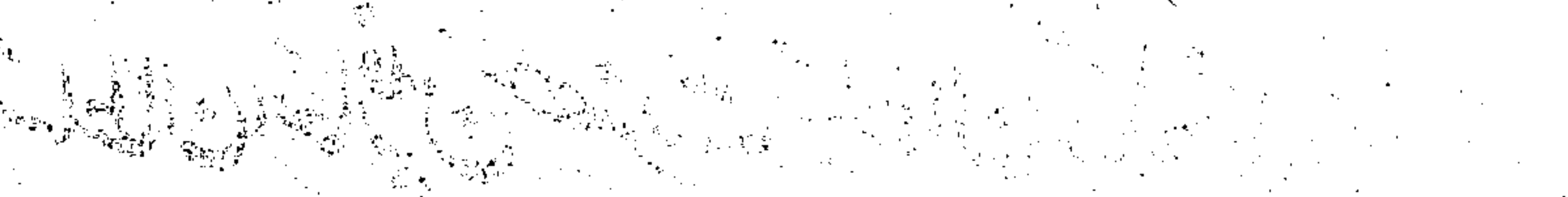
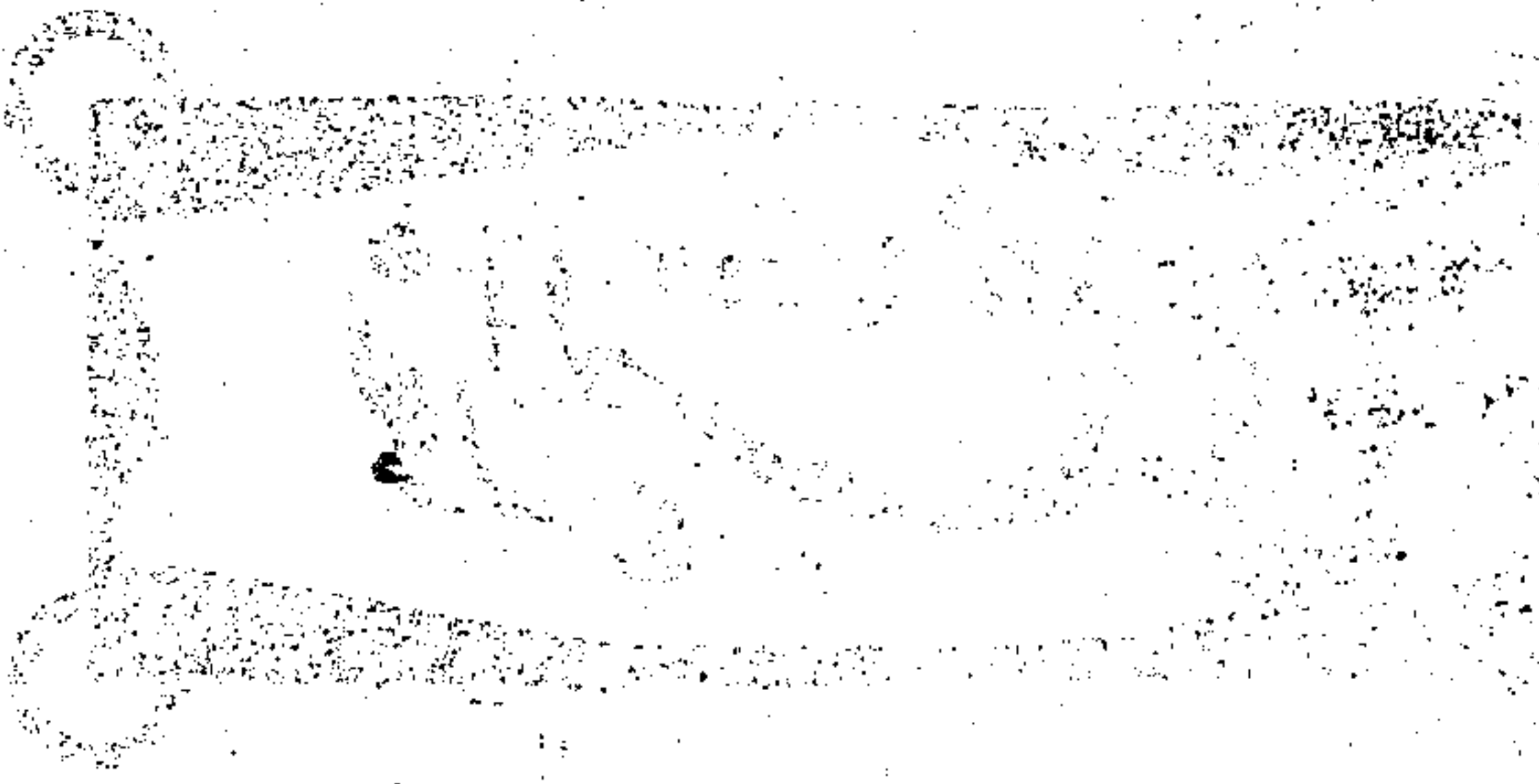


جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں :-

۱۰۰۰
۱۰۰۰
۱۰۰۰

۲۹۷۶۶۲ ✓
۲۲۲ ج
۱۱۸۰۲

پہلا ایڈیشن
دوسرا
تیسرا



فہرست مضامین حق نمبر ۱

15.5-61

Shah & Co LHK

101 DIV

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تعمیرت کتاب	۲۹	۱	مختصر حالات حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ	۳
۵۳	حقیقت نفس و شرح مستی	۳۰	۲	از فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی قدس سرہ	۳
۵۵	حالی خواب و مراقبہ	۳۱	۳	ولادت	۳
۵۶	شرح فقر محمدی	۳۲	۴	اسم باہو کی وجہ تسمیہ	۳
۵۸	مصنف کتاب بہ میں نے حضور اکرم صلعم سے علم حاصل کیا بعد میں اصحاب کبار اور اولیاء اللہ سے کچرا اور ذکر کر کے بعد کتاب کی شکل میں تعلقات کیلئے شائع کیا	۳۳	۵	اسم باہو کے رموز و اشارات	۳
۴۰	تعمیرت کتاب بہ تصنیف علم تصوف ربانی ہے	۳۴	۶	تاریخ احوال و مزار مبارک	۳
۴۱	تمام علوم اسم اللہ ذات میں ہیں	۳۵	۷	آپ کا طریقہ	۳
۴۱	ذکر دیدار - مقام مصنف	۳۶	۸	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ	۳
۴۲	ذکر چودہ باطنی لطائف	۳۷	۹	آپ کی تصانیف	۳
۴۲	شرح مشق و خودیہ	۳۸	۱۰	ابیات فقیر نور محمد قدس سرہ در شان سلطان العارفين باہو	۳
۴۴	باب سوم		۱۱	آپ کی بیعت	۳
۴۴	شرح دعوت	۳۹	۱۲	اس کتاب کی تعریف مصنف کی زبانی	۳
۴۴	دعوت روضہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم	۴۰		باب اول	
۴۸	تعمیرت کتاب	۴۱	۱۳	فضیلت کلمہ طیب	۳
۵۱	شرح دعوت دم	۴۲	۱۴	عام اور خاص کے کلمہ پڑھنے میں فرق	۳
۵۳	ابتداء میں دعوت پڑھنے والے کو موکل آواز دیتے ہیں	۴۳	۱۵	کامل مرشد طالب کو اسم اللہ ذات نور و شہادہ کو دیتا ہے اور طالب کو کہتا ہے اس کلمہ پڑھنے سے دل پر لکھو	۳
۵۵	نقش اسم اللہ ذات واسم محمد سرور کائنات صلعم	۴۴	۱۶	باب دوم	
۵۶	باتصوف تصور اسم اللہ ذات سے جملہ ارواح انبیاء اور ملائکہ کی حضرات ہو جاتی ہے	۴۵	۱۷	تصور اسم اللہ ذات	۳
۸۳	ذکر دعوت قبرستان	۴۶	۱۸	شرط مرشد کامل	۳
۸۷	ذکر فقیر صاحب سخن	۴۷	۱۹	دیدار اور تقابلی طریقوں سے درست ہے	۳
۸۹	در وجود آدمی یک و سیم لکھ و سی ہزار نارا است	۴۸	۲۰	ذکر تجلیات	۳
۹۱	ذکر ہفت موت عارفان	۴۹	۲۱	بعض کو مطالعہ لوح محفوظ بعض کو دل پر بذریعہ دلیل اور بعض کو حضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے	۳
۹۳	علم دعوت کلید کل دعوات است	۵۰	۲۲	علم حجاب ذکر حجاب	۳
۹۴	باب چہارم		۲۳	اثر خاک پائے حضرت سرور دو عالم صلعم	۳
۹۴	مرشد اور طالب کی صفت	۵۱	۲۴	دارگہ اسم اللہ ذات واسم محمد سرور کائنات صلعم	۳
۹۵	عارف کامل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی مجلس سے بے نصیب کو نصیب دلا دیتا ہے	۵۲	۲۵	تصور آبی - مادی - آتشی - سماوی وغیرہ	۳
۹۶	نشان مرشد کامل	۵۳	۲۶	پانزدہ طرح کیمیا	۳
۹۷	حضور کی قسمیں	۵۴	۲۷	فانی ظاہر و فانی باطن و علم نعم البذل	۳
			۲۸	ذکر تصور و قسم تصورات	۳
			۲۹	صفت تصور	۳
				ذکر دم	۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۵۴	شرح غرق	۸۶	۹۹	افسانوں، انسانوں میں فرق	۵۵
۱۵۵	طالب مرید قادری اہل نور باطن محمود	۸۷	۱۰۵	کتاب نور الہدیٰ اسرار الوحی ہے	۵۶
۱۵۶	تقریب مرشد کامل قادری	۸۸	۱۱۳	مرشد صیب اور مرشد قیب	۵۷
۱۵۶	بیان انتہائے فقر	۸۹	۱۱۵	ذکر شکستہ دل اور شکستہ قبر	۵۸
۱۵۷	کامل حیات، کامل مہمات کامل ذات	۹۰	۱۱۶	شرح حضور صوری	۵۹
	باب ہشتم		۱۱۸	ذکر علم	۶۰
۱۶۱	در بیان توبہ و نظر مرشد کامل و دیدار اور مستی وغیرہ	۹۱	۱۲۰	صفت فقیر ولی اللہ کامل	۶۱
۱۶۱	شرح توبہ	۹۲	۱۲۲	فقیر کامل کیلئے ہر طوعاً حلال اور اس کی ہر بات سچی ہوتی ہے	۶۲
۱۶۵	آدمی کے اعمال کے دفتر	۹۳	۱۲۳	ذکر حضرات	۶۳
۱۶۶	باطنی حجابات	۹۴	۱۲۵	باب نہم	
۱۶۶	شرح طے دستخراق	۹۵	۱۲۵	شرح علم و معرفت	۶۴
۱۶۹	شرح ظاہر و باطن	۹۶	۱۲۵	تمام علوم قرآن میں ہیں	۶۵
۱۷۰	بعض کو باطن عیاں طود پر نظر آتا ہے	۹۷	۱۲۶	کیمیاء و قسم کی ہیں	۶۶
۱۷۰	شرح عشق	۹۸	۱۲۹	حت مولیٰ فرض اولیٰ ہے اور ترک دنیا سنت ہے	۶۷
۱۷۲	شرح وجودیہ	۹۹	۱۳۱	جمہ علم قرآن و حدیث کی کلید اور ذریعہ حصول علم عین ہے	۶۸
۱۷۵	شرح خواب	۱۰۰	۱۳۲	عارف چند قسم کے ہوتے ہیں	۶۹
۱۷۷	شرح الہام	۱۰۱	۱۳۳	ہر مرتبہ اسم ذات سے حاصل ہوتا ہے	۷۰
۱۷۸	شرح موت	۱۰۲	۱۳۳	باب ششم	
	باب نہم		۱۳۳	ذکر حضرات نقش وجودیہ	۷۱
۱۸۰	شرح انسان، فنا فی الہیہ وغیرہ	۱۰۳	۱۳۴	داگرہ سی شروف	۷۲
۱۸۱	شرح سید	۱۰۴	۱۳۵	داگرہ نودتہ نام اللہ تعالیٰ	۷۳
۱۸۲	شرح حاجی	۱۰۵	۱۳۸	نقش بفت اندام چشمہ نور	۷۴
	باب دہم		۱۳۹	علیہ مبارک حضور اکرم صلعم	۷۵
۱۸۲	شرح فقر و صفت فقیر و مرشد کامل	۱۰۶	۱۴۰	داگرہ حضرات رسانندہ بذات و صفات	۷۶
۱۸۲	شرح فقر	۱۰۷	۱۴۱	نقش وجودیہ ذکر قربانی	۷۷
۱۸۴	مراتب عنایت	۱۰۸	۱۴۳	نقش دو شیران محکوس کا	۷۸
۱۸۷	ذکر فقیر مالک الملکی	۱۰۹	۱۴۴	نقش موکل صاحب شمشیر بکھند	۷۹
۱۹۰	فقر اور اسم اللہ ذات کا بوجھ زمین اور آسمان بھاری ہے	۱۱۰	۱۴۵	نقش چار نور کی چشمہ ہائے	۸۰
۱۹۲	صفت مرشد جامع	۱۱۱	۱۴۶	نقش سلطان الفقر	۸۱
۱۹۳	شرح فقر کے تین صورتوں کی	۱۱۲	۱۴۸	دریائے زرف توحید	۸۲
۱۹۵	ذکر مراتب محشوق	۱۱۳	۱۴۸	چشمہ سیما ہی ازل و چشمہ پختون جگر عاشقان	۸۳
۱۹۶	فقیر تصور اسم اللہ سے فرحتوں اور موکلات کو حاضر کر لیتے ہیں	۱۱۴	۱۴۹	نقش داگرہ حضرات ہر درہ عالم مخلوقات	۸۴
۱۹۶	فقیر تمام جہان کیلئے روشنائی نور دینے والا اور جان عزیز ہے	۱۱۵		باب ہفتم	
۱۹۹	حقیقت فقر	۱۱۶		نعت حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز و صفت علم طریقہ قادری	۸۵
۲۰۱	تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ	۱۱۷			۸۶
۲۰۳	مناجات مولیٰ کتاب ہذا اور شان قطب ربانی	۱۱۸			
	غوث صدیقی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ		۱۴۹		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر حالات مصنف

ولادت

مصنف کتاب حضرت سلطان العارفين فنا فی عین ذات یا پھر حضرت شیخ سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز صلح جنگ پنجاب کے ایک قصے شور کوٹ میں تباہی بھری پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت محمد بازید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صلیح متشرع، حافظ قرآن اور فقیہ مسئلہ دان تھے جس سے جو سلطنت مغلیہ کے خاص منصبدار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اولیاء کاملین میں سے تھیں۔ باوجود صاحب استاد اور ولی اللہ مادر زاد ہونے کے قدرت نے حضرت سلطان العارفين کو ظاہری اور باطنی پرورش اور صوری و مخفی تربیت کیے ایسی پاک لطن اور پاک باطن خاتون کے دامن میں ڈالا جس نے بچپن ہی میں آپ کے جسم ظاہر اور قلب ظاہر کو نور حضور سے منور کر ڈالا۔ چنانچہ آپ اپنی لقائیت لطیف میں جا بجا اپنی والدہ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اور مختلف مقامات میں آپ کی ولایت کے کمالات کو بطور فخر و مباہات بیان فرماتے ہیں۔

اسم باہو کی وجہ تسمیہ

آنحضرت کی والدہ ماجدہ کو باطن میں بذریعہ الہام قبل از ولادت اعلام ہوا کہ آپ کے لطن سے عنقریب ایک ایسا ولی اللہ عارف واصل اور فقیر کامل ظہور فرمائے گا جو آخری زمانے میں تمام روئے زمین کو اپنے انوار فیضان اور اسرار عرفان سے پر اور محلو کر دے گا۔ اس مولود مسعود کو باہو کے مبارک نام سے موسوم کرنا۔ کہ وہ صاحب اسم باسملی یعنی باہو بانحد ہوگا۔ حضرت سلطان العارفين اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا کمال شکر یہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باہو رکھا۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں سے

رحمت حق بر روان راستی باد کہ نام من باہو ہناد

”یعنی مانی راستی صاحبہ کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا نام باہو رکھا۔ اور ایک دوسری جگہ ایک شعر میں یوں ارشاد فرماتے ہیں سے

رحمت و غفران بود بر راستی راستی از راستی آراستی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور بخششیں ہوں مانی راستی صاحبہ پر جنہوں نے ہمارا نام باہو رکھا کہ تسمیہ کا بہنی ادا

کیا۔ اے اللہ! تو ہی نے ہماری والدہ ماجدہ (مائی راستی صاحبہ کو) جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے (راستی اور سچائی سے) راستہ کیا۔

اسم باہو کے رموز و اشارات

آنحضرت اللہ تعالیٰ کے اسم ہو کے عین مظہر میں اور اپنی تصانیف شریف میں اپنے آپ کو فقیر باہو خانی عین باہو ذکر فرماتے ہیں۔ اور جابجا اپنی معیت۔ افضال اور فنا و بقا

حضرت ہوں میں بیان فرماتے ہیں۔ اور اسم باہو اور یاہو میں کبھی نثر اور گامے نظم میں عجیب مرموز اشارات اور کنون کنایات اور فرماتے ہیں۔ اور اس میں آپ بڑے اہل عجز اور معارف غریبہ کا انکشاف فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "اگر باہو بشریت حاصل نہ ہو تو وہ باہو عین یاہو است" یعنی اگر باہو بشریت حاصل نہ ہوتی یاہو عین یاہو تھا۔ اور پتھر فرماتے ہیں۔

باہو باہو نقطہ باہو میشود
ورد باہو روز و شب یاہو لود

ترجمہ دو باہو صرف ایک نقطے سے یاہو بن جاتا ہے۔ باہو کا ورد دن رات یاہو سے ہے۔ ایک اور مصرعہ میں فرماتے ہیں۔
تو نئی دانی کہ باہو با خدا است

یعنی تو نہیں جانتا کہ باہو کے معنی میں با خدا یعنی اللہ کے ساتھ اصل اور متصل ماوراس شعر میں نہایت ہی عجیب رمزا دافر مانتے ہیں۔

سہرہ خواہی طالب از باہو بیاب
اسم باہو چھپت یعنی کج وہاب

ترجمہ! اے طالب! تو جو کچھ بھی چاہے فقیر باہو سے طلب کر کیونکہ اسم باہو اٹا وہاب ہے۔ یعنی اسم باہو کو اگر اٹا کر پر طھو تو وہاب بن جاتا ہے۔ یعنی فقیر باہو اللہ تعالیٰ کے انوار ذات و صفات میں فنا و بقا کی حاصل کر چکا ہے۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسم وہاب سے انفس میں متصل اور آفاق میں جلوہ گر ہے۔ اسم باہو کے متعلق بیشمار رموز و اشارات آپ کی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ اس عارف لسانی اور شہساز لامکانی کے اسم مبارک میں نہایت عجیب و غریب برکات اور تاثیرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اگر آپ کے اسم مبارک کے جملہ اسرار و معارف مفصل سمجھے جائیں تو ایک علیحدہ دفتر بن جائے۔ یہ مختصر دیکھا ہے اس کا متحمل نہیں اس لئے مختصر عرض کیا گیا ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اسم مبارک میں وہ باطنی مقناطیس اور نوری قوتِ جاذبہ پائی جاتی ہے کہ اکثر طالبانِ حق نے جب آپ کا اسم گرامی سُن لیا ہے۔ بس بے اختیار آپ کے والد و شہداء ہونگے۔ بعض خشک مزاج، تنگ حوصلہ، حاسد کو چشم ہماری اس بات سے آتش پاہوی گئے اور اسے ہماری نحوش اعتقادی پر محمول کریں گے۔ لیکن وانا سلیم العقل منصف مزاج شخص جب کبھی اس اسم مبارک

باہو کی ترکیب و تلفظ پر غور کرے گا۔ اور اس کے معنوی مفہوم پر ناقدانہ اور منصفانہ نگاہ ڈالے گا۔ تو انشاء اللہ اس اسم مبارک کی تاثیر اور برکت سے سرگزا نکار نہیں کریگا۔ اور اس اسم کی حقیقت اس پر کھل جائے گی۔ اور یقیناً اسی نتیجے پہنچے گا۔ کہ آپ کا یہ اسم گرامی واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلامِ حق اور اہمِ مطلق کا نتیجہ ہے اور بس۔ بلکہ بعض طالبانِ انسی پر تو صرف اسمِ باہو کے سنتے ہی حالتِ وجد طاسی ہو جاتی ہے۔ اور ان کا لطفِ برتق لب بے اختیار ذکرِ اسم اللہ سے جاری ہو جاتا ہے۔

جمالِ حسنِ یوسف را چہ سے داندا خوانش
 نہ لیا ایسے اس ازو سے کہ صد شرح و بیان دار
 ام اور جسم کے طلسم اور اسم و مسی کے معنی سے محض عارف لوگ واقف ہیں۔ جاہل نفسانی لوگ ان الزار کو کیا جانیں
 سے آنکھ والا تیری قدرت کا تماشا دیکھے
 دیدہ کو رو کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!
 اللہ اللہ کیا ہی مبارک اور موثر اسم ہے کہ سنتے ہی دل میں گڑھ جاتا ہے۔ وانا نندہ دل آدمی کو اسم کے روزن
 سے باغِ مسی کی بوسہ جاتی ہے ع
 قیاس کن ز گلستانِ بہار

آیت مولف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ :-

<p>من نمی بنیم ز حق باہو خدا ، بر دلم ثبوت است کا نقش الحجر کس نہ ارد در جہاں نام چینی ، این چینی اسمے دار و بشر سر سیر باہو است باہو بہو خاک باہو صاف بوئے ہوا و ہر بائے دریا گشت بو باہو شد ہائے ہوا و چشم باہو عین بین ست باہو سر اسرار خدا مے کند پرواز اندر لامکاں ! پیش او صد سنگ و لہا گشت آب نعرہ ہو ہو کشد چوں قمریے !</p>	<p>اللہ اللہ ایں چہ باہو با خدا ، اللہ اللہ ایں و ہا ب کج نگر اللہ اللہ ایں چہ نام نازتین ، اللہ اللہ ایں چہ نام پورا اثر سر سو باہو است باہو سر سو باہو با یک نقطہ یا ہوئے شود جسم باہو غرق دریا ہو شد اسم باہو اسم عظم داں یعتیں توجہ دانی سر باہو با صفت منزل اوست بیرون از گماں نیم نظرش بہتر از صد آفتاب نیم نظر سے کہ کند سوئے دے</p>
--	--

تاریخ وصال و مزار

حضرت سلطان العارفين نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تریسٹھ سال کی عمر پائی تھی۔ آپ نے ۱۰۰ سال کی عمر میں بتاریخ یکم جمادی الثانی اس دار فانی سے دار البقاہ کی طرف رحلت فرمائی تھی۔

اور حق سے واصل ہوتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں جو آپ ہی کے اسم مبارک موضع سلطان باہو سے موسوم ہے۔ اور تحصیل شورو کوٹ ضلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے۔ زیارت گاہ خواص و عوام اور مرجع جملہ انام ہے۔ آپ کی تربیت اس دور غفلت و زمانہ ظلمت میں طالبان حق کے مردہ مسموم قلوب کے لئے تریاقِ کبر اور کسیرِ اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ ہزار ہا تشنگانِ معرفت آپ کی نظر فیض اثر سے سرشار ہوئے ہیں۔ اور بے شمار مردہ قلوب اس چشمہ آب حیات سے زندہ پیدا ہوئے ہیں۔

آیات مولف فقیر نور محمد سروردی قادری عفی عنہ

موسیٰ باہو خیر نور ہے شریعیاں
 ہو کد ہو کد ہو کد غاشاک و
 ہو کد ہو کد ہو کد غاشاک و
 زندہ باہو پاک بر افلاک شد
 زندہ دل بسند یا ہو با خدا
 تاکہ کدائے درگاہ باہو نہ شد
 محمول واقف یا ہو شرم
 از عطش باہر نفس نالید سے
 اسم اللہ بچو گل در دل نشاند
 پختہ شد از عشق فاراجان خام
 طائر دل ریخت بر بالاکشد
 در دم اسم محمد کرد جا
 اجان در دل قربان باہو ساتم

تربت باہو چوں کوہ طور دال
 ہو بر آید و مہم از خاک او
 از در و دیوار باہو دم بمدم
 مردہ پیراں فلک اند غاشاک شد
 سے نماید مردہ باہو مردہ را
 پر ہو اسر اگر یا ہو نہ شد
 دست چوں در دامن باہو قدم
 مدتے شد تشنگ لب گردید سے
 تربت شیری مرا باہو چیشاند
 از خم مہم محمد داد جام
 اسم اللہ در دم پیسے خورد
 پیشوایم شد محمد پیشوا
 اں ہمہ از فیض باہو یافتم

آپ کا طریقہ سروردی قادری ہے۔ اس پاک طریقے کی خصوصیت اور طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس میں کامل مرشد طالب صاحب استعداد کو ایک نگاہ ہی سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

آپ کا طریقہ

پکھری میں حاضر کر دیا ہے۔ اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں ایک ہی توجہ سے ناظر کر دیتا ہے۔ طریقہ سروری قادری میں مرشد مرتبی طالبِ حق کو اگر چاہے سا لہا سال تک خدمتِ مال و جان کے امتحان میں رکھتا ہے۔ اور جس وقت طالب اس باطنی امتحان کی بھٹی سے زرخاں کی طرح پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے تو بس ایک ہی نگاہ سے اسے گنج بے رنج، راز بے ریاضت اور مشاہدے مجاہدہ عطا فرماتا ہے۔ اس پاک طریقے میں رنج ریاضت، چلے چیتے، حبس دم کا عبث الم، ابتدائی سلوک و ذکر فکر کی الجھنیں سرگز نہیں ہیں۔ یہ طریقہ ظاہری ریاکارانہ لباس، رنگ ڈھنگ سے پاک اور ہر قسم کے مشائخانہ طور اطوار مثلاً عداوتِ شیخ اور بھید و دستار سے بیزار ہے۔ ہر طریقے کا ایک خاص نبوی مشرب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس طریقے کے پیشوا اور امام کا قدم ایک خاص نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض طریقے عیسوی مشرب ہوتے ہیں۔ ایسے طریقے کے طالب صاحب تجرید و تفرید، اہل ترک و توکل ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض طریقے سنی مشرب ہوتے ہیں۔ روضہ خائفانہ طالب عز و جاہ ہوتے ہیں۔ بغرض باطن میں بیشمار مشرب اور سلوک اور سائیکن کے الگ الگ قدم ہیں اور گو سب اپنے آپ کو محمدی مشرب بتاتے ہیں کیونکہ سب اسی پاک شجرِ طوبیٰ کی شاخیں ہیں۔ اور اسی روٹ سے ہیں لیکن دراصل محمدی مشرب طریقہ صرف طریقہ قادری ہی ہے۔ اور بس باقی سب طریقے اس کے تابع اور فروغ ہیں۔ جیسا کہ اس پاک طریقہ کے سرور اور پیشوا سلطان الاولیاء حضرت غوث محمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے

وَكُلُّ دَلِيلٍ لِّهٖ قَدَمٌ وَرَاقِيٌّ
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدَلِ الْكَمَالِ

ترجمہ:- ہر دلی کا ایک خاص قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اور جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار لایا ہیں اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار لایا ہیں۔ چنانچہ آپ کے مشہور و معروف اور صادق و مصدوق قول سے ظاہر ہے کہ قَدَمِي هَذَا عَلِيٌّ لَقَبِي كُلِّ دَلِيٍّ لِّلَّهِ يَعْزِي مِيرَاقِيٍّ حَلْبَةَ اَوْلِيَاءِ رُكِيٍّ كَرُونٍ پَرِهِيٍّ۔ اور آپ کا یہ فرمان زمانہ حال، ماضی اور مستقبل میں ناقذ و جاری ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

وَوَلَّانِي عَلِيٌّ الْاَقْطَابُ جَمْعًا
فَحَكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ

ترجمہ:- اور مجھے اللہ تعالیٰ نے جملہ (اولیاء و آخرین) اقطابِ زمانہ کا (ابدی) والی و داعی غوث بنا دیا ہے۔ اور میرا یہ حکم ہر زمانہ (حال، ماضی اور مستقبل) میں نافذ و جاری رہے گا۔ چنانچہ آپ سے کسی نے پوچھا آپ کے مرید اور دوسرے طریقے کے مریدوں میں کتنا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَلْبَيْضِي بِالْفِ وَاخِي كَالْقَيْمِ یعنی میرا اللہ ہر امرِ خ کے برابر ہے۔ اور جب وہ (بیضی ناسوتی) توڑ کر فضا سے قدس میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ تو پھر وہ عنقائے قدس بن جاتا ہے جس کی نہ کوئی ہمت نکالی جاسکتی ہے۔ اور نہ تمام دنیا کے پرندے اس کی برابر ہی کر سکتے ہیں۔ آپ ستر بار

اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے چکے ہیں۔ نبی آپ نے یہ بیان جاری فرمایا ہے۔ **أَلَمْ يَدْعُوا إِلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ عَلَى الْإِيمَانِ** یہی میرا مرید نہیں مرے گا۔ مگر ایمان پر یعنی اگر ابتدا حال میں کیسا ہی آلودہ مصیبت کیوں نہ ہو لیکن آخر میں جب طریقہ قادری میں قدم رکھیگا تا سید ایزدی اس کے شاملی حال ہو جائے گی۔ اور موت کے وقت آنحضرت کی توجہ اور نظر فیض انہی سے لطیفہ قلب اسم اللہ اور کلمہ طیب سے جاری ہو جائیگا اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے گزرنے کا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ حدیث: **مَنْ كَانَ آخِرَ كَلِمَتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِإِحْسَابٍ** ویلا عذاب دَان سَرَقَ دَان زَنَىٰ یعنی موت کے وقت جس شخص کا آخری کلام کلمہ طیب ہو وہ شخص بے حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہوگا۔ چاہے اس کے ذمے کسی قسم کے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ بہت طریقے اپنے آپ کو طریقہ قادری سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس طریقہ معنی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ اپنے آپ کو مرشد قادری بتاتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی نفل اور کوئی عبادت قادری کی نہیں پائی جاتی۔ ایسے مرشدوں کا خاص جھوٹا دعویٰ یہ ہے کہ وہ بیعت کے وقت طالبوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم جملہ طریقوں میں مجاہد ہیں۔ اور ہر طریقے میں بیعت کرتے ہیں۔ لیکن وہ کاندھ مرشد شخص طریقہ قادری کو بدنام کرتے ہیں۔ طالب مرید قادری عالم ناسوت میں جسے نفس کے ساتھ دیگر طالبان طریقہ کی حیوانی ناسوتی صورتوں میں شیر کی مانند نمودار ہوتے ہیں اور فضائے باطن میں جب پرواز کرتے ہیں تو دیگر عرفان باطن کے درمیان شہباز بلکہ ہاتے لاپوتی کی طرح جلوہ گر ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ اس پاک طریقے کا کیا کہنا ہے۔ اس کی قدر و قیمت وہی جانتے ہیں۔ جو صحیح طور پر اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس کی مستی سے وہی لوگ واقف ہیں۔ جو اس ساتی بادۃ الہی کے نور میں شامل ہو چکے ہیں ۵

فوق این بادہ نیابی بخدا ناخشی

آیات مولف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ

باز آرد انکماں بر حسب تیر
 سے زند تیرے کہ لہذا نذین
 الخذرا نذرت قدرت الخذ
 مردہ دل باشد شقی مادی
 قادری را داد قادر برتری
 ساہا بر سنگ گر سری زند
 قادری بولا مکالم کلیم روند
 قادری یک دم مجوسے جانسیا
 قادری سرست آواز الہی

قادری راست قوت از قدیر
 زہ کند قوس قضا را این چنیں
 قادری را دست قدرت می شمر
 ہر کہ می باشد عدوت آدمی
 ہر طریقہ شد عدیم فت آدمی
 ابتدائے قادری را کہ رسد
 دیگران چوں کش کش با دم کنند
 دیگران اذکار را نند و شہاد
 آن یکے شد با سر و دو خام است

قادر علی عین عنایت بے حجاب !
 قادر علی انزال و نزول ہدایاں
 ابتداءً قادر علی چوں بآیوید
 قادر علی قادر بود در دوسر
 شہسوار شیر نر اہل القتبور
 قادر علی ہمزاد عالم با خدا
 قادر علی قربان بر نام خدا
 جاں نثارم جاں فدایم جانپار

آں یکے با چلہ و غلوت خراب
 آں یکے از بہر زرتسج خوں
 قادر علی مارکے دنیا سے پلید
 قادر علی حاضر بہ بزم مصطفیٰ
 قادر علی را دالمی باشد حضور
 قادر علی را توجہ دانی سے گدا
 قادر علی بردین احمد جاں خدا
 خاک پائے قادریم خاک را

قادریم سروریم سرور
 خاکپائے شاہ میراں شاہربانہ

اس زمانے کے اکثر کلمہ فہم اور نادان مرید اپنے مرشدوں اور پیروں کے کشف کرامات اور حالات و کمالات بیان کرنے میں بے جا مبالغہ اور ناز و غلو کرتے ہیں۔ اور اس مثل کے مصداق ہوتے ہیں کہ "پیراں کے پرند بلکہ

آپ کی تصانیف

مریدیاں سے پرند" لیکن ہم ناظرین صاحب بصیرت اور ناقدان صاحب دانش کے سامنے ایک ایسا فخرانہ کشف و کرامات پیش کرتے ہیں۔ جسے صاحب تدبیر سلیم و عقل فہیم اپنی سمع، بصر اور فواد کی کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ و لا تقف ما لیس لك بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مستحو لا لے طالب! کیا تو سمجھا کہ وہ کان کرم اور گنج کرامات کیا ہے یہ کتاب مستطاب ہے "نور الہک" جس کا ہر حرف اور لفظ گو سر بے بہا ہے۔ اور جس کا محض مطالعہ ہی طالب صاحب صدق و صفا کو بے سوچ و ریاضت واصل کر دیتا ہے باطن اور داخل کر دیتا ہے بہر بزم محمد صلعم وآلہ وسلم انا و صدقنا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ایک ننو سے متجاوز کتابیں علم تصوف میں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن جملہ ان کے تقریباً چھوٹی بڑی چالیس کتابیں قلمی بزبان فارسی راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ علم تصوف میں اس فخر کا مطالعہ بہت وسیع رہا ہے۔ اور تقریباً ہر زبان و ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین سابقین و مشایخ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفين کی کتابوں میں پائی ہے۔ وہ دیگر تصانیف سے کہیں اس کی بوجھتی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آنحضرت کی روح پر فوٹج کتاب کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور جاری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے ہی طالب کے وجود میں حضرت سلطان و جید الزمان

کی توجہ کا نور برق براق کی طرح بے واسطہ متعلی ہو جاتا ہے اور اہل مطالعہ کو بے ریا عزت بمقام راز پہنچا دیتا ہے۔ اور بلا
 مجاہدہ صاحب مشاہدہ بنا دیتا ہے کیسی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس بیان حق ترجمان سے گویا ہے۔ اور کس
 قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس اقلے سے ہی سبحان سے سنا لیں۔ اور کتنی سعادت مند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن
 کئے کن اور علم من لدن سے بھیا اور داتا ہے۔ :-

آیات مولانا فقیر نور محمد سروری تدریسی معنی عمدا

مرشد یا پیر یا محبوبے مثال	مثل او ہرگز ندیدم با کمال
نور الیقین است در عیبین او	دولت دارین در کفین او
شہد ذات است در آغوش او	قلزم قلب است در یاغوش او
باوہ عشق است اندر جام او	بہتر از صد پنجگان یک خام او
ما تباب دیگران شدنا پدید	آفتابش دایم اندر مزید
خام گوید خام تصنیفات او	پنجگان دانت از لذات او
معرفت را سہل و آسان ساختہ	خام مسکہ در غسل انداختہ
ہر چه گفتین سخن گفتہ یقین حق	عارفان گیرند از وی خوش سبق
پیر کتاب اوست پیر راہ سیر	ہست در حقے نور یا ہو مستتر
ہر سطر سر کسیت از اسرار حق	مخزن اسرار مولی ہر ورق
ہر حرف در لیسیت از علم لدن	ہر سخن سر کسیت از اسرار کن
بجائ از خواند شود عالم کمال	عالم از خواند شود صاحب فضل
مردہ دل را از زندگی بخش دوام	زندہ دل را قرب بخشہ دوام
دولت دارین شد تحت اج را	زوگدای یافت تحت قوت ج را
سایگان زارہ نما پیر پیش پیش	نوشدارو ہست بر بے ریش
ہست خضر را پیر گمشدہ ترا	ہر کس اندہ پیریکے رہ سبتہ ترا
کھنر تھی سالہ بر فتم انقوں	نیم نظر سے پیر کامل کر دچوں
شکر کھ دیرینہ بر نسیم از وجود	یک نگاہ پیر کامل چوں نمود
شہسوارے کر دچوں بر من نظر	زندہ گشتم تجا و دانی چوں خضر
زندہ کردی زندہ باشی تا ابد	نور و ادی نور باشی با احمد

من غلام و بندہ فرمان توام	من سدا ممنون احسان توام
میوہ ہا از گلشن توجیب دہام	رحمت و الطاف از تو دیدم
گلگنت شاداب باد از جنال	گلشت مامون باد از خندان
بر سر طور تو اسیم چون کلیم	زوق بازار تو باد اے کریم
بر سر طور مزارت دیدہ ام	در پے نور ہدی گردیدہ ام
فیض تو بادا چوں بال بل برید	نور تو بادا مزید اندر مزید

اے خدا مقبول بادا ایں کلام
 ایں دعاے پیر بابو و السلام

واضح ہو کہ آنحضرت کی تصانیف کی عبارت بظاہر بہت سلیس اور سادہ ہے۔ اور بعض خشک مزاج عامر بھی علم ظاہری علم پر مخور اور حقیقت حال سے بہت دور اے خامی سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس خامی میں وہ حق انکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف، لفظ اور سطر سر اسرار ہے۔ کیونکہ اس کی عبادت حضرت تلمیذ الرحمن کی زبان حق ترجمان سے مذکور ہے اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے دوام منظور ہے۔ کیونکہ یہ بات امر مسلم ہے کہ آنحضرت کو چندان علم ظاہری حاصل نہیں تھا۔ اور اہل عمر ہی سے بسبب مجرم واردات غیبی اور کثرت فتوحات لاریبی آپ کو ظاہری علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔

من و محمد عربی ہر دو امی بودہ ایم

یعنی میں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو امی ہوئے ہیں۔ اور نیز فرماتے ہیں یہ ایں فقیر علم ظاہری چندان ہو نہ انا زوار دات و فتوحات علم باطنی چندان علوم کشا کہ برائے اظہار اس دفتر با بایہ۔ لکن بزرگان قل و دل فرمودہ اند کہ اگرچہ طبیعت ما را علم ظاہر ز علم باطنی جاں گشتہ ظاہر

ملا مکاشفات و تجلیات انوار ذات الہی فراغت و فرصت علم ظاہری و در دو ظالیف نداد کہ ہر وقت با ستفراق دریاے ثروف توجیب مستغرق سے مالم یا توجہ! اس فقیر کو علم ظاہری حاصل کرنے کا پندہاں موقع نہیں ملا۔ لیکن بذریعہ واردات غیبی اور فتوحات لاریبی اس قدر باطنی علوم ہم پر کھلے ہیں جن سے اظہار کے لئے دفتر با چاہئیں۔ لیکن بزرگان نے فرمایا ہے کہ بات عمدہ وہ ہے کہ قل و دل سے کہ قل و دل سے یعنی مختصر سو مگر ذرات کثرت پر کرے

اے اگرچہ میں علم ظاہری حاصل نہیں ہوا تاہم علم باطنی سے ہمارا ضمیر روشن اور دل پاک ہو گیا ہے۔ اس لئے جملہ علوم بذریعہ انکسار اس میں سما گئے ہیں۔ یہیں مکاشفات اور تجلیات انوار ذاتی کے سبب علم ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا۔ اور نہ میں ظاہری و در دو ظالیف کی فرصت ملی ہے کیونکہ ازل سے ابد تک ہر وقت

اور ہر لمحہ توجیہ کے دریاے ظرف میں مستغرق رہے ہیں، لیکن ہاوجود اس قدر استغراق کے بھی مدت نبوی اور شریعت مصطفوی پر آنحضرتؐ اس طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

ہر مرتبہ از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم

اے طالب ناقص خام خیال! یہی ہے حقیقی عارف کا حال :-

ہر کفے جام شریعت ابر کفے سندانِ عشق ہر ہوسنا کے نذرند جام و سندان باختم

اجکل کے جھوٹے مدعی، خلافت شریعت بے دین لوگ عارف کامل ہرگز نہیں ہو سکتے جو مدت نبوی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور ایسے ہم جنس بے دین جہاں کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں۔ اور عام جہلا میں بزرگ اور عارف کامل مشہور ہو جاتے ہیں۔ اگر ان سے نماز روزہ وغیرہ پابندی شریعت کے بارے میں باز پرس کی جاتے تو کہتے ہیں کہ یہ ظاہری شریعت ظاہری لوگوں کیسے ہے ہم باطنی جنسوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح ترک ماسومی کا وائمی روزہ رکھتے ہیں یعنی ہم باطنی شریعت کے پابند ہیں۔ اور مطلق اور فقیروں کے الگ الگ راستے ہیں۔ اس قسم کے ہشیار و اہمیت خرافات بکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ باطنی شریعت یعنی طرفیت کا مکتبہ اسی ظاہری دودھ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور باطنی علم اسی ظاہری علم سے پیدا ہوتا ہے :-

علم ظاہر ہرچو کہ علم باطن ہرچو شیر! کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیپر

چنانچہ باطنی نماز یعنی نماز کا حضور اسی ظاہری نماز میں کمال استغراق اور پوری محویت کا نام ہے۔ اسی سے اس کا ظہور اور اسی نماز کی حسن ادائیگی سے ہی سینے میں نور اور باطنی سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی ظاہری روزے کی مکمل پابندی سے جلد اعضا اور جوارح اساک عن المناہی اور ترک المعاصی کے عادی ہو کر باطنی روزے یعنی ترک ماسومی کی شکل بنا تے ہیں و علیٰ ہذا القیاس۔ بھلا جن بو الہوسوں کو ظاہری شریعت کی پابندی کی تاب اور طاقت نہ ہو انہیں باطنی شریعت کی کیا مجال جن کے پاس دودھ نہیں انہیں مکتبہ کہاں سے حاصل ہو :-

مرد درویشی بے شریعت اگر بر در بواگس باشد
در چو کشتی رواں شود بر آب اعتمادش مکن کہ حسن باشد

حضرت سلطان العارفين کا شیوہ خمول اور گمنامی رہا ہے۔ اور اکثر اپنی تصانیف میں طالبوں کو اس کی تلقین فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

تا توانی خویش را از خلق پوشش عارفان کے بے بوند این خود فروشی
از دروں شو آشنا از برون بیگانہ خویش | این چنین کم می بوندند در جہاں زیباروش

آنحضرت اپنی تصانیف میں طالبانِ حق کہتے ان میں باتوں کی اکثر تاکید فرماتے ہیں۔ ایک گمنامی اور معمول۔ دوم ترک دنیا بوالفضول۔ تیسرے قیام و استقامت بر شریعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ نے تمام کسب سلوک کا اصل الاصول ان اشغال پر قائم رکھا ہے یعنی تصور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و افضل ان ذکر کلمہ طیبات و دعوت قرآن آیات۔ اور فرماتے ہیں کہ ان اشغال سے طالب پر دو عہتی مقام کھل جاتے ہیں کہ ان سے بالا اور بلند مقام باطن میں اور کوئی نہیں ہے۔ ایک مشاہدہ حق ذات دوم دوام حضور صری سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

آنحضرت کو باطن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست بیعت فرمائی ہے۔ اور آپ کو اویسی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور تلقین و ارشاد ربانی حاصل ہوا ہے۔ آپ کتاب «امیر الکونین» میں فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس سال تک مرشد کمال کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بیسٹا مرشدوں کو دیکھا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کا میں عافیت کو ملے اور ان کی جان و دل سے خدمت کی ہے۔ اور ان کے فیوضات سے حظ وافر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس زمانے کے ان فیوضات اسما و صفات سے آپ کا قلب ظرم سیراب نہیں ہو سکا۔ کیونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور تلاش تھی۔ چنانچہ آپ ایک ہندی دوہے میں فرماتے ہیں۔

ح دیارِ حمت و انوش کیتو سے اجر حی پیاسا

اسخاں وسیع و صمد عمیق اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سالہ سال کمال سرور و وجہاں سید المن و جہاں احمد مجتبیٰ ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جمع جمیع صفات تک پہنچا دیا۔ اور اس بحر انوار ذات میں سے اس قدر حصہ وافر حاصل کیا۔ اور نور مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچا دیا جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہسر اور ہمتا نہ رہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جائیکہ من رسیدم اہمکال نہ بچکس
عرش مستم و کرسی کوین رہنبا بد
سہبانہ لامکانم اس جا کجا گس را
افرشہ ہم گنجز اس گنا نہ جا ہوس را

چنانچہ آنحضرت کو خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطن میں دست بیعت فرمایا۔ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو نور سی حضور صری فرزند بنایا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

دست بیعت کرد باہمکال
دلش نور خواندہ است دارا محبت
شد اجازت باہورا از مصطفیٰ
خلق را تلقین کن بہر از خدا

خاک پائیم از حسین و از حسن معرفت گشت است برین سخن

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

فرزند خود ز نو نداشت مارا فاطمہ معرفت فقیر است برین خاتمہ

ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - ایک دفعہ اس فقیر کو باطن میں لے گئے اور فرمایا (خُنْ بَدَنِي) مصطفیٰ کے حضور میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو دیکھ کر خوش وقت ہوئے اور فرمایا (خُنْ بَدَنِي) میرا ہاتھ پکڑو چنانچہ آپ نے مجھے دست بیعت کر کے تعلیم تلقین فرمائی۔ اور حکم فرمایا کہ اے باہو! خلی خدا کی باطن میں امداد کیا کر کہ تو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ فقیر باہو ہمارا نوری اور محمودی فرزند ہے اس کو آپ بھی باطنی تلقین اور ارشاد فرمادیں۔ چنانچہ حضرت پیر و شگیر نے بھی اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں

مشہور ہے کہ چوں برین نگاہ از ازل تا ابد ہے پویم براہ

غرض حضرت سلطان العارفین کو دست بیعت ایسی طور پر باطن میں حضرت سید الانبیاء مصطفیٰ سے حاصل ہوئی اور حضرت پیر و شگیر محبوب سبحانی نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ اس سلطان و حید الزمان اور شہباز لامکان کا درجہ اور شان و کم و گمان سے باہر ہے۔ آپ کی تصانیف سراسر الفاظ نوری اور کلمات حضور پر مشتمل ہیں جس شخص کو آپ کی تصانیف پر تلقین اور اعتماد نہیں آتا۔ وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی دین و دنیا میں خواری اور حرماں کی علامت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری کتاب معرفت سے انہی محروم اور کورسٹم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی۔ ظاہری عالموں، شاعروں اور ادیبوں اور فن کار صحافیوں کی تصانیف کی زیب و زینت اور فصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چمکے میں ہوا کرتی ہے۔ ان میں نہ اعلیٰ معنی اور نہ حقیقی معانی ہوتی ہے۔ لیکن اہل اللہ فقہاء کی باتیں محض الہام آسمانی اور اقرار رحمانی ہوتی ہیں۔ وہ صاحب استقامت و اذنی قضی طالب کے دل میں روحانی ہوش اور باطنی ہیز بہ پیدا کرتی ہیں۔ دیگر آنحضرت نے اپنی کتاب میں اس ذاتی اور انتہائی تقویٰ کو بیان فرمایا ہے جس کا کہیں نہ ہو۔ جسے دیگر صوفیاء و فقہاء متقدمین و متاخرین میں نہیں ملتا۔ لہذا آپ کی تصنیف ایک نہایت نرے فقر اور انتہائی تصوف کی حامل ہے۔ جو آپ سے پہلے گویا ایک راز سرسبز کی طرح اویا رکابین کے سینوں میں محفوظ چلا آتا تھا۔ اور محض سینہ سینہ خاص الخاص صاحب استقامت و طالبان حق کو نظر اور توجہ سے ملا کرتا تھا۔ یہ وہ علم ہے جس کا تخم ازل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور بعدہ آپ حیات و توجہ و نور نظر سے بیجا جاتا ہے۔ مادی عقل اور ذہنی فہم اس علم کی سمجھ سے یا نکل کوتاہ ہے۔ اور نہ کسی نفسانی گسی کتابی اور رسمی عالم کو اس علم لدنی کی طرف راہ ہے۔ یہ وہ علم

سے جس کا منظر انبیاء و اولیاء کے معجزات و کرامات ہیں۔ سوائے مطالعہ کو چاہئے کہ کتاب پڑھتے وقت دل کو اس وسوسہ شیطانی سے پاک رکھے کہ معاذ اللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سلطان العارفين نے اپنی کتاب میں بیان فرماتے ہیں۔ ان کا حصول ناممکن اور محال ہے۔ لہذا یہ مست اور مجذوب لوگوں کے شیطانات کی طرح سکر کی باتیں ہیں۔ لیکن حاشا و کلاً ایسا سرگز نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفين نے اپنی تصانیف میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اسے پہلے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے۔ چنانچہ آپ ہر جگہ یہی فرماتے چلے جاتے ہیں۔

ایں قال من بر حال من اور کھنی علمہ بحالی

یعنی میری یہ قیل و قال میرے اپنے حال پر دل ہے اور میرے اس علم کی شاہد وہ ذاتِ ذواجل جلال ہے اور بس۔ دیگر تمام عمر کسی قسم کا مجذوبانہ سکر اور سہوا آپ کے صنمیں مستحق نہیں ہوا۔ بلکہ مدت العمر ایسے صاحبِ ہوش و پابندِ شریعت کامل سا تک رہے ہیں کہ سنتِ نبوی اور فریقِ حق تو کیا ایک مستحب بھی آپ سے کبھی فوت نہیں ہوا۔ آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہی کر کے دکھایا ہے۔ اور آج بھی دکھا رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا میں آج بھی کامل صاحبِ کسیر نظر تو موجود ہیں۔ مگر جہان میں طالبِ صاحبِ استعداد مثل کبریتِ احمد مفعول وہیں :- طالبِ لعل و گہر نیت و گزہ خورشید ہنچال و عمل گوہر و کان است ہنوز چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ طالبِ با طالب یا طالبِ میا بتار نام روز اول باخذ بہ ہر کہ طالبِ حق بودن حاضر م: از ابتدا تا انتہا یک دم بر ہم مرد عارف کامل فقیر فی اللہ کو اس طرح صاحبِ مراتبِ عظمیٰ و اہل مقاماتِ اعلیٰ ہونا چاہیے۔ ورنہ دنیا میں مادی شجہ سے اور سفلی کرشمے تو مسمریم اور ہٹیا ٹرم کے ذریعے جوگی مادی اور جادو گر لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ اور سائنس و علمِ جدید کے ذریعے تو اہل یورپ اپنے مادی کمالات کے ذریعے دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ مرد عارف کامل کے کمالات ان سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہونے چاہئیں۔ اہل یورپ کو سائنس کے ان سفلی کمالات پر اس قدر مغرور اور سناڑا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ کامل عارف لوگ اپنی روحانی طاقتوں سے وہ فوق العادت حیر العقول کا رہائے نمایاں کر چکے ہیں کہ مادی علوم والے اگر انہیں دیکھ پائیں تو زندگی رہ جائیں۔ انشاء اللہ۔ وہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ یہی اہل سائنس اور ماہرینِ علمِ جدید اپنے مادی علوم میں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گے اور باوجود مابہج کی طرح قافِ قلب کی سد سکندری میں مورخ بنائیں گے تب روحانی دنیا کی طرف توجہ ہو کر مذہب اور روحانیت کا دم بھرنے لگیں گے۔

سے طالبِ سعادت مندیک نہاد! اس زمانہ کفر و الحاد اور دورِ ظلم و فساد میں اگر تجھے کوئی ابدی منجا و دلجا دیا سردی مسکن و ماوی در کار ہے۔ تو وہ محض معرفتِ اقرب الہی اور مشاہدہ و دیدار پروردگار ہے۔ کیونکہ آخر یہی ہے سب کائنات کا مرجع و معاد۔ اور اگر تجھے یہ سعادت حاصل کرنے کی آرزو ہے تو اس زمانے میں اس کتاب سے بہتر وسیلہ اور خوشتر جیلہ اور کوئی نہیں پائے گا۔ کیونکہ یہ زمانہ قحط الرجال ہے۔ اس زمانہ ظلمت اور دورِ غفلت

میں مردِ عارف کامل کا وجود عیناً شامل ہے۔ اے طالبِ ہوشمند! اس کتاب کو مضبوط پکڑ لے۔ اور دینِ رات اس کا مطالعہ کیا کر اور اے اپنا حوزہ جاں بنالے۔ انشاء اللہ اس کا مطالعہ تھوڑے دنوں میں تیرے تشنهٔ مستسقی دل کو آبِ حیات عرفان سے سیراب کر دیگا۔ اس وقت تو اس کی صداقت کی داد دیگا۔ اور تہہ دل سے اس فقیر کا مسکریہ ادا کرے گا۔

اے طالبِ ہوشمند! یہ کتاب تیرے لئے ایک ایسا مرشدِ کامل ہے جو ہر وقت تیری رہنمائی کے لئے تیرے ساتھ شامل ہے۔ جو نہ تجھ سے کسی نذر نیاز اور خدمت کا خواہاں ہے۔ اور نہ طالبِ منزلت و احسان ہے۔ نہ تجھے ذکرِ فکر جس دم چلتوں چلوں کے رنج و ریاضت میں ڈالے۔ بلکہ لعلِ عافیت و بہ سزارِ آسائش تجھے سخی کے حوالے کر ڈالے۔ اور تو وہ سب کچھ پالے جو ہر انسان کا مقصد و منتہائے حیات ہے۔ یعنی مشاہدہٴ سخی ذات اور ورامِ حضورِی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

اے طالبِ اہل یقین! اگر تیرا حجت یا اور ہماری بات پر باور ہے تو عجیب نہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے تھوڑے عرصہ میں تجھے مشاہدہٴ سخی ذات ہاتھ آئے۔ یا تجھ پر بزمِ انبیا رو او بیا رکھل جائے اور تجھے یہ نذر آئے کہ

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فان خلتى في عبادى وادخلنى جنتى

ترجمہ: اے صاحبِ نفسِ مطمئنة! مر جا اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو پس میرے خاص بندوں کے گروہ میں شامل ہو کر میرے بہشتِ قرب و وصال میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت مصنف نے اس کتاب میں علمِ تقویٰ کی بعض خاص خاص غیر معمولی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اور فقر کے نہایت بلند مقامات بیان فرمائے ہیں۔ جو جلدی صاحبِ مطالعہ کی سمجھ سے باہر ہیں۔ لیکن اس سے مولف اور ناامید نہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ بار بار مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتاب میں حضرت سلطان العارفين کی روح اور باطنی توجہ بہت زیادہ ہے۔ کتاب خود معلم اور استاد بن جاتی ہے۔ اور تمام پیچیدہ عقیدے اور باریک نکات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب کے خالی لپڑھنے سے ہی بے واسطہ اہل مطالعہ کے اندر نور کی بجلی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خود بخود طاریب کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شوق اور طلب کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت نے اسی کتاب بنا کر فرمایا ہے:

“نور الہدیٰ کی نسبت بلا کذب و خلاف اور بے لاف و گراف با کمال صاف صاف اسی کتاب میں جو کچھ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شاہدِ حال ہے کہ ہم نے اسے اسی طرح صحیح پایا ہے۔ ہم ناظرین کی دلچسپی اور ازویا و یقین کے لئے وہ بیان خود مصنف کی زبانی اسی ویسا ہے میں کسی قدر تمہیداً درج کر دیتے ہیں۔ جو سعادت مند شخص اس کتاب کو صدقاً اور انحصار سے شب و روز مطالعہ کرے گا انشاء اللہ العزیز اسے اسی طرح پائے گا۔ اور جلدی اپنی دینی و دنیوی منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔ چنانچہ آپ اس کتاب “نور الہدیٰ” کے مختلف مقامات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مقام اول

جو شخص اس کتاب کا اِخْلَاص، یقین اور اعتقاد سے شب و روز مطالعہ کیا کرے گا۔ واقعہ
اسرار پروردگار ہو جائے گا۔ اُسے مرشدِ ظاہر کی تعلیم و یقین کی حاجت نہیں رہے
گی۔ یہ کتاب اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کا وسیلہ بن جائے گی۔ اور

اسے مجلسِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے گی۔ اس کتاب کو پیشہ پڑھنے والا خلق کا رُخا اور اہل باطن
باصفا ہو جائے گا لیکن طالبِ اہل مطالعہ صاحبِ صدق یقین اور باادب و باجرا ضرور ہوگا۔

مقام دوم

اس کتاب اسرارِ لوجی کو اگر ناقص پڑھے گا کامل بن جائے گا۔ اور اگر کامل پڑھے
گا مکمل کے مرتبے کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر مکمل پڑھے اکمل بن جائے گا۔ اور اگر اکمل
پڑھے جامع مرشد صاحبِ جمیعت بن جائے گا اور اگر جامع پڑھے سلطانِ الوہیم

فقیرِ بکونین امیرِ نور اسکند بن جائے گا۔ اس کا مرتبہ ولیم اور فہم میں نہیں آئے گا لاجد و لاجد۔ یہ کتاب
مجموعِ الجمیعت کل انکلید سے۔ طالب اسے جس قفلِ مطالب میں ڈالے گا انشاء اللہ العزیز کھول ڈالے گا
اور ہر متاعِ پالے گا۔ "سبح تالیف زور تصنیف ما
علم از قرآن گرفتہ و ز حدیث
سر سخن تصنیف ما را از خدا
سر کہ منکر سے شود اہل از غیبت

مقام سوم

صاحب تصنیف اہل تقویٰ کو چاہئے کہ اول ہر علم کو اپنے عمل میں اور ہر چیز کو اپنے قصے
اور تقویٰ میں لے آوے یعنی اس کا خود معائنہ تجربہ اور آزمائش کرے تاکہ اپنے علم میں
متروک اور پریشیاں نہ ہو جائے۔ بعد اُسے تحریرِ رسم اور تصنیف کی صورت میں لے آوے

چنانچہ میں نے پہلے تصورِ اسم اللہ ذات کی قوت اور توفیق سے باطن میں جا کر اپنے علم کا مقابلہ، تکرار اور ذکر حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جمیع اصحاب کبار، حمد انبیاء و اولیاء اور جمیع مجتہدین کے ساتھ کیا ہے۔ اور
کتاب کو سب اہل نظر کی نظرس منظر کر کر اور اس کی اشاعت کے لئے منظوری اور حکم و اجازت سب کی
پاکر بعد اُسے مشہور کیا ہے۔

مقام چہارم

جان لے لے طالب! کہ اس تصنیفِ علم تقویٰ کے کلمات اور سخن پڑھنے سے طالب
صاحب اسرار کن اور عالمِ علم لدن ہو جاتا ہے۔ اور اس تصنیفِ علم تقویٰ کی
محض تاثیر گویائی سے پڑھنے والے کو غنیمت کی روشنی اور بنیائی، قلب کی صفائی

روح کی بیکتائی اور سر کی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس تصنیفِ علم تقویٰ کے خانی قیل و قال سے پڑھنے
والے کو فوراً حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اسے معرفت، مشاہدہ، قرب، مہراج اور وصال حاصل ہو جاتا ہے۔
اور وہ تماشا گئے کونین سے واقف حال ہو جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جملہ روحانی علوم کا اصل الاصول اور تصویف کے تمام معارف و اسرار کلاب لباب اور ولادت و فقر کے کل مقامات کا پختہ اور معزز محض ان دو علوم میں مندرج ہے۔ ایک علم تصورات۔ دوم علم دعوت جملہ انبیاء کے معجزات اور تمام ادویاء کے کشف کرامات ان دو علوم سے ماخوذ ہیں۔ اور حضرت سلطان العارفين نے ان دو ہی علوم کا ذکر کمال شرح و بسط کے ساتھ اپنی تصانیف میں فرمایا ہے علم تصورات کا کہ محض چشم انسان ہے۔ اور علم دعوت کا مضراب لب اور لسان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتے ہیں۔ **الْمَخْلُوعُ لَكَ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدْيَانَا الْيَتِيمَيْنِ** یعنی آیہ ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ بنا کر اسے دو راستے نہیں رکھائے، لہذا ان دو راستوں کا اصل تصور اسم اللذات ہے اویس۔ واضح ہو کہ حسن وقت انسانی دل کے باطنی حواس یعنی تصرف، تفکر اور توجہ اور تصور اسم اللذات پر مرکوز ہوجاتے ہیں تو دل کے لطیفے میں سے نور اسم اللذات کی برق متجلی ہوجاتی ہے۔ اور طالب اس قطرہ نور سے بحر الوارذات پروردگار کی طرف راجع ہوجاتا ہے۔ اور اپنے آپ سے بخود ہو کر دریائے توحید میں غرق ہوجاتا ہے۔ کثرت تصور سے نور اسم اللذات صاحب تصور کے صفت اندام، ہرگ و پوریت اور خون و گوشت میں جاری اور ساری ہوجاتا ہے۔ اور ہر دو چشم، ہر دو کان، دل و دماغ ہاتھ پاؤں اور ناف وغیرہ جملہ مقامات پر نقش اور مرقوم ہوجاتا ہے۔ اور ہر مقام اندام میں پورا اسم اللذات روشن ہوجاتا ہے۔ تو اس وقت طالب کو باطن میں ایک نوری وجود عطا ہوجاتا ہے۔ اس وقت دعوت پر دھننے کے لائق ہوجاتا ہے۔ جب اُس زبان نور اور وجود منظور سے ذکر کرتا ہے یا دعوت قرآن پڑھتا ہے تو باطن میں غرق ہوجاتا ہے۔ اور مجلس انبیاء و اولیاء میں حاضر ہوجاتا ہے۔ اور وہاں پر روحانی مدارس میں جملہ علوم باطنی سینہ بسینہ نظر بنظر، توجہ بتوجہ اندل بدل اندر روح بدروح بے واسطہ ایک دم میں حاصل کر لیتا ہے۔ اور قوت دعوت اور توفیق باطنی جسے جس وقت چاہئے جمع عالم غیب جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور جب کسی روحانی اہل قبر کے پاس دعوت شروع کرتا ہے تو روحانی قبر سے نوری لطیف جتنے کے ساتھ باہر آکر اس کے ساتھ ملتی اور مکالم ہوجاتا ہے۔ اور حاجت روحانی کی رفاقت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پوری کر لیتا ہے۔

شش شہدہ کے بودمانند ویدہ۔

نفس اسم اللذات کا تعلق اپنے مستحق خالق کائنات حضرت ذات واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ اس لئے جب صاحب تصور کی توجہ، تصور، تفکر اور تصرف نفس اسم اللذات پر مجتمع ہوجاتے ہیں۔ تو ایک دم طالب عالم ناموت سے پرواز کر کے برق براق کی طرح عالم ملکوت اور جبروت والاہوت میں جا داخل ہوتے ہیں۔ یہی تصور کی وہ باطنی بجلی ہے جس کی طاقت سے روحانی دنیا میں تمام باطنی مشینیں چل رہی ہیں۔ اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دو قسم کی لہریں ایک مثبت یعنی POSITIVE اور دوم منفی یعنی NEGATIVE پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح تصور کی باطنی بجلی سے بھی صاحب

تصور کے دماغ اور دل کے دو بلوں تک برق جلال اور برق جمال کی دو باطنی لہریں جاتی ہیں۔ اور انہیں نور باطنی سے روشن کرتی ہیں۔ سو آپ جانتے ہیں کہ اس مادی بجلی کے ذریعے کس قدر حیرت انگیز کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ہزاروں کوش کی مسافت پر ایک طرفۃ العین میں آواز، روشنی اور طاقت منتقل کی جاتی ہے۔ جسے بی گراف ٹیلیفون ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کہتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح مرشد کامل تصور اسم اللذات کی باطنی بجلی کے ذریعے اپنے سینے کے پاور ہاؤس سے طرح طرح کے باطنی فیوضات اور کمالات ہزاروں مریدوں اور طالبوں کے سینوں میں منتقل کرتے ہیں۔ اور جس طرح اس مادی بجلی کا ذریعہ ہوا (بیٹر) ہے اسی طرح باطنی بجلی کا ذریعہ اور واسطہ بھی دم انسانی ہے۔ جس سے روح انسانی متعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نَفْسٌ فِيهِ مِنْ رُوْحِي اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دو قسمیں ہیں۔ اول ELECTRICITY AT REST یعنی ساکن برق دوم ELECTRICITY IN MOTION یعنی برق متحرک۔ اسی طرح باطنی دنیا میں برق تصور اور برق دعوت جاری اور رواں ہے۔ حضرت سلطان العارفين کی تصانیف لطیف خصوصاً اس کتاب "نور الہدی" میں آپ انہی دو قسم کی باطنی برق کا ذکر فرماتے ہیں۔ عاقل ہوشیار آدمی کو اتنا اشارہ کافی ہے۔ اگر کسی شخص کو اس باطنی بجلی کا فلسفہ اور اس نور باطن کی کھجور حقیقت مکمل شرح اور بسط کے ساتھ دیکھنی منظور ہو تو ہماری کتاب "معرفان" کا مطالعہ کرے جس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

زیر نظر کتاب "نور الہدی" کا مترجم بھی تیسرا ایڈیشن ہے۔ اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مولف نے نہایت محنت اور دماغ سوزی سے کام لے کر اس میں ایک معیاری اور قیمتی شرح کا اضافہ کیا ہے۔ جس سے کتاب کا اصلی مفہوم اور مقصد واضح اور صاف ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ فارسی اشعار کا منظوم اردو ترجمہ سونے پر سہاگہ کا کام کر رہا ہے۔ اس طرح کتاب کی ضخامت دو گنی ہو جانے کے باعث اگر چہ طباعت کے مصارف میں دو گنے بہداشت کرنے پڑے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کا خیر کے احسن طریق پر پائیہ تکمیل تک پہنچنے کی مسرت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اور اسی کو ہم اپنا اجر و جزا تصور کرتے ہیں۔

سبک زجائے نہ گیری کہ بس گراں گہر است
عسای من کہ نصیبش مبادار زانی!



لا اله الا الله
 محمد ورسوله
 تصنیف نور محمد سرمدی
 جامع اکمل مکمل جامع نور الہی

قرآن مجید
 اردو ترجمہ

نور الہی

تصنیف لطیف سلطان العارین حضرت سلطان باقر قادری قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ

ماہنامہ فقیر نور محمد سرمدی قادری قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ذوالہدٰی

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ - تَعَزَّوْنَ مِنْ تَسْاُءٍ وَّتَذَلُّ مِنْ تَشْاُءٍ بِيْدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
 ترجمہ اللہ ہیّت مجبور ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ وہ ہمیشہ زندہ جاوید ہے۔ اے اللہ! تو جسے چاہتا
 ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں سب بھلائیاں اور نعمتیں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے
 ہزاروں اور بیچارہ دُور و لا محدود ہوسر لحظہ اور ہر دم اس سرکار صاحب افتخار کی ذات بابرکت پر
 جس کی شان میں آیا ہے۔ **لَوْ كَاَنَّ لَهَا مَخْلُوْقَاتٌ اِلَّا فَلَاَكٌ** (حدیث قدسی) اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا
 نہ کرتا، ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بعدہ صاحب نطق لقرن کل کتاب سے کہ طابی و مرشدی، پیری و مریدی اور استادی و شاگردی کے سچے اور چھوٹے
 مراتب کی تحقیقات کی سوئی پہلے پہل علم کیا کسیر ہے۔ جسے لقرن توفیق کہتے ہیں۔ کیونکہ بغیر تصرف اور توفیق طالب

ع حضرت سلطان العارفين کی کتب مقدسہ میں صرف دو بڑے علوم و فنون سے بحث کی گئی ہے۔ ایک تصور اسم اللہ
 ذات حضور اور دوم علم تصور دعوت القبور۔ ان دو علوم کو مختلف مقامات پر مختلف اصطلاحات سے یاد کیا گیا ہے۔
 چنانچہ علم تصور اسم اللہ ذات کو گاہے علم اسیر اور علم دعوت القبور کو علم تحسیر کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور گاہے تصور
 توفیق اور تصرف تحقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور یہ دو علوم ام العلوم تمام باطنی علوم اور فنون کے معدن اور مخزن ہیں
 سب باطنی کمالات اور درجات اور جملہ روحانی کشف کرامات ان دو علوم کے طفیل حاصل ہوتے ہیں۔ گویا یہ ہر دو علوم
 کلید کس سعادت دین ہیں۔ یہ دو علوم سالک کیلئے ہمیشہ از دو بازو اور دو پرہوں کے ہیں۔ جن سے پرواز کر کے سالک
 قرب وصال اور مشاہدہ حق ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور وہی حضور ہی حضرت سرور کائنات ہو جاتا ہے۔ ان
 دو مراتب سے بالاتر باطن میں اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے۔ جس وقت سالک کو اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

راہ سلوک باطن میں ہرگز نہیں چل سکتا لیکن تصرفات مختلف ہیں۔ چنانچہ اسمِ عظیم، تصرفِ علمِ اکسیر، تصرفِ علمِ کبیر، تصرفِ علمِ سنگِ یارس، تصرفِ علمِ روشن ضمیر، تصرفِ علمِ قرآنِ تفسیر، تصرفِ علمِ قربِ حضورِ بانی، تصرفِ علمِ کشفِ القبور، روحانی اور تصرفِ علمِ عینِ عیانی یعنی وہ تصرف کہ جس طرف اہل تصرف متوجہ ہو حضور میں پہنچ جائے۔ ان جملہ تصرفات کے علمِ علومِ محضِ حاضراتِ اسمِ اللہ ذاتِ حی قیوم سے کھل جاتے ہیں۔ طالبِ پہلے روزانہ تصرفات کو مرشدِ کامل کی مدد سے بذریعہ مطالعہ و لوحِ محفوظ حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں طالبِ تلیقین اور ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔

بجھنوری ہر طریقی راہزن
باجھنوری طالبِ حق و راہزن

صحیح کہتا ہے مصنف تصنیف فقیر باہو، قاری سروری فتاویٰ ہو ولد با زید معروف احوال ساکن قلعہ شور۔ اس کتاب کا نوادہ ہندی نام رکھا گیا ہے۔ اور عین نما خطاب دیا گیا ہے۔

ذکر و اور فکر کو بھی چھوڑ دو
ذکر و فکر و وسوسہ کو دل سے دھو

کے فضل اور مرشدِ کامل کی نگاہِ فیض سے ان دو علوم کی کلید حاصل ہوگئی تو گویا اس نے دولتِ دارین اور سعادتِ کونین سے اپنا دامن بھریا لیکن ان دو علوم کا حصول نہایت مشکل کام ہے۔ ہر لوہا ہوس نفسانی نام ناقص نا تمام طالب کا کام نہیں۔ تصورِ اسمِ اللہ ذات سے اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدہ اور وصال کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور علمِ دعوتِ القبور سے جملہ انبیاء اولیاء اللہ، اصحاب کبار، غوث، قطب، اوتار اور ابدال غرض جملہ روحانیات، ہر وہ ہزار عالم مخلوقات اور جملہ عالم سبب سلوک اور جنات غرض جملہ غیبی لطیف مخلوقات کی حاضریت اور ان سے صحبت و ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور جملہ ظاہری و باطنی خزانے بلا واسطہ اس لطیف مخلوق سے مل جاتے ہیں۔

عاجب طالبِ حضورِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے تو جملہ ذہنی حواشات و خطرات اور نفسانی شہوات اور شیطانی آفات سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضورِ بزمِ نبوی میں دنیا، نفس و شیطان کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ وہاں سے جو علوم حاصل کرتا اور سلوک طے کرتا ہے۔ وہ خالص حق ہی حق ہوتا ہے۔ باطل کا شائبہ تک اس میں نہیں ہوتا۔ ذکر و فکر خواہ کتنا ہی بلند، اعلیٰ اور پاک طریقے سے کیا جائے۔ وہ اہل ذکر اور اہل فکر کے اپنے خیالات اور وہامات سے ہرگز پاک اور مبرا نہیں ہوتے اور اس میں انسان کے اپنے دماغی اور قلبی ارادات کا رنگ ضرور بھرا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت سالک تصورِ اسمِ اللہ ذات میں غرق اور محو ہو جاتا ہے۔ تو اپنے جملہ جسمانی احساسات اور دماغی ادراکات اور تمام عادی خیالات اور ذاتی وہامات سے باہر آ جاتا ہے۔ اس وقت اس کے آئینہ دل پر اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار کی تجلی ہوتی ہے۔ وہ اس وقت جو کچھ باطن میں دیکھتا بھالتا اور سنتا ہے وہ عین حق ہوتا ہے۔ ایسا سالک بی بیصوبی لیسع و بی نیتق و بی بیطش کا مصداق ہوتا ہے۔

جب طالب تصور اہم اشرفیات کے ذریعے وجود میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس وقت متاہدہ عین کا متلاشی ہوتا ہے۔

ذکر ہو عین آنکھ کا فکر رہے وصال کا	اسکے سوا نہ ذکر ہے پھر ہے سب خیال کا
معرفت خدا اگر مجھ سے طلب کئے کوئی	عیسیٰ مثال زندہ دم ثانی خضر سو وہی
شامرگ سے بھی قریب تجھے کو دکھائیں خدا	نخن اقرب امر ہے خالق ذوالجلال کا
دیکھا نہیں تھی یہاں بھی نہ دیکھ پائیگا	جانور و نیکے مثل وہ گھاس ہی چکے جائیگا

قرآن تعالیٰ :- اُولَئِكَ كَالْاِخْصَابِ بَلَغُوا حُلُومَهُمْ وَلَٰكِنْ لَّيْسَ لَهُمْ صَبْرٌ

راز نہیں مجھ سے ہوتے میں ظہور	طالبوں کا ہوں میں رہتا مضمون
مجھ سے طالب کر طلب وحدت تقا	تاکہ پہنچا دوں حضور مصطفیٰ ص

قرآن تعالیٰ :- وَمَنْ كَانَتْ فِيْ هٰذِهِ اَعْمٰى فَهُوَ مِنَ الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ترجمہ دو جو شخص اس دنیا میں حق سے

اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

جو شخص اس کتاب کو اخلاص یقین اور اعتقاد کے ساتھ دن رات اپنے مطالعہ میں رکھے گا۔ انشاء اللہ واقعہ اسرار الہی ہو جائیگا۔ اسے ظاہر مرشد کی تعلیم اور تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب معرفت حق تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے والا خلق کا رہنا اور باطن باصفا ہو جاتا ہے۔ لیکن طالب اہل مطالعہ صادق الارادت اور باحیا ہو۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کے مطالعہ سے کسی نے حملہ علم اور حکمت کے خزانے یعنی علم کیمیا اور علم تکمیر کے ذریعے ظاہر نقد و جنس اور باطنی دولت و مال نہ پایا تو فقر اور فاقے کی ہلاکت اور گونا گوں رنج و مصیبت کا زوال اور پریشانی احوال اولہ صدر سوال کا وبال اس کی گروں پر رہے گا۔ اس سے بے نصیب اور بے قسمت کو بھی نصیب پہنچایا جاسکتا ہے جو شخص اس بات پر یقین نہیں رکھتا وہ باطنی کمالات سے نا آشنا ہے اور شخص احمق حیوان ہے۔

۱۔ سالک کو چاہئے کہ دین کے معاملے میں صرف سنے اور جاننے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ معاملے کو شنیدہ سے دید یعنی عین الیقین تک پہنچائے۔ بلکہ اس سے بھی آگے دید سے رسد اور یافت یعنی حق الیقین کا رتبہ حاصل کرے

باب اول

فضیلت کلمہ طیب

اے عالم باشعور اور اے فقیر عارف اہل حضور! سن لے کہ جملہ نصیبوں اور تمام قسموں اور کل خزان علم و حکمت کی کنجی کلمہ طیب ہے۔ اور اعلیٰ کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بے قسمت نہیں رہتا۔ اس نعمت سے وہ کافر یہود بے نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ حق موجود کی معرفت سے بے خبر اور محروم ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مقام المرتبہ میں کن کی کنہ اور مقام ذاتی الرسول میں جگر می زبان سے کلمہ طیب پڑھا ہے اور کلمہ طیب کی خاصیت جانتا ہے تو لوح محفوظ سے لوح ضمیر میں جملہ علوم بے سقام و بے زبان پڑھ دیتا ہے۔ اور دنیا و آخرت کے جملہ خزان میں سے کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر

کلمہ طیب کے دو جز ہیں ایک لا الہ الا اللہ جس میں توحید باری تعالیٰ کا اظہار ہے۔ دوسرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں رسالت محمدی کا اظہار ہے۔ کلمہ طیب کے ہر دو جز بارہ حروف سے مرکب ہیں۔ اور سب بے نقطہ حروف ہیں۔ رجبانی نفسانی مردہ دل آدمی کا قلب جاہل پتھر کی مانند مردہ ہے جس وقت ساکد موسیٰ کلیم اللہ کی طرح تصور اسم اللذات کی عصارے سے دل کہہ دیا جائے تو عیاں پر غریب لگتا ہے۔ تو دل کے دریا سے نل میں نور جمال کے مطابق لا الہ الا اللہ سے بارہ ایسے توجید کھل جاتے ہیں اور نفس فرعون فرق دریا سے وحدت ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح دل کے پتھر پر عصارہ جمال ^{درود و کلمہ طیب} صلی اللہ علیہ وسلم کی عذیب لگتا ہے تو اس سے بارہ چھتے نور جمال کے پھوسٹ پڑتے ہیں۔ یہ چشمہ عالم معرفت اور حکمت علم لدنی ساکد کے دل سے نہ بان پر جاری ہوتا ہے۔ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں ترائی اور اختیار تو لیا نہیں من الا انوار یعنی پتھروں میں سے بعض وہ ہیں جن سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں۔ یہ وہی حال پتھر دل سے مراد دل ہیں۔ اور نہریں سے مراد علوم (باقی اگلے صفحہ پر)

کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے۔ اور سر سے قدم تک اس کے وجود میں سکونت اور قرار کر لیتا ہے۔
ایسے ذاکر کا نفس جملہ اوصافِ ذمیرہ سے مر جاتا ہے۔ اس کا قلب نمدہ ہو جاتا ہے، اور روحِ فرحت باطنی سے
خوش اور شادماں رہتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ رسمِ روم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور سے اور اللہ تعالیٰ
کی قیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا اور طور ہے۔ قانون لا الہ الا اللہ کثیر والمخلصون قلیل۔ ترجمہ
زبانی طور پر کلمہ پڑھنے والے تو بہت ہیں لیکن تہ دل سے مخلصانہ طور پر کلمہ ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔
پس مرشدِ کامل وہ ہے کہ طالبِ صادق کو ہر شہوت اور منصب کلمہ طیب سے نصیب کرے اور ہر نقص
علم کیمیا اور خزانِ حکمت کلمہ طیب سے کھول دے۔ اور کلمہ طیب کے ہر حرف سے دکھاوے جو معلوم ہوا کہ مرشدِ کامل
مروے توفیق حاصل کر لیا ہے۔ مرشد نامروزان سیرت کوین طلاق دے دینی چاہیں۔ مرشد کامل مرد اور
مرشد ناقص مردانِ علامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرشد کامل طالب کو اسم اللہ ذات اور مشق و عبادت کی توجہ سے ایک

علوم اور حکمت کی نہریں ہیں۔ کلمہ طیب کا پہلا جز لا الہ الا اللہ و مقام انبیاء میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان
پر اور ان کے طفیل جبرائیل اور مرسلین اور ان کی امت کے شہداء و مدعیین و صالحین اور ارواحِ مؤمنین کی زبان پر جاری ہوا اور
یہ اقرار عبودیت الہیت بریکہ کے اظہارِ ربوبیت کا جواب تھا۔ علامہ ابن عربی کا درجہ اور اس کی طرح مقام دنیا و مقام
عقبی و مقام ازل و مقام ابدین یہ دروان کی زبان پر جاری اور ساری نسبتے کا۔ جس شخص کا لطفہ قلب تصور اسم اللہ ذات سے
نزدہ ہو جاتا ہے۔ وہ روحانی جہت سے اپنے آپ کو مقام ازل میں پہنچا کر روحی زبان سے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ اذبح
مقدس کی صف میں پڑھ لیتا ہے۔ اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ
کی زبانِ قدرت سے ادا ہوا۔ اور یہ ازل کے اقرارِ عبودیت کی خوشنودی و رضامندی کے طور پر خطابِ بجناب حضرت رسالت
تاکب بجز کلمہ عبودیت و احباب تھا۔ اور ان کو کلماتِ اظہارِ عبودیت و ربوبیت کے انوار کا نزول ابدان باذکر آسمان قدم و جوب
سے زمینِ حدیث و آسمان پر کلمہ ہے اور ہوتا ہے کا۔ غرض اصلی اور حقیقی مومن مسلمان وہ شخص ہے جو کلمہ حق سے مقام
انزل میں روحی زبان سے صفتِ رواج میں کلمہ طیب ادا کرے۔ ورنہ یونہی رسمی طور پر کلمہ پر زبان ادا کرنے سے کچھ
فائدہ نہیں ہوتا۔ نیز یاد رہے کہ توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار لازمی ہے۔ نیز اقرار و اظہارِ رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ایمان ناقص اور نامکمل رہتا ہے۔ تمام غیر مذاہب والوں سے اگر سوال کیا جائے کہ آپ لوگ خدا کو اپنا خالق مالک مانتے
میں تو تقریباً سب کے سب آیات میں جواب میں کہے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ آپ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیغمبرِ حق اور اللہ کا رسول مانتے ہیں تو سب انکار کریں گے۔ اور اگر کسی کو پوچھا جائے کہ کیا ہے وہ تو کہیں گے۔ لہذا اصل
حقیقی توحید وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باہکات سے جو ہم کو کلمہ طیب سے

Marfat.com

ہی نگاہ میں حضور کرادیتا ہے لیکن مرشد ناقص نامراد آج کل کے جھوٹے وعدوں سے طالب کو تار تار بنا ہے۔
 اَللّٰہُ یَاذُوْعَدُوْنِیْ۔ جو طالب صادق کلمہ طیب کو تصور اور توجہ کی طہیں لے آوے۔ وہ اہل توفیق سے اول
 جو اسے تصرف اور تفکر کی ماضرت میں لے جاوے وہ اہل تحقیق ہے۔ اور جو شخص کلمہ طیب کی اس تاثیر پر شک
 کرتا ہے۔ وہ مردہ دل زندگی سے جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور کن کی کہ سے کلمہ طیب
 پڑھتا ہے۔ اور کلمہ طیب کی یہ حقیقت جانتا ہے۔ اور کلمہ کی برکت سے حضور پر نور میں پہنچ جاتا ہے۔ ایسا شخص
 روشن ضمیر ہو کر شبیک ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ (اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

کا فرضہ سالہ یعنی ترمسایہ اور نصاریٰ جب ایک دفعہ کلمہ طیب اخلاص سے پڑھتا ہے تو پاک ہستی ہو جاتا ہے
 لیکن تو دن رات کلمہ پڑھتا ہے۔ مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ تو اہل بہشت ہے یا اہل دوزخ۔ اَلْاٰیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالْحَیْ
 اٰیْمَانِ تَوْخُوفٍ اُوْر رَجَائِکَ دَرْمِیَانِ ہے تیرے دائیں اور بائیں بہشت اور دوزخ قائم ہوں۔ اور تو گویا
 آنکھوں سے دیکھ کر خوف اور رجاء کو وسیلہ کرے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ اِنَّا الْاَعْمَالُ بِالْاٰیْمَانِ کَلْمَ طَیْبٍ
 پڑھنے والا بھی نیت سے پھیلا جاتا ہے۔

کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ دن رات میں انسان
 چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور معنی خاص الخاص سے کلمہ طیب پڑھتا ہے اس کے ہر دم اور
 ہر ساعت کے گناہوں کو کلمہ طیب اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سے لکڑیاں جل کر رکھن جاتی ہیں۔
 جو شخص اس طرح کلمہ طیب کے ذکر کی ضرب دل پر لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے شوق کا شعہ اس کے دل سے اٹھتا
 ہے جس سے اس کے دل کی آس نکھل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصال سے بہرہ یاب ہو کر اس
 پر سب کچھ عیاں ہو جاتا ہے۔ اگر طالب صادق کو مرشد کامل کلمہ کے پانچ ضربات سے پانچ خزانے نکھولنے سے
 تو طالب کو چاہئے کہ ایسے مرشد سے فزادہ جدا ہو جائے اور اپنی عمر گرانمایہ برباد نہ کرے۔ قفس کلمہ طیب کے
 کھولنے کی کنجی تصور اسم اللہ ذات ہے اور بس۔ عاقل سعادت مند شخص کامل کی تصنیف سے خوش وقت ہوتا ہے
 لیکن احمق نادان کے دل میں میل اور ملا پیدا ہوتا ہے۔ اور ادا ہو جاتا ہے جس شخص کے وجود کو کلمہ طیب نفع
 دیتا ہے اور اثر کرتا ہے تو وہ ظاہر خلقت کی نظر میں دیوانہ اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ خالق کے نزدیک مانا
 اور عاقل بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے خالق سے مافوس ہو جاتا ہے۔ اور خلقت سے وحشت بکھڑتا ہے۔

اور یہ ننگ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے شکر میں اس سچی توحید کے بھی شکر میں۔ بلکہ
 وہ دراصل توحید نامشکک ہے جس کے وہ محض معنی ہیں۔

اس کا دل تندرہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس مطلق ہوا اور عین سے مر جاتا ہے۔ من عرف الله لم يكن له لذة مع الخلق
یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اسے مخلوق کے اختلاف سے کچھ لذت نہیں آتی۔ قول حضرت شیخ الحدیث
العارف الفاضل بالله والمتوحش من غير الله یعنی حالت اللہ تعالیٰ سے مانوس اور غیر اللہ سے متفرق ہونا ہے
عارف کامل مرد نفسانی مردہ دل جاہل حیوان بدتر از شیطان لوگوں سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر کھان
سے پھوٹتا ہے۔ ان مراتب کی قدر وہ شخص جانتا ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور مجلس
محمدی کا شرف لکھا ہوا ہے۔ کی قیمت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ قرب حضور ہی اور الولد و ولد ہو۔ ان قسم کے
قرب اور معرفت کے مراتب محض فقیر کو نصیب ہوتے ہیں۔ ان مراتب کی ابتدا ذکر مذکور ہے۔ اور مراتب متوسط
و عام حالت حضور ہے۔ اور انتہا و ام استغراق فی اللہ ہے۔

اول مرشد کامل کیلئے فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو مقام خوف اور مقام رجاء یعنی مقام کشف القبور اور مقام
مجلس محمدی حضور دکھا دے۔ لہذا طالب اللہ کو علم معرفت کی تلقین کرے۔ جو صاحب زبانی طور پر باتیں
باتا ہے۔ لیکن دکھاتا کچھ نہیں وہ مرشد خام ناتمام ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو نہ ذکر اذکار میں ڈالتا
ہے۔ اور نہ درو وظائف پڑھاتا ہے۔ اور نہ مراقبہ محاسبہ سکھاتا ہے۔ بلکہ تصور اسم اللہ ذات سے حضور
میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کی توجہ سے باطن معمور کر دیتا ہے۔

عاجس وقت مرشد کامل طالب کافس مارنا چاہتا ہے۔ تو اس پر مقام خوف یعنی مقام کشف القبور اور حالات بزرخ کھول
دیتا ہے۔ چنانچہ جب طالب مقام بزرخ میں لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا دیکھتا ہے تو اسے سخت عبرت حاصل
ہوتی ہے۔ دن رات خوف کی وجہ سے اسے چین اور آرام نہیں آتا۔ ہر وقت گریہ و نالہ اور آہ و بکا اس کا شغل ہو
ہو جاتا ہے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے اس کا کھانا پینا اور اس کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ سابلہ گناہوں پر
سخت زوم اور پریشان ہو کر دل سے تائب ہو جاتا ہے۔ دنیائے دو گہران اور تارک فارغ ہو کر دن رات
اللہ تعالیٰ کی عبادت ذکر و فکر اور تلافی کلام اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ چنانچہ اس مقام خوف میں طالب
کافس خواہشات نفسانی سے مطلق ہو جاتا ہے۔ اس مقام سے اگر مرشد کامل طالب کو علی بن ابی طالب
دل طالب اس مقام میں دیوانہ مجنون یا بیمار ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ سو ایسے وقت میں مرشد کامل طالب کی
دستگیری فرما کر مقام رجاء یعنی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے۔ اس وقت
طالب مقام "کاشف و کاشف" (نہ خوف اور نہ کوئی ڈر) اور ولاد لاماں میں پہنچ کر مفرج
الحال ہو جاتا ہے۔

مرشد کامل خوشخط اسم اللہ ذات لکھ کر طالب کے ہاتھوں دے دیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے کہ اسے طالب اسم اللہ ذات دل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔ جب طالب اسم اللہ ذات دل پر تصور سے لکھ لیتا ہے اور اس کا نقش قائم ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توہمہ دیکر کہتا ہے کہ اسے طالب اسم اللہ کو اب دیکھ۔ چنانچہ اس وقت اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح تخی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔ اس وقت طالب اپنے دل کے آگے ایک ایسا وسیع اور لائے وال ملک دیکھتا ہے کہ جس میں چودہ طبق اور کونین رانی کے واسطے کے برابر نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں ایک گنبد دار روہنہ طالب کو نظر آتا ہے جس کے قفل پر کلہ طیب لوزی مرقوم ہوتا ہے۔ جس کی کلید اور کئی اسم اللہ ذات ہے۔ طالب اسم اللہ ذات کی کئی سے قفل کلہ طیب کھول کر جب اندر جاتا ہے۔ تو صراط مستقیم سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس عظیم میں جا داخل ہوتا ہے جس میں چار بار نبی صاحب کبار و پینچ تن پاک و حضرت شاہ محی الدین موجود ہوتے ہیں۔ طالب صاف کویہ قرب اللہ تعالیٰ کے حکم و توفیق اور مرشد کامل کی رفاقت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت طالب مجلس حق بنوی اور مجلس باطل شیطانی کو یوں تحقیق کر لیتا ہے کہ دل جمعی سے درود، لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور کلہ طیب لوزی اگر مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مجلس انبیاء عظام و اولیاء کو ام ہے تو ان کلمات کے

طالب کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مشق کیا کرے اسم اللہ ذات کو ماتھے پر مرقوم کرنے کی مشق کرے۔ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر تحریر کرنے کی مشق کرے۔ اس طرح جب یہ دونوں اسم اس کے ماتھے اور دل پر مرقوم ہو جائیں گے تو اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح روشن اور تاباں ہو جائیگا اور طالب مرشد کی توجہ سے بزم نبوی معلوم میں حاضر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی طالب کا نفس مکرش ہوا اور کسی طرح رام نہ ہوتا ہو تو اس پر اسم اللہ ذات مرقوم کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اگر ابتدا میں اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قائم اور مرقوم نہ ہو تو طالب اس سے بد دل اور لول نہ ہوئے۔ اور اس پاک شخص کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔ وہ مخلوق (انسان) کی قید میں نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برعکس مخلوق (صاحب تصور) اسم اللہ ذات کی قیدی آجاتا ہے۔ اور خلی مرشد کی توجہ سے اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرور کائنات معلوم قائم اور تخی ہو کر طالب کو اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتا ہے۔

پس طالب کو چاہیے کہ اپنے وجود کے تمام مقامات میں اسم اللہ ذات کا نورانی چراغ روشن کرے۔ تاکہ اسم اللہ ذات کے نور حق سے ظلمت باطل کا فوہ ہو جائے۔

فَعَاوِنِ الْاِلَٰهَ

بڑھنے سے بحال اور قائم رہ جاتی ہے۔ اور اگر بال شیطانی مجلس ہے تو کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے دردم برہم ہو جاتی ہے۔ جب طالب اکثر اس باطنی طریقے سے توفیق کے ذریعے اس حقیقی مجلس میں آتا جاتا ہے اور حق و باطل کو خوب جان لیتا ہے تو پھر اسے ہر وقت لاجل وغیرہ پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کا باطن حق سے ملتی ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے فوراً ظاہر ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ کل باطن مخالفِ بظاہر فہمِ باطن یعنی ہر باطنی معاملہ جو ظاہر شریعت کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

طالب کو ایک ایسے پاک اور طاہر وجود کی ضرورت ہے کہ جس کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اس کے بعد طالب جب کبھی چاہے اپنے اختیار سے حضور میں شرف باریابی حاصل کرتا ہے بلکہ ملازم کی حیثیت سے شامل رہتا ہے۔ مراتب میں ولی اللہ سے نظر باعیاں صاحب ذکر مذکور ظاہر با توفیق اور باطن صاحب تحقیق حضور کے ہے جو کرے شک اس کو ناجو جان منکر احمد کو کافر مان لو۔

اے عاقل اور اے فاضل! کان گنگا کر سن لے کہ شرف دیدار کا مرتبہ حاصل کرنے سے بھی دوام حضور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم کا حصول مشکل ہے اور مجلس محمدی حاصل کرنے سے علم ہوصلا اور صبر و رضا سے محمدی کا حصول زیادہ دشوار اور مشکل ہے۔ اور علم و رضا سے محمدی حاصل کرنے کی نسبت مرتبہ فنا و بقا اور مرتبہ توفیق و تحقیق اور مرتبہ قرب و حضور روحانیت دعوتِ قبور کا حاصل کرنا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ یہ جلد مراتب حوتوا قبل ان تموتوا کے ہیں جب طالب زبانِ دل سے کہتا ہے کہ اللہ مراتب موتوا سے مقام روحانیت میں جا

یاد رہے کہ عوام کا زبانی طور پر کلمہ پڑھنا محض رسمی اقرار ہے جس کے ساتھ اگر تصدیق قلبی نہ ہو تو ایسے کلمہ پڑھنے سے اوصافِ ذمیرہ اور اخلاقِ بدیہہ گزرتی ہو سکتے۔ اور نہ اس طرح کلمہ پڑھنے والوں کا باطن صاف ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں کبھی معرفت اور ضمیر کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح کلمہ کافر مشرک، جلا داور بھٹی گوہی دینے والے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے وہ زیادہ گہنگار اور سزاوار بنا ہوتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک سو پیر پر کلمہ طیب لکھا ہے لیکن اس کی چاندی کھوٹی ہے۔ تو اسے اگر آگ میں ڈالا جائے تو چاندی سیاہ ہو جائے گی اور کلمہ کی تحریر اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ لیکن جس سو پیر کی چاندی خالص اور کھری ہوگی اس پر خواہ کوئی عبادتِ تحریر ہو آگ میں ڈالنے سے وہ خالص، صاف اور سفید ظاہر ہوگی۔ پس جس شخص کا وجود خالص چاندی کی طرح پاک اور دل تصدیق سے طاہر ہو وہ اگرچہ ظاہری طور پر عام لوگوں کی طرح دن رات کلمے کی رٹ نہ لگاتا پھرے۔ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کا ایمان سلامت اور خاتمہ بالخیر رہتا ہے۔ یہ تو محض اقرار زبان اور تصدیق قلب کا معاملہ ہے۔ لیکن عارفِ سالف لوگوں کے کلمہ پڑھنے کا طور اور طریقہ بالکل الگ اور مختلف ہے۔ وہ عام نفسانی لوگوں کے قیاس اور ریم سے بالاتر ہے۔ فقیر عارف جب پہلی منزل میں زبانِ قلب (باقی اگلے صفحہ پر)

پہنچتا ہے۔ اور مشاہدہ اہل مہمات روحانیات سے واقف اور آگاہ ہو جاتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ بعض روحانی مقام
 علیین میں ہیں۔ اور بہشت کے گلشن گل بہار میں عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اور بعض روحانی مقام سجدین کے اندر
 معذب ہو رہے ہیں۔ جب طالب الا اللہ کہتا ہے تو مقام صوفیوں قبل ان تھو تو اکوڑے کر لیتا ہے۔ عالم مہمات
 کو عالم حیات کی طرح دیکھتا ہے۔ قیامت تک میدانِ عرصات میں حاضر ہو کر حساب کتاب اعمال سے خلاصی پالیتا ہو
 اور ظہراط سے گذر کر بہشت میں جا داخل ہوتا ہے۔ اس وقت پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ حق معبود کے
 آگے سر بسجود رہتا ہے۔ اور جس وقت کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساغر شراباً ظہورِ ہستی حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے نوش کر لیتا ہے۔ اس وقت دیدارِ پرانوار حضرت رب
 العالمین سے مشرف ہو جاتا ہے جس شخص نے یہ مراتب خواب یا مراقبے کے اندر یا عیاں طور پر حضرت محمد رسول اللہ
 کی نظر اور توجہ سے حاصل کر لے۔ اس نے گویا کلمہ طیب کی اولین و آخرین اور ظاہر باطن حقیقت کو پایا۔ ایسے
 شخص کا کلمہ طیب پر لہتین و اعتبار آنا صحیح ہے۔

جو شخص کلمہ طیب کی نفی کا لہ کی نفی کو جان لیتا ہے۔ اس سے دنیا و آخرت میں کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ
 نہیں رہتی۔ جو شخص کا لہ کی کذا اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس پر اثبات الا اللہ کے
 کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات الا اللہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ حیوان کو۔ اور
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیب پڑھنے والا جس وقت چاہے تو میرے
 اپنے آپ کو دوزخِ نبوی میں پہنچا دے اور نبی کریم سے تم سخن و مباحثہ ہو۔

معلوم ہوا کہ نفی کا لہ قاتل نفس ہے۔ اور اثبات الا اللہ مول کا زندہ کرنے والا ہے اور کلمے کا حقد
 محمد رسول اللہ روح کو فرحت بخشے والا ہے۔ کلمہ طیب آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر اور طلوع
 کرتا ہے۔ وہ شخص روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم رسوم ہے لیکن خواص کا کلمہ پڑھنا بجز
 قرب اللہ ہی قوم ہے جس سے بندہ یہ تصور کسم اللہ رقم مرقوم حقیقت حیات و مہمات معلوم ہو جاتی ہے۔
 حدیث شریف۔ من قال لا اله الا الله محمد رسول الله دخل الجنة بلا حساب و بلا عذاب۔ کلمہ
 طیب کے چوبیس حروف ہیں ہر ایک حرف سے ہزاروں علوم منکشف اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح

سے کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ تو اس کے بدن کے تمام بال ذکر کلمہ طیب سے گویا ہو جاتے ہیں۔ اور تمام بال بلند آواز سے
 کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ اور بقی ذکر سے متحرک ہو کر بدن پر چکر لگاتے ہیں۔ اس طرح ذکر نفس اگر ایک دن زبانِ طیب سے
 کلمہ طیب پڑھے تو ظاہر زبان سے ستر ہزار دفعہ ختم قرآن شریف کے برابر درجہ اور ثواب رکھتا ہے۔

کلمہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور اور دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفسانی مردہ دل لوگ کلمے کی حقیقت کو
 کیا جائیں جو فوراً اولیاء اللہ کلمے کی تمام حقیقت اور کنہ کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ وہ گاہے
 صاحب خوف اور گاہے اہل رجاء۔ اس کیلئے مہمات اور حیات برابر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسے گھر اور قبر
 یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا اور اہل دنیا سے الگ گاہے صاحب مطالعہ اور اہل اوراق اور گاہے حضور صلی
 اہل استغراق ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ اپنا سامانِ حیات یعنی قوی و حواس کو مہمات کے مقام میں لے جاتے
 ہیں۔ اور موت کے بعد مقام حیات میں بھی اپنے آپ کو لے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض اولیاء اللہ اور علماء اللہ
 قبروں سے نکل کر اپنے چلنیوں اور مردوں کو تلقین ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اپنے شاگردوں کو تسلیم دیتے ہیں۔
 اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَى الدُّنْيَا اِنِّىْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ مَرْتے نہیں بلکہ وارد دنیا سے
 وارد آخرت کی طرف نقل مکان اختیار کر لیتے ہیں۔ بھلا جو شخص دنیوی گھر میں اپنے نفس سے خدا کے لئے مفرود
 ہو اسے قبر میں کیوں نہ فرحت و سرور اور مشاہدہ حضور ہو۔

کوہِ باطن کو نہیں ہوتا ہے دیدارِ خدا
 یا نگتا میں کہ نہیں ہوں اسے جلوے کے ہوا

باب دوم

تصوراتِ اللہ ذات

ہائے جانانی! یاد رکھ کہ ہر مشاہد اور طالب کے لئے اس قدر نصیحت کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں دشمنِ نفس
 مورخہ بنائے ہوئے ہے۔ اور دائیں پہلو میں شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے۔ پس تیری ان ہر دو طرفہ ساز و سامان سے
 لڑانی ٹھنی ہوئی ہے۔ جب تیرے ہر پہلو میں ایسے زبردست دشمن کاٹے یا تیر کی طرح کئے ہوتے ہیں تو
 تجھے خواب اور خوشی و قہر سے کیا کام۔ خبردار! تجھے کیا معلوم کہ موت کا قاعد کس وقت پیغام لائے گا۔ فقیر کو

چاہتے کہ سب وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اہم اللہ ذات سے شعلہ بجلی انوار نور وار ہو۔
اور فقیر اس بجلی انوار میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جاتے۔ نہ اسے یاد رہے بہشت بہار اور نہ دوزخ نار۔ ان ہر دو
مقامات سے گذر کر مشرف دیدار پروردگار ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کوئی نام علم اور طریقہ
ہے۔ وہ محض مشاہدہ ذات کا نوری حضوری علم ہے جو اس مادی عقل اور گوش سے بالاتر ہے۔ یہ معرفت کا علم محض

اللہ تعالیٰ سے ہے واسطہ وہ سعادتمند طالب حاصل کرتا ہی۔ جو ہمیں بھائی اور فرزند بلکہ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔
نقش جو وسیلہ تقاضا ہو گیا نقش نقش ایک سے یہ فاش ہو گیا

یعنی بھی تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے اسی طرح پوشیدہ ہے جس
طرح چہرے کے اندر مغز مرشد کا اعلیٰ ایک دم میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں طالب کو پہنچا دیتا ہے اور مشرف
دیدار بنا دیتا ہے۔ کیا عالم حیات اور کیا عالم ممات کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ مرشد اور وسط
ایک شانہ و نشانی طالب کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اور مرشد اور فی ایک سنیے کے اندر طالب کو اللہ تعالیٰ
کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ فقیر ہدایت، معرفت، اقرب کا یہ باطنی راہ ہے محض قصہ خوانی اور افسانہ وانی نہیں۔ مثال کا
نہیں بلکہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما کے لڑوال حضوری اور مشاہدے سے واقف احوال ہونے کا ہے۔ کہ یہ فیض

عالم مرشدین طرح کی ہوتے ہیں۔ ایک مرشد اور فی کامل۔ دوم توسط کئی۔ سوم اعلیٰ و اکمل۔ مرشد اور فی کامل متواتر ایک ہفتہ طالب کو
اپنی توجہ میں رکھتا ہے۔ اور ہر روز نئی توجہ سے مشرف کر کے ساتویں روز طالب کو منزل مقصود پہنچا دیتا ہے۔ یعنی مشرف
دیدار پروردگار اور حضوری ہضم احمد مختار علی اللہ علیہ وسلم بنا دیتا ہے۔ لیکن مرشد توسط ایک شانہ و نشانی آٹھ پہر میں طالب کے
کام سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور اسے واسطہ باقی اور اللہ تعالیٰ جس ہی جگہ اللہ علیہ وسلم بنا دیتا ہے۔ اور مرشد اعلیٰ اکمل
ایک دم اور ایک ہی نگاہ میں طالب کو اس مقام منتہی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی مثال ایل سمجھنی چاہیے کہ مرشد طالب کے ہضم
دل کے اندر اپنا لطیف نوری نفاذ ڈال دیتا ہے۔ جس سے طالب کا باطنی عمل ٹھہر جاتا ہے۔ جو اس نوری اور باطنی عمل کے
ٹھہرنے میں اعلیٰ مرشد کو ایک دم توسط کو آٹھ پہر اور اور فی کو ایک ہفتہ یعنی سات روز شرح ہوتے ہیں۔ بعد ازاں وہ لطیف نوری
طریقہ مطہری اپنے وقت مقررہ کم از کم ایک سال۔ یا بارہ سال یا تیس سال کے عرصہ میں بطن باطن سے باہر آتا ہے۔ اور پھر
اپنے وقت پر بالکل پورے مقام تلوتین وار شاو پر پہنچتا ہے۔

یہ تشریح اس واسطے کی گئی ہے تاکہ ناظرین یہ سمجھیں کہ ایک خام ناقص مبتدی طالب کیوں کہ ایک دم یا آٹھ پہر یا زیادہ
سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر واسطہ باقی ہو جاتا ہے۔ یہ وقت محض مرشد کی توجہ کا ہے۔ یعنی طالب کے وجود کی زمین میں
تعم اسم اللہ ذات ڈالنے کا ہے۔ لیکن کئی اپنے وقت پر تیار ہوتی ہے۔ مرشد کی توجہ آخر تک (باقی اگلے صفحہ پر)

فصل محض روزانہ کا ہے

جو خدا دیکھے خودی کرتا نہیں
 جسم ہے وہ دوسرا لائق خدا
 چار جسم و چار چشم و چار روز
 بعد ازل وہ باعیاں دیکھے ملام
 کورسا در زاو کب لائے نقیض
 ہم نے دیکھا ہے یقیناً سچی نقیض
 سر سخن آیات قرانی مرا
 لکھا اگر کوئی پوچھے کہ مجھ کو حق دکھا
 گزرتے یہ مراتب اولیا
 چھوڑا استغراق دل سے بیکھا
 باہو چھو میں گم ہوا فانی ہوا
 اسلم و جسم و دن و نیاں کوئی نہیں
 اس نکتہ وہ نوری ہے جو دیکھے نقیض
 چار سے گذرے تو ہو گیا حضور
 چھوڑے جو ذکر و فکر و ہر مقام
 گرجائے آفتاب اس کی نہیں
 پوچھا اور تھمتی سے سب کچھ کیا
 سب مطابق با حدیث مصطفیٰ
 غرق فی التوحید کروں یا خدا
 کوئی بھی کرتا نہ رخ سوئی نقیض
 تا تو تنم الفقر و عمل خدا
 باہو ہو سے مل کے ربانی ہوا

واضح ہو کہ رویت اور دیدار تین طریق پر موقوف نص و حدیث روا ہے۔ اول دیدار اور رویت پروردگار
 خواب میں روا ہے۔ وہ خواب کہ جو خوب حقیقی کہتے خلوت خانہ اور دیکھنے والے عجاب ہے۔ اس کا نام نوری
 خواب ہے۔ دوم دیدار کا دیکھنا مراقبہ میں جائز ہے۔ وہ مراقبہ جو موت کی طرح حضور مولیٰ میں پہنچا ہے۔

طالب کے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور اسے بے قرار اور بے سرکار رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ داخل پروردگار بنا دیتی
 ہے۔ بعض طالبوں کو مرشد کی توجہ اور باطنی رابطہ قائم ہونے کی دکا ہی ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض طالبوں کو یہ آگاہی نہیں ہوتی
 آپس صرف طے منازل اور ذوق شوق باطنی کے حصول سے مراد اور مقصود معلوم کرنا چاہیے۔ یعنی جب مرشد کی صحبت اور
 تلقین و ارشاد سے منازل روز بروز طے ہوتے نظر آئیں یا باطنی ذوق شوق روز افزوں ترقی پر ہو۔ یا بد اعمال سے
 دل بیزار ہو اور نیک اور اچھے اخلاق کی طرف دل مائل ہو تو سمجھ کہ میرا مرشد کامل ہے اور ہر وقت ہمراہ شامل ہے اور
 جس مرشد کی بیعت و صحبت اور تلقین و ارشاد سے طالب کے وجود میں کوئی نیک ماوہ بیدار نہ ہو اور غالب اپنے
 وجود میں کوئی عمدہ تغیر و تبدل محسوس نہ کرے بلکہ الٹا نفسانی، شہوانی اور دنیائے دوس کے خیالات پریشانی اور
 غفلت و مستحیت شیطانی دامگیر رہے تو سمجھ کہ مرشد ناقص ہے۔ اس سے جدا ہو جائے۔ اور اپنی عمر گواہی
 اور وقت عزیز ہائے نیک نہ کرے۔

موسم ویداکرنا روایے باعیان کہ دیکھنے والے کا جسم اس جہان میں ہو اور جان لاہوت لا مکان میں ہو۔ روایت اور ویداکر کے یہ جملہ فیض فضل کے مراتب عظیم مرشد کمال سے حاصل ہوتے ہیں۔

نخن اقرب کی حقیقت جان کہ
تاظر حق حاضر حق ہوں سدا
امم اللہ روبرو ہمراہ سے
دیکھتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں
خام کی مستی سے از نفس و ہوا
ہے حضور یابی مجھے ہوش و شعور
نور کے قطرے سے عالم کی ظہور
شرح ان احوال کی کھولوں گے
اہل دین کو معرفت کی کیا خبر
طالب مولیٰ کو حاصل معرفت

شاہرگ سے ہی قریب آیا نظر
دمبدم ہوں میں حضور مہمطفی
جز لقا روکھی نہ پانی کوئی شکر
بادہ عرفان پلا سکتا ہوں میں
مست کو ہتیار کرتا ہے خدا
کو رکھتا ہے مرا حال حضور
ہے یہیں اس نور میں عالم حضور
غرق ہو اس حال سے زریں زریں
غرق جو مردار میں میں سرسبز
اول و آخر ہو وہ عارف صفت

میں مرشدی اور طالبی کے ہر دو کا ذب اہل تقلید اور صادق اہل توحید مرتبین کی تحقیقات اور چھان بین کر لیتا ہوں۔ اعدہ ہر ایک کی ناپ تول دل کے ترازیوں کر لیتا ہوں۔ اور میری باطنی نظر فوراً جھوٹے اور بچے مرشد اور طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جس طرح صرف سونے کو معلوم کر لیتا ہے۔

میں نظر سے طالبوں کو کر دین نظر پیش و ہدایت طالبوں کو کر دین حاضر

باطن میں چودہ قسم کی بجلی، چودہ الہام، چودہ ذکر مذکور، چودہ قریب نور، چودہ حکمت ضرور اور چودہ عالم باطن محمود ہیں۔ یہ سب چیزیں پہلے مرشد طالب کو زبانی طور پر بتا دیتا ہے۔ اور بعد ازاں عیاں طور پر ان سب مقامات اور منازل کا مشاہدہ اور سیر کر دیتا ہے تاکہ طالب صاحب یقین اور صاحب اعتبار ہو۔ ان باطنی راستوں میں بہت بشارت آفیتیں ہیں۔ صرف تصور اہم اللذات کا راستہ ہی امن اور سلامتی کا ہے جس سے طالب صحیح سلامت منزل مقصود

عالم مادی دنیا میں دو قسم کی بجلی ہے۔ ایک بجلی متحرک دوئم بجلی ساکن۔ اس کے مقابلے میں باطنی اور روحانی دنیا میں چودہ قسم کی بجلیاں ہیں۔ ان سب طرح ہر مادی بجلی کے ساتھ طاقت، روشنی اور آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح باطنی دنیا کی بجلی کے ساتھ جسم پاور ہوتی ہے۔ اس میں سے جو روشنی نکلتی ہے۔ اسے تجلیات کہتے ہیں۔ اور جو آواز اس بجلی سے پیدا ہوتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ ظاہری مادی بجلی کے ذریعے طاقت، روشنی اور آواز پاور ہوتے ہیں۔ مختلف مقامات میں منتقل ہوتے ہیں۔ (باقی آئے)

مک پر پرخ جاتا ہے۔ مرشد کو پائینے کہ راہ تصور حضور صوری سے واقف ہو۔ ورنہ باطن میں بعض تجلیات صفات نوری، بعض تجلیات نوری اور بعض تجلیات شرک کفر زنا ناری طالب کی راہ ماریتی ہیں۔ صرف تصور اسم اللہ ذات سے وجود میں تجلیات پروردگار اور انوار و یدار نمودار ہوتے ہیں جس کے ذریعے طالب جملہ آفت شیطانی اور بیانات نفسانی اور حوادث دنیائے پریشانی سے محفوظ و مامون ہو کر قرب ربانی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ فنا فی اللہ ہو کر طریق انوار ذوالجلال اور مشرف وصال رہتا ہے۔

تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک و مجید نمودار واقف احوال ایزد متعال ہوتا ہے۔ اور قبل و قال سے گذر کر مشاہدہ جمال میں محو ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور مشق و جود سے اسم اللہ کی نوری تحریر و طالب کے سر سے لے کر تمام تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے جس طرح عشق و پیچہ درخت پر چھپا جاتا

اسی طرح باطنی پلار ہاؤس سے جو اولیاء کاملین اور انبیاء مرسلین کا وجود باوجود ہے۔ تجلیات اور الہامات اور باطنی واردات اور روحانی علوم و معارف دالہ و نکات طالبان حق کے وجود کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح طالبان حق کے وجود اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذات و صفات اور افعال سے روشن و تاباں رہتے ہیں۔ اور باطنی الہامات اور دل ذات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے سریلے گیتوں اور ذکر اذکار کے نغموں سے ریڈیو کی طرح گونجتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اندام اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی مشیریاں خوارق عادات اور کشف و کرامات کی صورت میں چلتی رہتی ہیں۔ ان باطنی بجلیوں کے حصول کے بہت طریقے ہیں لیکن سب طریقوں میں رکاوٹیں، الجھنیں اور شبہات مہیبیں اور آفتیں پیش آتی ہیں۔ مگر سب سے پرامن طریقہ اور سلامتی کارائے تصور اسم اللہ ذات کا شغل ہے۔ اس سے طالب کے وجود میں ذاتی نور پیدا ہوتا ہے۔ جسے ذکوئی و حجت، ذکوئی نقص اور ذکوئی کسی طرح کا آسیب اور نوال پیش آتا ہے۔ اس ذاتی نور کو ہمیشہ ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ کسی طرح سلب اور زائل نہیں ہوتا۔ تصور اسم اللہ ذات کے سوا باقی جس قدر ظاہری باطنی اشغال مثلاً ذکر فکر، نماز، تلاوت، روزہ عبادات وغیرہ صوفیائے کرام میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے رائج ہیں۔ سب میں ظاہری پاکی و وضو غسل وغیرہ۔ تعین وقت و مقام۔ آسیب موکلات۔ رنج۔ رجوت۔ ریاء۔ رجوعات خلق اور طرح طرح کے باطنی راہزن جن۔ ثیابین۔ ارواح نجیہ کے جھگڑوں اور فسادوں کی الجھنیں پیش آتی ہیں۔ لیکن شغل تصور اسم اللہ ذات بلا رنج و ریا اور بلا کسی قسم کی پابندی و ابتلا و نہایت پرامن راہ ہے۔ اور اگر تعین راجع اور فضل خدا اور نگاہ و توجہ مرشد کامل شامل حال رہے تو شغل تصور اسم اللہ ذات سے بہت جلدی برق بلاق سے بہت تیزی کے ساتھ منازل طے کر کے طالب اللہ تعالیٰ کا قرب اور مشاہدہ حاصل کر کے دیدار و تقائے حق تعالیٰ سے حاصل ہو جاتا ہے اور بزم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہے۔ اور اس کے ہر اندام پر اسم اللہ ذات مرقوم اور نقش ہو جاتا ہے اور اس کے وجود کا ہر بال جو جس میں اگر
 اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ لطیفہ قلب سے ہو سکتی ہو گا شور مچا دیتا ہے۔ اور روح فریاد کرتی ہے۔
 ہوا لیتی ہو لیتی اور نفس دن رات رہنا ظلمنا انفسنا کا درد جاری رکھتا ہے۔ صاحب مشق و جو در یہ مشق
 بے مشقت ہوتا ہے۔ کہ نہ اسے احتیاج خواب ہے نہ حاجت مراقبہ۔ بلکہ جس امر کے لئے اللہ تعالیٰ
 کے قرب و حضور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نوز کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اسکا ظاہر باطن ایک ہو جاتا۔
 تصور اسم اللہ ذات سے بعض لوگوں کو مرطالوہ لوح محفوظ حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض کے دل کو بندریوہ دہیں منجانب
 قرب ربیب علیل آگاہی ملتی ہے۔ بعض کو حاضریت ناظریت کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ اس وقت وہ دونوں جہاں کا تماشہ
 پشت ناخن پر دیکھتے ہیں۔ بعض کو علم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ مقصود
 بذریعہ غیب و درود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاموت لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔
 بعض کو موکلات کے ذریعے پیغام اور ایام پہنچتا رہتا ہے۔ اگر لہ باطن میں اس طرح کے مرتبے پر مرتبہ
 منصب پر منصب اور قرب پر قرب، حضور پر حضور اور جمعیت پر جمعیت اور عین بعین اس طرح کی بخششیں،
 فیوضات، آثار اور انوار تجلیات پروردگار طالبوں کو حاصل نہ ہوتیں تو جگہ راہروان اور سا لکان براء باطنی
 گمراہ ہو کر راستہ چلنے سے رہ جاتے۔

طالبان مرشد کامل سے طلب تکرر خود بخود آپ سے اصل نہ ہو کوی کثر
 راہبر میرے سدا احمد مختار ہوئے حق تعالیٰ سے عطا علم کے انوار ہوئے

اللہ تعالیٰ کے راستے میں وید، طاعت و ثواب و مراتب رب حجاب ہیں۔ چنانچہ علم حجاب، ذکر فکر حجاب، ورد
 و ظائف حجاب، لوح محفوظ کے مطالعہ سے یک و بد طالع دیکھنا حجاب، عرش و کرسی پر نماز ادا کرنا حجاب، دونوں
 جہان کی حقیقت حال کا دن رات مطالعہ کرنا حجاب اپنے آپ کو غوث قطب دیکھنا حجاب، کشف و کرامات
 حجاب، جملہ مقامات حجاب و درجات حجاب غلق، نفس، شیطان حجاب اور دنیا، انزل، ابد عقبی حجاب

اذا وضع ہو کہ طالب کو جب مقصود اور مطلوب حاصل ہو جائے تو اس کے بعد مطلوب اور مقصود کے حصول کے جملہ ذرائع
 اور تمام جمل اور وسائل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس وقت اگر اپنے اہلی مقصود اور مطلوب کو چھوڑ کر اس کے ذرائع اور
 وسائل میں مصروف اور مشغول ہو تو یہ محض طالب کے لئے کفران نعمت اور محبوب حقیقی سے بند اور حجاب کا موجب ہوگا۔
 جیسا کہ حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے۔ من اراد العبادۃ بعد الحصول
 الوصول فقد كفر واشتراك بالله تعالیٰ یعنی جس شخص نے دراصل حق حاصل کرنے کے بعد بھی (باقی اگلے صفحہ پر)

اگرچہ یہ جملہ چیزیں موجب خیر و باعث ثواب ہیں۔ لیکن جو چیزیں بھی سالک کو اللہ تعالیٰ سے روک رکھو وہ حجاب سے ہیں۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر امانیت میں آجاتا ہے۔ اور امانیت طالب کے لئے موجب حد خرابی و تکلیف ہے۔ پس بے حجاب علم اور بے حجاب دانش اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا نوری صفوری بے حجاب مقام اس دائرہ اسم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اسم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضور میں پہنچنے کا راستہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے یقین حاصل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بات فقیر اور فاضل بھدی اور بھہا کہ اور میں اللہ فوق اید یھو (ترجمہ تم میرا عہد پورا کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور اللہ کا ہاتھ ان (اور پیام و انبیاء) کے ہاتھ کے اوپر رہتا ہے) کی حقیقت بیان کر رہا ہے۔

اے مرشد شیطان صفت مرشد بن تو ہے راہ معرفت میں راہزن

مرشد کامل ملتا ہے خدا نیز دکھاتا ہے بزم مصطفیٰ

مرشد ناقص دونوں جہان میں رو بیا ہوتا ہے۔ الفقیر سواد الوجود فی الدارین ترجمہ فقر

افسرداری دونوں جہان کی رو بیا ہی ہے۔ مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعث حد خرابی ہے۔

حدیث شریفہ! الفقیر فخری و الفقیر صنی ترجمہ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

عبادت کا ارادہ کیا تو اس لئے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر اور شرک کیا۔ ہذا سالک منتہی کے لئے دید طاعت و ثواب مراتب حجاب ہیں۔ اور اسی طرح جملہ ذرائع سلوک ذکر فکر مراقبہ علم وغیرہ حجاب ہیں اور جملہ مقامات و منازل عرش ذکر ہی کی طیر سیر اور سطا لورح محفوظ اور مراتب غوث و قطب پر اکٹھا کرنا حجاب ہے۔

مثلاً ایک پٹواری کی پٹی کو شیش ہوا کرتی ہے کہ کسی طرح قانون گو بن جاتے۔ اور قانون گو تحصیلداری کا امیدوار

ہوتا ہے۔ اور تحصیل دار مال افسر بننے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اور مال افسر کی تمنا ہوا کرتی ہے کہ ڈپٹی کمشنر بن

جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر گورنر اور گورنر جنرل۔ اور گورنر جنرل بادشاہ اور شہنشاہ بننے کا شائق اور خواہشمند

ہوتا ہے۔ اس کے بعد شہنشاہ وقت آگے بچھے سب مراتب پڑا ہے۔ کہ گورنر جنرل تک کی خواہش کرے

اور ان کے معمول کے ذرائع اور وسائل اور ان کے علوم کے اشغال میں لگ جاتے۔ تو اس کے لئے باعث حد خرابی

اور حد حجت قہری ہے۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصور نور، تصور حضور، تصور مقرب اور تو بصر باطن معصور اور وجود مغفور کا معاملہ ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات و حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اول یہ کہ تصور صاحب تصور کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو صاحب تصور پر حیران کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصور بادی، تصور آتش، تصور خاکی، تصور آبی۔ تصور باد سے صاحب تصور اپنا وجود نوا میں اڑا دیتا ہے تصور آتش سے صاحب تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصور خاکی سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصور آب سے صاحب تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح حل جاتا ہے۔ یا حباب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغزور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ بھی تصور فنا اور تصور بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقام قرب اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیے کہ پہلے چار تصور سے چار مقامات کو طے کرے۔ یعنی مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا مقام عقبی، بعد ازل طالب لائق تلقین وار شاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عالم خان اہل دل صاحب تصور تصور کے ہیں۔

ایسا سالک ایک دن پوچھتا ہے وار صل باخدا
 اول طالب اللہ پندہ علم، پندہ حکم، پندہ حکمت اور پندہ کیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے لہج
 مفت یا پانچ روز کے اندر مرشد کمال سے بطریقہ فیض و فضل عنایت و نصرت اسم اللہ ذات سے

اگر سالک چاہے کہ مجلس محمدی صلعم میں حضور اور نظر محمدی صلعم میں منظور اور بطن نور محمدی صلعم سے معصوم اور شوق
 محمدی صلعم سے مسرور ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب ذکر مذکور اور آنحضرت کے حکم سے
 نفس پر غالب صاحب حکم امور ہو۔ اور اگر چاہے کہ ذیل کے مراتب ایسے حاصل ہوں۔ دل کی آنکھوں سے
 دیدار جمال محمدی صلعم، اشتغال وصال محمد صلعم، قال واکوال محمد صلعم اور معرفت لازوال محمد صلعم اور جمیعت دوام
 محمد صلعم، فکر تمام محمد صلعم، الہام پیغام محمد صلعم اور مرتبہ روشن ضمیر برکاتین محمد صلعم اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ توجہ
 تصور تصرف اور فکر سے با توفیق اس دائرہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے۔ اسم محمدی صلعم سے اس پر
 مجلس محمدی صلعم کھل جائے گی۔ اس وقت حضرت محمد صلعم طالب کو دیدار پر انوار سے مشرف فرمائے ہیں۔ اس
 مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم با عقل و شور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دایں قدم مبارک کے
 نیچے سے خاک پاک عنبریں اٹھائیے جس شخص کو وہ مٹی کھلاوے گا وہ شخص صاحب چشم عیبانی
 اور عارف ربانی ہو جائے گا۔

اگرچہ یہ جگہ چیزیں موجب خیر و باعث ثواب ہیں۔ لیکن جو چیزیں صلیب سے لڑکے رکھو وہ حجاب سے۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر امانیت میں آجاتا ہے۔ اور امانیت طالب کے لئے موجب حد خمیالی کو نکالتا ہے۔ پس بے حجاب علم اور بے حجاب دانش اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا نوری حضور ہی بے حجاب مقام اس دائرہ اہم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اہم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضور میں پہنچنے کا راستہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے یقین حاصل کیا گیا ہے۔ یہ بات فقیر انوار بھودی اوف بصد کہ اورید اللہ فوق اید لھو (ترجمہ تم میرا غریب پیدا کرو۔ میں تمہارا غریب پیدا کروں گا۔ اور اللہ کا ہاتھ ان (اور یا رو انبیاء) کے ہاتھ کے اوپر رہتا ہے) کی تحقیق بیان کر رہا ہے۔

مرشد شیطان صفت مرشدین تو ہے راہ معرفت میں راہین
 مرشد کامل ثواب ہے خدا نیز دکھاتا ہے بزم مصطفیٰ

مرشد ناقص دونوں جہان میں رو بیاہ ہوتا ہے۔ فقر سواد الوجود فی الدارین ترجمہ فقر اضطراری دونوں جہان کی رو بیاہی ہے۔ مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعث حد خیر ہے۔ حدیث شریف: اذہ شخصی و الفقی صنی ترجمہ فقر میرا فقر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ وہ مرید یا گھا۔ جس سے وہ زندہ بھونکے کی طرح آواز نکالنا گھا۔ اور اس سے سلام کی قوم نے سامری کے کہنے پر اسے پوجا شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح جب کوئی فقیر کامل اور عامل منہی اپنی دعوت سے حضرت مرید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی حافظات کا طالب ہوتا ہے۔ تو حضرت سرکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے نفس نہیں بھولے۔ اصحاب کیا راہی دعوت کے پاس تشریف لے آتے ہیں۔ اس وقت اہل دعوت خوشی و جوش اور بیداری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو قدم مبارک کی خاک پاک اٹھا کر اپنے پاس الگ الگ رکھ دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں قدم مبارک کی مٹی میں آپ کی صفت جمال کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور بائیں قدم کی مٹی میں صفت جلال کا اثر ہوتا ہے۔ سو جس مکان یا شہر کو آباد اور محمود کرنا مقصود ہو۔ سو دائیں قدم والی مٹی کے ڈالنے اور چھڑکنے سے بالکل ویران مکان اور اجڑا شہر اور برباد ملک آباد، محمود اور سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی مرقعہ دل فاسق ناجور اور کافر خافق شخص کو وہ خاک پاک کھلا دی جائے تو وہ زندہ دل اور زندہ شخص بن جاتا ہے۔ اور بائیں قدم مبارک کی مٹی میں صفت جمال کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے تاثیر سے مکان اور شہر ملک ویران اور انسان بد حال، مجذوب، دیوانہ اور پریشان ہو کر خاک ہو جاتا ہے۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصور نور، تصور حضور، تصور قیوم اور تو بہر باطن معہ اور وجود منفقہ کا معاملہ ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات و حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اول یہ کہ تصور صاحب تصور کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو صاحب تصور پر مہربان کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصور بادی، تصور آتش، تصور خاکی، تصور آبی۔ تصور باد سے صاحب تصور اپنا وجود ہوا میں اڑا دیتا ہے تصور آتش سے صاحب تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصور خاکی سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصور آب سے صاحب تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح حل جاتا ہے۔ یا جناب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغزور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ بھی تصور فنا اور تصور بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقام قرب اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیے کہ پہلے چار تصور سے چار مقامات کو طے کرے۔ یعنی مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبہ، بعد ازل طالب لائق تلقین وار شاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عالم غافل اہل دل صاحب تصور تصور کے ہیں۔

جو ہوائے نفس اور شیطان کو کر دے فنا ایسا سالک ایک دن ہوتا ہے واصل باخدا
 اول طالب اللہ پندہ علم، پندہ حکم، پندہ حکمت اور پندہ کیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے لہج
 ایک ہفتہ یا پانچ روز کے اندر مرشد کامل سے بطریقہ فیض و فضل عنایت حاضر ذات اسم اللہ ذات سے
 حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد طالب صاحب عنایت بلا شکایت اور والی ملک ولایت ہو جاتا ہے۔ بغیر
 حصول مذکورہ مراتب عنایت طالب پھر گزرتی فقرہ عنایت میں قدم نہیں رکھتا۔ اور نہ عارف واصل ہوتا ہے۔
 یہ تمام بخششیں اس مرشد نور الہدیٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کے قرب کا پیشوار رہبر
 رفیق با توفیق ہو۔ پندہ حکم کی کیمیا سے علم، حکم اور حکم کے خزانے یہ ہیں۔

اول گنج کیمیا سے حکمت ام العلوم ہے کہ جس سے ہر قسم کے علوم بے واسطہ اللہ تعالیٰ کا قوم کے قرب
 سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دوم خزانہ کیمیا سے توحید ہے۔ سوم خزانہ معرفت ہے۔ چہارم خزانہ کیمیا سے
 قافی اللہ۔ پنجم خزانہ بقا با اللہ ششم خزانہ لا ہوت لا ملکن۔ ہفتم خزانہ کیمیا سے آیات و احادیث

منہک ہو جاتا ہے۔ تو اپنے اس پاس کی چیزوں سے بلکہ اپنی جان سے بھی بے خبر اور غافل ہو جاتا ہے۔ اور جب
 انسان سو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے مکان اور اپنے جسم و جان اور اپنے جملہ ہمنشیاں سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہی حال
 خاکی ناتوان انسان کا ہے۔ وہ اپنے خالق اور مالک سے غافل ہے۔ گویا وہ ایک طرح سے سویا ہوا ہے۔

کی تفسیر باتا شیر ہے شتم گنج علم کہ جس سے طالب روزِ ششم کو نین پر امیر ہو جاتا۔ نہم علم دعوتِ تکمیر ہے جس سے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو قیدِ قبض اور تصرف میں لایا جاتا ہے۔ دہم خزانہ سنگ پار میں تاثیر ہے جس سے عارف عالمگیر ہو جاتا ہے۔ یازدہم گنجِ کیمیا اکیس ہے۔ دوازدہم خزانہ عارف ناظر عالم با اقدس اور ولی اقدس کیلئے مراتبِ عنایت، عنایت، ہدایت اور ولایت میں۔ سیزدہم وہ حکمت اور علم کا خزانہ ہے جس سے دیوبندیت، نقشبندیہ، قتل کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے اندر پہلو میں مثلِ وزوایمان متفق شیطانی گھات نکالتے ہوئے ہے چہار دہم علم ترکِ متوکل ہے کہ جس سے طالب یہ علم و حکمت کے خزانے مرشدِ کامل سے حاصل کر لیتا ہے۔ فقیر وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل کے خزانے کا خزانچی ہو۔ جو بذریعہ توجہ عیاں یا بذریعہ اہم عظیم زبانِ طالب کو یہ گنج بے پایاں حاصل کر دیتے ہے۔ جب طالب یہ تمام ہدایت اور عنایت کے خزانے حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں اس کے دل میں کسی قسم کا غم و الم اور کوئی ارمان و افسوس باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ راستہ صرف فرمائش کا ہی نہیں بلکہ ظاہر باطن نمائش کا ہے۔ یہ راستہ محض زبان اور بیان کا ہی نہیں بلکہ عیاں اور امتحان کا ہے۔ ایسا مرشد کامل دنیا میں بہت کم یا ب ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہدِ حال ہے کہ میرا یہ جملہ قال موافقِ حال ہے۔

کافی علمہ بجالی ترجمہ میرے حال کی صداقت کے لیے اس کا علم کافی ہے۔

حضرت سلطان العارفين نے جو مذکورہ بالا پندرہ باطنی خزانے بیان کئے ہیں۔ یہ سب آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کو حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ تمام کتابوں میں جو مقامات اور مراتب فقر کے آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کو آپ نے طے اور حاصل کیا ہے۔ اور جس طالب کو چاہیں یہ سب خزانے عطا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتابوں میں جو فقر اور لقوف بیان فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حاصل کیا ہوا مخصوص اور ممتاز تصوف اور آپ ہی کا اور دنیا بھر پر ہے۔ جس کا شمع بھی نہ اگلے بزرگانِ سلف اور نہ پچھلے صوفیائے خلف کی لقمانیت میں پایا جاتا ہے۔ آپ کے اس قدر بلند مقامات اور اتنے عالی مراتب کے حالات آپ کی کتابوں میں پڑھ کر اکثر کم ظرف اور خام خیال لوگوں کو یہ گمان اور وہم ہوتا ہے۔ کہ اس قدر بلند اور اس قدر مقامات کا حصول انسانی طاقت اور امکان سے باہر ہے۔ اور آپ کی باتیں معاذ اللہ سکر اور جذب کا کلام ہے۔ اور یہ بائزید رحمتہ اللہ علیہ کے قول سبحانی ما اعظم شافی اور حضرت منصور حلاج کے قول انا الحق جیسے شطحات میں۔ لیکن حاشا وکلا آپ کے کلام میں اس قسم کے سکر اور جذب کو ذرا بھر دخل نہیں ہے۔ اور آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز تمام عمر صاحبِ صحو اور پابندِ شریعت رہے ہیں۔ بلکہ آپ کے طالب بھی تمام عمر صاحبِ شریعت اہل صحو ہوشیار سالک رہتے ہیں۔ جذب اور سکر کو اس پاک طریقے میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ مرتبہ انتہائی معرفت وصال کے طالب ناقص خیال! کہ جس وقت بھی طالب چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جب کبھی ارادہ کرے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف باریابی حاصل کرے۔ یہ مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ مرشد کامل پہلے روز طالب کو تصورِ حاضرات اسم اللذات کا وہ انتہائی راستہ دکھادیتا ہے۔ جس میں جملہ علوم خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے تمام حکمت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ یہ علم کل مرشد کے ذریعے محض طالبانِ صادق جانِ فدا عارف باخلاق صاحبانِ عقل کو بے واسطہ کسی نبی یا ولی سے اس طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ یا ماہتاب کو آفتاب سے روشنی پہنچتی ہے۔ یہ علم کسی طور پر رسم و روم سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ خاص اللذاتی و قیوم کا علم لذاتی عارفوں میں سینہ بسینہ، توجہ توجہ، تصور تصور، تفکر تفکر، تصرف تصرف منتقل ہوتا رہتا ہے یعنی علم توحید، علم تخرید، علم تفرید، علم ترک و توکل و علم قرب، علم حضور، علم نور، علم توفیق، علم تحقیق اور علم تصدیق وغیرہ جتنا بچہ صدق حضرت ابوبکر صدیق و عدل حضرت عمر و حیا کے حضرت عثمان و علم علی کرم اللہ وجہہ و فقر و خلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گلِ مکتوبِ حبیبہ اسرارِ علم و کلمہ توحید اسرارِ علم کا ایک اسمِ بمنزلہ گھٹلی کے ہوتا ہے۔ اور اس کا گودا علم ہے یا اسم اللذات کی تاثیر سے طالب روشن ضمیر کو علم غیب الخیب اور ایات لا یدب بطریق نعم الہی

عاقبت، معرفت اور سلوک کا انتہائی مقام یہ ہے کہ سالک اللہ تعالیٰ کے دوامِ مشاہدے پر مستغرق رہے۔ اور حضرت سرورِ کائنات صلعم کی بزمِ باطنی حضور پر نور سے ہمیشہ مشرف ہو یعنی جس وقت طالب چاہے اور ارادہ کرے اپنے اختیار اور خواہش سے ہوش و حواس کی حالت میں دیدارِ اپنوار پروردگار سے مشرف ہو اور جبکہ وقت چاہے بزمِ نبوی صلعم میں باریابی حاصل کرے۔ اور ہر کام کے لئے جواب باصواب حضور پر نور سے پلے۔ یہ تمام سلوک کا انتہائی مقام ہے۔ اس سے بلند اور بالا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ان دو مقامات کے مابین جس قدر باطن میں مقامات اور مراتب ہیں وہ سب ان دو بلند مقامات کے لئے نسبتی اور سیڑھی کے پائلوں کی طرح ہیں۔ یا راستے کے منازل اور پڑاؤں کے مانند ہیں۔ اصل منزل مقصود وہی دو مقامات ہیں۔

۲۔ علم دو طرح کا ہے۔ ایک علم ظاہری کسی جو کتابوں میں مرقوم ہے۔ جو ایک انسان شاگردی کے طور پر دوسرے انسان یعنی استاد سے حاصل کرتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اقرآن میں عَلَّمَا لِقَلَمٍ سے یاد کیا ہے۔ دوم علم باطنی وہی جو خواص انسانوں کو کبھی کبھی بطور انوارِ حمانی کسی فرشتے، ولی یا نبی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عَلَّمَا لَانْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُوا اور عَلَّمْنَا مَا مِنْ لَدُنَّا عَلَّمْنَا كَيْفَ نَقُولُ سے یاد کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جان سکتا تھا۔ اور ہم نے (باقی اگلے صفحہ پر)

ازراہ فیض فضل و تبارہی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ ابتدائی فقر و اصل کا ہے۔ فقیر کامل کو یہ دو شکر عظیم
مکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتے ہیں۔ ایک شکرِ خالق و دوم بغیر شکرِ تمام ملک بذریعہ علم لدنی
قبضے میں لے آتا ہے۔

قرب حق، بزم نبی میں علم کے مظہر مرے عالم با اللہ پہ کھل جاتے ہیں یہ سب ہر مرتبے
واضح ہو کہ علم اور تقویٰ سے مرتبہ بہشت حاصل ہوتا ہے۔ اور کفر سے نجس بنا سکتا دنیا جہنم نذر ثروت
بتا ہے۔ لیکن مراتب علما و فضلاء، فقہاء اور درویش فقرا سے قاضی کا مرتبہ بلند تر ہوتا ہے۔ وہ قاضی جس کا کام
ثروت، اربیا اور سیم و زر سے بالاتر ہے۔ وہ ہے حقیقی قاضی جس سے خدا اور رسول راضی ہے پس قاضی و قاسم کے
ہیں۔ ایک قاضی ظاہر و دوم قاضی باطن۔ چنانچہ آدمی کے وجود میں نفس اور روح آپس میں معاملے اور
جھگڑے کے لئے مشکی مدعی اور مدعا علیہ کے ہیں۔ عارف منصف مزاج حق شناس صفات القلوب اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے متقاضی ہوتا ہے مثل حاکم عادل بعد لخص و تحقیقات فتویٰ دیتا ہے کہ نفس موزنی باطن کو قتل کر دیا
جائے۔ اور روح اصلی مالک حقیقی کو دنیا کی ملکیت و حدود دید یا جائے۔ تاکہ ملک ولایت و جوہر میں ہر
طرح سے امن قائم ہو۔ اس معاملے میں کورما کا بیان نیک و بد گناہ و ثواب کے دفا تر ہمراہ لئے شہادت
کیلئے عالم حیات و عالم ممات میں موجود ہیں۔ قولہ تعالیٰ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيَهُمْ

اسے اپنی طرف سے (بلا واسطہ) علم عطا کیا۔ یہ علم باطنی نفس کو نفس سے، دل کو دل سے اور روح کو روح سے محض
توجیر باطنی کے ذریعے ایسی شکل میں القا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قَوْلًا تَعَالَىٰ مَنْ كَانَ
عَدُوًّا لِّلْجِبْرِيلِ فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ تُرَجِّمُ الَّذِي يُرِيهِمْ رُوحَهُمْ اِنَّ جِبْرِيلَ فَرِيسَتُهُ
بھی دشمن ہیں جس نے قرآن کو تیرے قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا ہے۔

اس کی مثال یوں ہے کہ پچھلے زمانے میں لوگ تیل اور تبنی وغیرہ کے ذریعے بڑے تر و دار محنت سے ایک مکان کو روشن کرتے
تھے لیکن آج کل پاور ہاؤس یعنی بجلی گھر کی وجہ سے صرف تبن دبانے سے ایک دم میں ہزاروں گھنٹی کے قوتوں سے روشن ہو
کر شہر کا شہر نقبہ نوین جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مرشد کامل جب اپنی باطنی توجہ کے ثمن کو داتا ہے تو ہزاروں لاکھوں
مریدوں اور طالبوں کے ذہن کو نور باطن سے منور کر دیتا ہے۔ ظاہری مادی عقل والوں کے سامنے خواہ کتنے ہی دلائل اور
براہین پیش کئے جائیں۔ وہ اس علم کی حقیقت اور باہت کو نہیں سمجھ سکتے۔ تمام انبیاء و مرسلین خصوصاً ہمارے آقائے نامدار
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدا امی و ابی اس علم کے نندہ مثال ہیں۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ
یہ علم بطور انعام و رحمانی عطا ہوا اس کے بعد آپ کے متبعین اولیاء و کالمین کو یہ علم حاصل ہوتا رہا ہے۔ (بانی اسکے صفحہ ۱)

وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ترجمہ: قیامت کے دن ہم لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں گویا ہو کر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ "النسان کامل کا وجود گویا ایک طلسم اور معنی ہے۔ جو جملہ گنج مراتب حیات و ممات کو اپنے اندر چھپائے اور دبائے ہوتے ہے۔ یہ طلسم اور معنی بند لیاہم مسلمی علم نعم البذل سے نکلتا ہے۔ جو شخص مرشد کامل سے علم نعم البذل نہ پڑھے اور اوقوالعلم درجات نعم البذل نہ جانے وہ احمق اور بے دانش ہے کہ ان مراتب کا دعویٰ کرے۔ ایسا شخص ہمیشہ نفس امارہ کی قید میں رہ کر جملہ علوم ظاہری اور باطنی سے محروم رہتا ہے۔

نعم البذل کی بے شمار قسمیں ہیں۔ چنانچہ نعم البذل علم قال، نعم البذل ذکر فکر و تدبر و ظائق حال، نعم البذل سکر صحو قبض بسط و خطرات خام خیال، نعم البذل الہام عیان لاہوت لا مکان باقرب وصال، نعم البذل ظاہر باطن بمشاہدہ اعمال و افعال، نعم البذل مجلس محمدی صلعم میں معلوم کرنا صفاتی ماضی مستقبل و حال، نعم البذل مراتب فیض فضل ازاں روز ازل۔ واضح ہو کہ مراتب فقر اور معرفت کو مادی حسن و خصلت و حال حسن پرستی اور سرور و ہوا مستی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مراتب بتدعی قرب خدا سے باز رکھنے والے ہیں۔ یہ سب شیطانی حیلے و سلیے اور وسوسے ہیں۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا رہنا ہے وہاں نہ صورت فقر اور زراگ کی آواز ہے کہ عالم عارف مشاہدہ بین ہر حسن حجاز سے بے نیاز ہے کیونکہ وہ صاحب دیدار اہل چشم باز ہے۔

آنکھ تھام کھو گئی نفس مرا سو ہو
سچ چلی نبی کے ہاں دل نے خدا کو پایا
چھوٹ گئی رفیق سب نام و نشان
بلبل بے کا پھٹ گیا باہو ہو ہوسمت گور

پس جس شخص کے ہم فہم اور محاسبے میں نعم البذل کے مذکورہ بالا مراتب آجائیں اُسے گویا مراتب فقر کے ہر مقام کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اور جسے یہ مراتب حاصل ہو جائیں اس نے فقر اور معرفت کے تمام مراتب کو حاصل کر لیا۔ نعم البذل کے کل درجات قرآنی آیات کے درجے سے حاصل ہوتے ہیں جس سعادت مند شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب اور مشاہدہ حضور کی کیلئے بلا تیار ہے۔ اسی راستے میں گناہ کی لغزشیں اور نشیب و فراز بھول جاتی ہیں۔

اور قیامت تک اس علم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ قرآن کریم میں سورۃ کہف کے اندر جو حضرت علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت نے کشتی میں سوراخ کیا اور بچے کو قتل کیا اور شکستہ دیوار کو بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان اعمال پر اعتراض کرتے رہے جسکی تاویل بعد میں حضرت علیہ السلام نے یوں سمجھائی کہ یہ سب افعال میں اللہ تعالیٰ کے امر سے کہ اور ان سب میں باطنی حکمت تھی۔ جو بطن میں سمجھائی گئی۔ جس سے موسیٰ علیہ السلام کے اس علم کے محترف ہو گئے۔ قرآن تعالیٰ۔ فوق کل ذی علم علیہ۔ :-

کیونکہ فقیر کامل جب مرتبہ بے حجاب کو پہنچ گیا تو اس نے تمام ثواب کا مجموعہ مرتبہ بے حجابی میں پایا۔
کچھ نہیں میں جانتا حق کے سوا حق کو پایا بحمد مصطفیٰ

حدیث: اذا اتلف فقر فهو الله. فقر کا تمام رشتہ عجایب سے اور ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حق آگاہ اور عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل سے طالب کو حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر منصب اور مراتب آنحضرت کے حضور سے دلاتا ہے۔ واضح ہو کہ توجہ کی چند خاص قسمیں یہ ہیں۔ اول توجہ وہ ہے کہ طالب ایک ہی توجہ ایک ہی تصرف ایک ہی تصور، ایک ہی فکر اور ایک ہی دم میں مشرف دیدار پروردگار ہو جائے۔ یعنی جہاد بوجہ عناصر صفات سے یک دم باہر آکر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے۔ دوم وہ توجہ کہ طالب ایک ہی توجہ، ایک تصور، ایک فکر اور ایک دم میں مجلس خاص الخاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر حلقہ انبیاء اولیاء و اصفیاء اور حلقہ اصحاب کبار و پختن پاک و اکابر مجتہدین و حضرت شاہ محی الدین چشتیہ اللہ علیہ کے دیدار پر انوار اور ملاقات مستبرکات سے مشرف ہو کر ان سب کے منظور نظر ہو کر ملازم درگاہ حضور ہو جائے اور ان سے حلقہ سموات دینی و دنیوی اور معرفت توحید، جمیعت اور حقیقت کے ظاہری باطنی خزانوں کی کنجیاں حاصل کر کے حلقہ مخلوقات کو قید اور تصرف میں لے آوے۔ ایسا عارف کامل ایک ہی توجہ، تصرف، تصور

یہ ایسا عارف کامل اہل دم تصور اسم اللہ ذات کی توفیق سے جس نبی یا ولی یا فرشتے سے ملتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی باطنی برقی طاقت سے اس نبی یا ولی یا فرشتے سے اپنا روحانی رابطہ اور رشتہ ملا لیتا ہے۔ اور اس کی باطنی شخصیت اور نور سے مملو ہو کر اس کی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہی کام کرتا ہے۔ کیونکہ ہر نبی ہر ولی اور ہر فرشتہ باطن میں ایک خاص صفت سے موصوف ہے۔ مثلاً اگر کسی عارف کامل کو بارش برسانے کی ضرورت ہے۔ تو چونکہ اس کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے میکائیل فرشتے کو مخصوص فرمایا ہے اور تمام بادلوں پر یہی اچار ج اور افسر ہے۔ اس لئے عارف کامل قوت تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے اپنا دم حضرت میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اور جس ملک اور شہر پر جس قدر بارش برسانی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس قدر بارش برس جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دم ملا کر نوب حلیل عزرائیل سے پورا اور مملو ہو جاتا ہے۔ اس وقت جس دشمن کو اپنے دم میں پکڑ لیتا ہے اس کی جان قبض کر لیتا ہے۔

ایک دفعہ یہ فقیر مسجد حضرت سلطان العارفین میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں سخت تھک سالی تھی۔ اور بارش نہیں ہوتی تھی۔ زائرین نماز کے بعد حج سے بارش کیلئے دعا مانگواتے تھے۔ (باقی صفحہ پر)

تفکر اور ایک ہی دم میں اپنا دم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ جو کچھ پیغام الہام جو آپ سوال اللہ تعالیٰ کے قرب سے اسرار ربانی انہیں حدیث و آیات قرآنی چاہے اس کے دل پر اٹھا ہو کر مشرور و عاظا ہو رہا ہو وہ سب اچھلتے ہیں۔ دیگر ایک ہی توجہ، ایک تصور، ایک تصرف، ایک فکر، ایک دم، ایک جذب اور ایک ہی صاحبزادے سے اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اسی وقت بارانِ رحمت قطر لہتے مطرات میں قطرہ چاہے برس جاتی ہے اور برکتِ حاضرانِ اہم اللہ ذات سے جبرائیل اور میکائیل اسی طرح صاحب تصور کے قبضہ اور حکم میں رہتے ہیں۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دم سے لاکر جس شہر یا ملک پر نظرِ جلالت کرتا ہے۔ اس کی آبادی کی روح اس طرح جذب کر لیتا ہے کہ قیامت تک وہ جگہ پھر آباد نہیں ہوتی۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے لاکر عزرائیل کے دم سے دشمن کو جذب اور قبض میں پکڑ لیتا ہے۔ اور دم نہیں چھوڑتا جب تک دشمن موزی ہلاک نہ ہو جائے یا دشمن موزی ہلاک نفس را دشمن موزی کا فر ظالم سب مافول کو آنا سب بچانے والا یا سب بچانے اہل بدعت جو دینِ محمدی سے پھر گیا ہو۔

ان دنوں ایک روز وہ پھر کو یہ فقیر اپنے حجرے میں سو رہا تھا۔ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں دو چار اجنبی آدمیوں کے ہمراہ مسجد میں کھڑا ہوں اور وہ لوگ مجھے اشارہ کرتے ہیں کہ میں نماز میں مان کی امامت کروں۔ چنانچہ میں ان کی فرمائش پر آگے بڑھا۔ میں نے ان کی امامت کرتے ہوئے کھڑے کھڑے اپنے دونوں ہاتھ بارش کی دعا کیے اٹھائے اور دعا یہ استسقا اور دعا بارش شروع کی اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا وجود بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اور مجھے اپنے ہاتھ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے نظر آئے اور میری ہتھیلیاں اتنی دزنی اور بھاری ہو گئیں گویا میں اپنے ہاتھوں میں پہاڑ اٹھائے ہوئے ہوں۔ جس وقت میں نے دعا بارش ختم کی اور آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے آسمان پر بڑے بھاری بادل چھائے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ تو میں وہ پھر کا وقت تھا۔ اور باہر دھوپ نظر آ رہی تھی۔ پھر حیب میں نے آنکھیں بند کر لیں تو میں نے دیکھا کہ باہر ہر جگہ بارش کا پانی پھر رہا ہے۔ اور تمام زمین پر پانی ہی پانی ہے۔ غرض ظہر کے وقت نماز کیلئے اٹھا تو اس وقت بھی آسمان پر بادل کا کوئی نشان نہ تھا۔ جب ہم نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو عصر سے کچھ پہلے آسمان پر بادل نمودار ہوئے اور عصر کی نماز کے وقت تو ایسی موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ ایسی سخت بارش کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ چنانچہ ساری رات بارش رہی اور اسی طرح متواتر تین چار روز اتنی زور و شور سے بارشیں ہوئیں کہ لوگ تنگ آ گئے۔ دعا کے وقت جو مجھے اپنا وجود بڑا بھاری معلوم ہوا اس وقت میرا دم میکائیل علیہ السلام سے متحد اور متصل تھا۔ اس لئے فوراً بارش کا بندوبست ہو گیا۔

یہ تو لاکھ اور ہفت ہزاروں سے دم ہلنے کا واقعہ ہے اسی طرح پیغمبروں سے دم ہلایا جا سکتا ہے۔ اور ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔ حضرت بائبید سطا می فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاؤں کے نیچے ایک کیرا کچلا گیا اور ہلاک ہو گیا۔ مجھے سخت سوچا کہ خدا کی مخلوق میرے پاؤں کے نیچے کچل کر ماریج ہو گئی۔ میں اس وقت اس کی دوبارہ زندگی کیلئے اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

غرض چلوں میں ریاضتیں کرنے اور ہزاروں دعوتیں پڑھنے اور حد سے زیادہ بیشتر ذکر کر کے اور شکر
 پر خزانہ بشمار خرچ کرنے سے بدرجہا بہتر اور مفید تر ہے کہ تصور و توجہ فقیر کامل و تصرف فقیر مکمل و تفکر فقیر مکمل
 اور جذب فقیر جامع ایک باہر جلتے جو فقیر اللہ تعالیٰ کے قرب سے توجہ کرنی جانے اس کی توجہ قیامت تک
 روز بروز بڑھتی رہتی ہے کبھی بند نہیں ہوتی۔ اس قسم کا فقیر صاحب مراتب بے سر صاحب اسرار عارف پروردگار

ہوتا ہے سے
 سا کیوں چھپاؤں اسکو جو ہے لاروں
 کیوں چھپاؤں جسکو ہے وللم بقا
 گم ہو کیوں میں نام جس کے بیشتر
 پس ہو ایدلہ اور واجب دروا
 جلوة الوار بخشے باوصال
 جلوة دیدار دیسے بالفا
 نام سے مجھے میں زندہ دل نزار
 دیکھتے عارف میں دیدار خدا

تصور باطنی تلوار ہے صاحب تصور جس کی گردن پر تیغ تصور سے کاری ضرب لگا دیتا ہے۔ اس کی گردن
 تن سے جدا کر دیتا ہے۔ تصور مثل نیزہ یا سان نیزہ ہے۔ صاحب تصور جس کے وجود میں نیزہ تصور سے زخم لگاتا ہے
 اس زخم سے وہ ہرگز جانبر نہیں ہوتا اور آخر لاک ہو جاتا ہے۔ تصور مطلق ایک توفیق الہی ہے اور صاحب تصور کے
 قبضے میں ہر تعلیم کی بادشاہی ہے۔ تصور مثل عصائے موسوی اور اسٹیشن گل بہار ابراہیمی ہے۔ اور معراج حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تصور مثل جام جہاں نما ہے یا آئینہ سکندری ہے۔ اور علم تصور حضرت آدم علیہ السلام
 کے علم الاسماء کی طرح ہے۔ تصور ایک باطنی گنج ہے۔ اور صاحب تصور لایحتاج بے رنج ہے۔ تصور ایک ایسی کیمیا ہے
 کہ کل وجہ کیمیا اہل تصور کے قبضے میں ہوتی ہے۔ صاحب تصور عاقل مقرب رب جملہ عالم پر غالب ا غالب ہوتا
 ہے جس وقت صاحب تصور غیب الغیب اللہ تعالیٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو
 اپنے اوپر مہربان کر کے اس سے بندگی اور اہتمام سخن و کلام ہو جاتا ہے۔ تصور سے صاحب تصور اللہ تعالیٰ کے
 حضور میں پہنچ جاتا ہے۔

اے طالب تصور کے مراتب یہ ہیں۔ اگر تو حیدرات تصور جانتا اور علم تصور پڑھنا چاہے۔ تصور
 ایک علامہ جو ہر شد مقام قرب تقا سے طالب کو بخش دیتا ہے تصورات یہ ہیں تصور طیور، تصور کنور، تصور سرور، تصور

کی بارگاہ کی طرف طبعی ہوا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت حاضر ہو گئی۔ اور میں نے
 اس کی وساطت اور دم سے اس کیڑے کو دوبارہ زندہ کیا۔ سویر عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے دم لانے کا واقعہ
 ہے۔ یہی طرح ہر فرشتے، ہر ولی اور ہر نبی کے دم سے دم لاکر اس سے اس کی خصوصیت صفت کے مطابق ادا اور استعانت حاصل
 کی جاسکتی ہے۔ دعا بوقت ہاتھوں کا بھائی معلوم ہونا یا تم کا حق معلوم ہونا یا دعا بوقت لذت اور لذت پیدا ہونا دعا کی قبولیت کی علامت ہے۔

مفقور، تصور ذکر مذکور، تصور مشہور، تصور مقبول، تصور باطن معجور اور تصور امور۔ لیکن تصور کس امر سے جاری ہوتا ہے اور تاثیر کرتا ہے اور نفع یا نقصان پہنچاتا ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک تصور کا یہ معاملہ جاری ہوتا ہے۔ کہ ایک دم میں تصور کے ذریعے دشمن کو قتل کیا جاتا ہے سے

دل ہر لمحہ ہوتا ہے مشعل ہوا	دم مثال بحر ہے جاری دریاں
دل ہمیشہ ہوتا ہے مشعل ہوا	مختلف دم بحر دم میں ہیں دریاں
دل ہمیشہ ہوتا ہے مشعل ہوا	روح، دل، دم، جن جب ہو جائیں تو
دل ہمیشہ ہوتا ہے مشعل ہوا	ایسے دم سے ہی خلایق کا ظہور
دل ہمیشہ ہوتا ہے مشعل ہوا	دم جو جنی اللذات ہو دیکھے خدا

اس علم دم کا ماہر صاحب زندہ دم عالم ربانی اور عالم روحانی ہوتا ہے۔ عالم ربانی، عالم نفسانی عالم اہل مطالعہ خوانی اور اہل رتوت ریاضیہ یا منصوبہ باز عالم شیطانی اس علم غیب دانی اور اس علم لاہوت لامکانی سے محروم ہے۔ ان مراتب کو عالم حیوانی مردہ دل عبادے طمع و حرص ذیلیے پریشانی کیا جانے۔

قرآن عاقلاً: وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي (ہم نے (آدم میں) اس میں اپنی روح پھونک دی) آدمی کے وجود میں دو دم اور سانس ہیں۔ ایک آتما ہے اور دوسرا جاتا ہے ماورہ سانس پر ایک فرشتہ ماورہ و موکل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ کہ سانس کو اندر یا باہر جانے دیا جائے یا روک لیا جائے۔ پس ہر سانس کے اندر آنے اور باہر جانے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہی جاتی ہے۔ اور جو سانس تصور اسم اللذات سے نکلتا ہے اس کی باطن میں موتی کی طرح ایک لوزی صورت بن کر اللہ تعالیٰ

عالم انسان کے ہر دم اور سانس میں اس کی روح اور دل کے خیالات ملے جلتے ہوتے ہیں۔ اور اگر سانس اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر فکر سے نکلتا ہے۔ تو وہ دم اور سانس زندہ کہلاتا ہے۔ اور وہ ایک گوہر بے بہا بن کر انسان کے لئے آخرت میں جمع ہوتا ہے۔ اور جو سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں گذرتا ہے وہ سانس مردہ کہلاتا ہے۔ اور وہ سانس انسان پر دنیا و آخرت میں وبال جان اور نیاں ایمان بنتا ہے۔ اور وہ سانس ظلمتِ نفسانی، نارِ شیطانی اور خطراتِ دنیائے پریشانی سے پر اور مملو ہوتا ہے۔ ایسے دم کا سلسلہ اپنے ہیڈ کو اتر اور پاور ہاؤس شیطانی سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہاں اسے ہر وقت ظلمت، غفلت اور محویت کی قوت اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ ایک طرف کامل دوسرے انسان کی حقیقت اور اصلیت اور اس کے دل کے خیالات کو اس کے دم اور سانس سے منسلوم اور محسوس کرتا ہے۔ عارف کامل یا نیک صالح اور مومن آدمی کا دم جب دل سے نکلتا ہے تو دل کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور اس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے الیٰ خزینہ حضور میں صاحبِ فقور کے لئے جمع ہو جاتا ہے۔ اگر دنیا کی تمام دولت جمع ہو جائے اس کو ہر دم کی متاع کی برابری نہیں کر سکتی بلکہ دولت بہشت بھی اس کو ہر بے ہوا و بے بدل کے مقابلے میں کم ہے۔

حساب زاہد و غائب بھشت گاہ زردیک دم حساب یکدم عاشق لہجہ محشر کے گنج

فیر کامل ان جو اس بات سے بہا کا مالک صاحبِ گنج ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف فقیرِ عالم کو ہر دم کا قدر ہے۔ ایسے صاحبِ دم کو ہر طرح سے امن و امان ہے جس شخص کا نورِ دل اور گوہرِ دم اس طرح اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوئے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ خلقت میں گم نام یا مشہور ہو۔ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَىٰ صُوْرٍ وَلَا اِلَىٰ اَعْمَالٍ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلَىٰ قُلُوْبِكُمْ وَنِيَاظِكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے)۔

صاحبِ تصورِ دم اللہ کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت، وصل، شوقِ مشاہدہ اور اشتیاقِ دیدار پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مردہ دل آدمی کا دم اپنے معدنِ شیطانی کو جا پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے شیطانی خطرات نفسانی و سواسی مثلاً حرص، طمع، کفر، شرک، ریا، عجب، ہوا اور اس قسم کی دیگر ناشائستہ ریح سے متعفن ہو کر اہل دم نفسانی کے اندر واپس آ کر کدورت، ظلمت اور غفلت کا موجب بن جاتی ہیں۔

کے شوق و محبت میں اضافہ اور ترقی ہوتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جب کبھی کافر، مشرک، منافق اور ناسق فاجر آدمی کا دم دل سے ٹکراتا ہے تو دل کو معصیت اور نافرمانی کی حرارت محسوس ہوتی ہے۔ اور غفلت نفسانی، معصیتِ شیطانی اور ظلمت و نیائے پریشانی کے کالے بادل داغ پر چھا جاتے ہیں۔ اور حرص، طمع، کبر، شہوتِ غضب وغیرہ اخلاقِ ذمیرہ کا وجود میں غلبہ اور زور ہوتا ہے۔ یہی دم اور سانس اگر عارفِ کامل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا شعہ اور تھلی ہوتا ہے اور اگر نفسانی جاہل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو نافرمانی کا ایک گولہ ہوتا ہے۔ جس ولی سے ٹکراتا ہے اسے معنوی طور پر ہلاک کر ڈالتا ہے۔ عارفِ کامل کی توجہ کا ذریعہ یہی دم ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ اپنے طالبوں اور مریدوں کے دلوں میں اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور قرب و مشاہدے کا نور ڈالتا ہے۔ سو ہر ذکر، فکر اور ہر طاعت و عبادت میں معصوم دل کا حضورِ اسباط میں قلب کو معرفت سے زندہ اور محمور کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض لوگ طاعت اور عبادت میں محض جسمانی حرکات اور ظاہری بدنی اعمال پر اتکا کرتے ہیں۔ اور دل کو اسی طرح و سواسی شیطانی اور وہمات نفسانی میں مبتلا رکھتے ہیں۔ اور دل کے حضور اور اسے عزیز و سواسی اور خیالات سے محفوظ رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی عبادت اور طاعت سے کچھ فائدہ (باقی اگلے صفحہ پر)

دم ہیں دوسرے دم میں دم نہ ہو پیشوا
 نوری دم ہے رہبر سوتے خدا
 ایک دم کرتا ہو انسان کو فنا
 روح باہر آئے جس دم سے خدا
 دم میں دل ہو دائرہ مرکز ہو روح
 ایک دم ہے نور اک قہر خدا
 ناری دم ہی سوتے شیطان ہنا
 ایک دم دیتا ہے دیدار و لقا
 ہے حیاتی بخش وہ نور خدا
 چشم باطن کو ہے اس دم ہو فتح

اگر کسی شخص کی یہ آرزو ہو کہ اسے علم کیمیا اکیسیر یا علم دعوت تفسیر حاصل ہو یا اگر کوئی چاہے کہ مشرق سے
 مغرب تک ہر ملک ولایت کو قبضہ تصرف اور قید نشین میں لاکر عالمگیر اور کونین پر امیر اور لایحجان فقیر ہو۔ یا اس
 مرتبے کی آرزو ہو کہ جملہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا رہے یا قرآن میں سے اسم اعظم ہائے باہتر
 محض علیہ السلام کے ساتھ حاضر ناظر ہو نیکی خواہش ہو یاد دینا و اسخوت میں کوئی مراد اور مطلب رکھنا ہو۔ اگر کسی شخص
 کو مذکورہ بالا جملہ حاجات و مرادات اس کتاب کے مطالعہ سے شروع ہو جائیں حاصل نہ ہوں وہ شخص نہایت
 کم کجبت اور بے نصیب ہے۔ یہ کتاب ہر پیر اور مرید کے لئے بلکہ جملہ عالم کیلئے ایک گھوٹی ہے۔

صادق ہو وہی طالب جو سر سے گندہ جا
 زن ریزن مرواں ہو زینتین ایماں ہو
 سر کھٹکے مٹھلی پر آجا مری جانب ہو
 ایسا نہیں کوئی بھی صادق ہو طلب میں ہو
 اک باپ ہو اک مرشد طالب ہو ہر جان
 ذکر وہی بہتر ہے جو آنکھ کان سے ڈاکر
 ہے ذکر وہی جس سے مذکر نظر آئے
 نذرین کا جو طالب ہو وہ حق کو کہاں پائے
 خاطر میں نہ لانا کوگر طالب عرفاں ہو
 واصل کروں مولیٰ سے گرتی نگاہ طالب ہو
 طالب نہیں کہتے میں خود میں ہیں جو اور بد
 کہتے کی طرح در در پیر تا ہے جو سو وائی
 یہ ذکر خفی غیبی دیدار کا ہے نہ سبر
 اور قرب و حضور کی میں ذکر کو جو بے جائے

عارف باللہ صاحب عنایت و ہدایت و فقیر ال وصال صاحب وہم و حدیث خیال ذابالی کے لئے ایک
 دوسری زبان ہے۔ دوسرا جہان، دوسرا مکان اور دوسرا زمان ہے۔ ایک الگ بیان ہے اور الگ زبان۔ ایک
 نرالا حال اور نرالی کیفیت جمال۔ ایک الگ طلب ہے اور الگ طاعت۔ ایک علیحدہ ذکر مذکور ہے اور
 ایک علیحدہ فکر حضور۔ تجلی انوار جدا ہے۔ اور شرف دیدار ہر لحظہ جدا۔ مشاہدہ مختلف ہے اور معراج مختلف۔ فنا اور بقا

نہیں ہوتا۔ لا صلوة الا بحضور القلب صحیح ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کی نماز سے تنہی عن الفحشاء والمنکر
 کا نایزہ مترتب نہیں ہوتا۔
 بزبان اللہ و دل کا وخر بد این چیں تسبیح کے دار و اثر

اور فقیر کے ان مراتب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکتے
ہدایت! علماء اہل حق کا نبیاء بنی اسرائیل! علماء امت خاص روشن ضمیر فقیر ہیں
نصرت سے حاصل ہونے سے تمام تصرف میں ہر فقر و عرفان تمام

ایات

نفس انامہ ہے کافر ہے حیا	نفس کی تصویر تیل و دل ذرا
منکر توحید و قرآن وحدت	نفس صورت و یوسیت غلبت
انبیاء اولیاء کا بے نظر	مطمئنہ نفس ہے طاعت پذیر
کرد رفیق اپنا ہے اور ہر	نفس کو چھپانا پانا ہے گر
وحی قلب و روح ہی پاک و عیا	اولیاء کے یہ مراتب یہ نشا
یہ نماز ان کی وسیلہ با خدا	چھتے ہیں ہر دم جنازہ نفس کا
ہے نماز خاص یوں ہوتی ادا	نفس و قلب و روح سے نکلا صلہ
حق تعالیٰ سے ہے یہ دولت عطا	ہیں مراتب عارفوں کے یہ صفا
عین ہو با عین ناظر خاص رب	سب مراتب حضور کو وحدت طلب
بہرہ ور کرتا ہے طالب کو ضرور	ہے جو مرشد خرم وحدت حضور

یہ حدیث کہ علماء اہل حق کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے
ان علماء سے مراد علماء ربانیین ہیں جو ظاہری اور باطنی طور پر وارث الانبیاء ہیں۔ انبیاء کی وارثت صرف ظاہری قیل و قال
یا رسمی رواجی مذہبی اعمال ہی نہیں بلکہ انبیاء کی حقیقی اور اصلی وارثت ان کی روحانی طاقت اور باطنی علوم ہیں۔ جو انہیں واسطہ
و اہلی طور پر اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ علماء کائنات مالک علم یعنی ہم نے
انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہے۔ وَعَلَّمْنَا هُم مِّنْ دُنَا عِلْمًا۔ یعنی ہم نے اسے اپنی طرف سے
بے واسطہ علم یعنی عطا کیا۔ سو اس سے مراد اولیاء کرام ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ انبیاء کے پاس معجزات
تھے تو اولیاء کے پاس ان کی مثل کشف کرامات ہیں۔ اور انبیاء کے وحی تھی تو اولیاء کے پاس الہامات ہیں۔ عرض
اولیاء اللہ ہی اصلی وارث انبیاء اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ نہ کہ ظاہری لسانی علماء جن کے پاس سوائے
نقلی قیل و قال اور رسمی رواجی افعال کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیاء ظاہری کسی علوم نہیں رکھتے تھے
انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ذاتی علم سے بے واسطہ طور پر سرفراز فرمایا تھا اور اپنی (باقی اگلے صفحہ)

شرح منستی

منستی کئی قسم کی ہے۔ اول منستی نفسانی۔ نفس کی منستی کی۔ دوم منستی قلبی، خدا پرستی کی۔ سوم منستی روحانی شرف دیدار از فیض فضل پروردگار روز منستی کی ہے۔

منست کی ہے آنکھ بلیا بالحق علم کہتا ہے روایا ناروا عالم جانتے والا صاحب شنیدہ سوتلے ہے۔ اور منست اہل ویدیکین فقیر صاحب یافت و رسیدہ ہوتا ہے۔ میں نے پایا میں نے پچا نام نام کہتے ہیں دیدار اس کو لاکلام (جن لوگوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو نہیں پہچانا وہ احمق حیوان ہیں جنہوں نے اسے پہچانا ذکر مذکور اور عقل کل شعور سے اسے آخر پچا ہی بنا لے

فقیر کو فقر میں پایا ہے پیالے ہم نے جسم کو جس نے کیا اسم میں حق کے بنا (نہ کسی سے ہے عرض اور نہ حاجت ہم کو) خاص اور عام جو عالم سے کیا طے ہم نے حق سے حق پایا غالب ہوا بر خلق خدا غرق توحید میں ہے بس یہ عنایت ہم کو! یہ عطا را اللہ فیض اللہ مرشد کمال محبوب سے حاصل ہوتے ہے۔ طالب خلاف شرع مجذوب آخر مردود ہو جاتا ہے۔ خلاف شرع کسی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر دعویٰ کسے یہ سب لاف گزار ہوں گا۔

روحانی طاقت اور باطنی قوت سے متماثل فرمایا تھا۔ یہی حال ادویا و کیمیا کا ہے۔ اور اگر کسی بنی یا ولی کو علاوہ باطنی علوم اور روحانی طاقت کے ظاہری علم بھی حاصل ہو تو یہ نوکری نوسہ ہے۔

یہ طالب اور مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عجب، دوم مجذوب اور سوم محبوب۔ محبوب وہ ہوتے ہیں جن کے پاس خالی شرع کا پھلکا ہوتا ہے۔ او مخز معرفت سے محروم ہوتے ہیں۔

مجذوب وہ ہوتے ہیں جن پر راہ طریقت میں کچھ تجلی ہو جاتی ہے۔ جس کی تاب نہ لاکر ان کا شیشہ عقل ٹوٹ جاتا ہوا وہ ہمیشہ کے لئے اس تجلی اور مقام میں رہ جاتے ہیں آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ مجذوب اکثر شریعت کا جامہ تار کر پھینک دیتے ہیں۔

سوم محبوب وہ لوگ ہیں جن کے پاس منزل معرفت اور قشر شریعت ہر دو ہوتے ہیں۔

بعض فقیر مست اہل توحید ہوتے ہیں۔ بعض مست اہل تقلید۔ مست فقیر کا دل جس طالب کو نظر اور توجہ سے مجلس حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت طالب مست فقیر ایسا روشن ضمیر سوچ جاتا ہے کہ اس سے کتنی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ ایسا طالب مست حضور سے بین قسم کے علوم کا سبق حاصل کرتا ہے۔ اول سبق علم مطالعہ موت۔ قولہ تعالیٰ کُلِّ نَفْسٍ ذَا نَفْسٍ مَوْتٌ (ہر شے موت اور فنا کا مزا کھکنے والی ہے) دوم سبق علم مطالعہ معرفت کہ عالم باللہ صاحب معرفت خوف و عداست نہیں ہوتا قولہ تعالیٰ اَوْفِ بِعَهْدِكُمْ سَوْمَ سَبَقٍ عِلْمٌ مَشَابَهُ حَضُورِ انوار۔ قولہ تعالیٰ اللہ نور السنوات۔ بعض عارفوں کو معرفت اور محبت سے مشابہ انوار دیدار خواب میں کھل جاتا ہے۔ اور عین بعین دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کا خواب ہزار بیداریوں سے بہتر ہے۔ اسے چاہیے کہ دن رات نیت میں رہے کیونکہ اس کی نیت عین عبادت اور عین ثواب ہے۔ ایسا نوم العروس خواب غفلت بر وار اور دور کتدہ صد پرودہ غفلت و حجاب ہے۔ حدیث۔ ینام عینی و لا ینام قلبی (میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا)

عالم غیب میں غوطہ لگانے کے تین راستے ہیں ایک راستہ خواب کا ہے۔ مگر عوام اور خواہش کے خواب میں بڑا فرق ہے۔ عوام کے خواب اکثر روزمرہ کے عادی خیالات کے ذریعہ ہوتے ہیں لیکن خواہش کے خواب روزمرہ کے عادی خیالات سے پاک اور جملہ نفسانی کدورتوں اور آکاشوں سے صاف ہوتے ہیں۔ ان کے دل کا اچھا لگاؤ ہے اور محفوظ کا خونہ اور جام جہاں نما کی طرح عین نما ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خواب دل کے سچے حقائق کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے حالات اور واقعات صاف طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ ایسے خواب صبح صاف کی طرح صبح ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں شیطانی اور نفسانی جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے عارف ساک، صاحب صحیح خواب بے حجاب دنیا میں بہت کھیا ب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے خواب بھی عین ثواب در عوام کی بیداریوں اور طاقتوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کی نیت بھی عین طاعت ہوتی ہے۔ دوم راستہ مراقبہ کا ہے۔ خواب اور مراقبہ میں یہ فرق ہے کہ خواب کے اندر انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ خواب کے ذریعے انسان اپنے ارادے سے اپنی منزل مقصود کو نہیں پہنچتا۔ لیکن مراقبہ میں انسان با اختیار اور باشعور ہوتا ہے۔ اس کا باطنی لطیف مراقبہ میں جملہ حواس اور عقل و شعور کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور جس جگہ اور جس مقام پر پہنچنے کی کوشش یا ارادہ کرتا ہے باطن میں فہم و ہال پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اہل مراقبہ کو چشم پوشی اور استغراق کے لئے کوشش اور جدوجہد دیکھا ہوتی ہے۔ تیسرا راستہ عین الیقین کا ہے۔ صاحب عیان کو نہ خواب کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ مراقبہ کی۔ ایسے عارف کامل مکمل اکمل کی ظاہری اور باطنی آنکھیں کھلی ہو جاتی ہیں۔ جو کچھ دیکر لوگ خواب یا مراقبہ کے اندر (باقی اگلے صفحہ)

بعض عارف کا تصور اسم اللہ ذات سے معرفت اور محبت میں مشابہہ انوار و دیدار مراقبہ کے اندر کھل جاتا ہے۔ ایسا مراقبہ ظاہر چشم پوشی اور باطن میں عشق الہی سے خونِ جگر نوشی ہوتی ہے۔ ایسے صاحب مراقبہ صبح کو چاہیے کہ ہمیشہ سر سر آگے سے نہ اٹھائے کہ اس کا مراقبہ محرم امر اور پروردگار ہے کہ بالیقین و با اعتبار ہے۔ بعض عارفوں کو مشابہہ معرفت و محبت و دیدار پر انوار عیالی طور پر ہوتا ہے۔ ایسا عارف ساکن لاہوت لامکان صاحب توفیق با تحقیق غواص و غریق بحر انوار ہوتا ہے۔ کہ دنیا و عقبی اس کے سامنے خوار ہوتے ہیں بعض عارف کو مشابہہ دیدار چشم سر بازہ حاصل ہوتا ہے۔ ایسا عارف خاص اللہ تعالیٰ کا عزم لانا اور دنیا و آخرت میں لایحتاج و بے نیاز ہوتا ہے۔

ندگی میں جیسے منظور ہو دیدار خدا مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ کہ از نفس و ہوا

حدیث: ہوا قبل ان تموتوا۔ الشیخ یحییٰ و بیہیت۔ یحییٰ القلب و بیہیت النفس

مست کو ہر شے یاد بنا دے حضور۔ مست کہاں سوئے ہیں بے شعور۔

مست کا بے مرتبہ قرب خدا۔ مست نہیں ہوتے کبھی بے حیا۔

مست کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض مست صاحب توفیق۔ بعض مست باطن صاحب تحقیق بعض مست

اہل نزدیک۔ مست اہل توفیق زندہ قلب روشن ضمیر مثل آئینہ صفا، مست صاحب تحقیق اہل روح صاحب حمد

ادب و سچ ہر بالِ ذاکر ذکر و شرف دیدار صبح، مست نفسانی شیطانی اہل ہواستی اور قرب خدا کے محروم و جدا

بے شعور دل کو نہیں ہوتا حضور اور نہیں ہوتے حضور اہل غرور۔

مست ہر شے یاد، مست دیدار، مست طالب و نیاز مراد، مست نظار، مست غرق توحید فنا فی اللہ پروردگار

مست اہل بیاد یا مثل کفار اہل نہ تار۔ مست مثل گاو و عصار و مست نیاں کا ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی

ایک صادق صبح مست ہوتا ہے۔ راست رو بختی جان پار۔

مست محرم معرفت عارف صفت۔ مست محو حق ہے اہل معرفت

حقیقی مستی کو پہنچنا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اصل مستی تصور اسم اللہ ذات سے بالیقین و با اعتبار

حاصل ہوتی ہے۔ مست اہل اللہ کو در و وظائیف، ذکر فکر مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ مست کا سر سے لیکر قدم

تک معرفت اندام سر سر فہم ہوتا ہے۔ اور مست کی ہر بات جواب سوال اللہ کی طرف سے مثل القا ہوا کرتی ہے۔

میں ہوں محرم مست عارف بالکرم۔ مست کو رہتا نہیں ہے کوئی نظم

دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے عین بیداری میں دیکھتے ہیں۔ یہ مرتبہ انتہی ہزاروں لاکھوں سالوں میں سے کسی خاص انخاص اور

انخص کو ملتا ہے۔ ہر اہل اللہ اس خاص نام کو یہ مقام اور یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

ایسے مست فقیر نفس پر امیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ دیگر خانوادوں کے فقیر اس مستی کو نہیں پہنچ سکتے۔ فقیر مست بحق پویست کی آنکھ کو دن رات کسی وقت نیند نہیں آتی۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھیں ہر وقت نوبتگی سے چراغ کی طرح شعلہ زن رہتی ہیں۔ یہ مراتب فقیر صاحب معرفت وصال ولی اللہ عارفین اس روز الست کے ہیں۔

شرح فقر محمدی

اصل فقر و اسماں و خاصہ خلاصہ فقر کیا ہے۔ دمع نفسک و تقال۔ یعنی نفس کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جا۔ بس یہی ہے راہ قرب معرفت، وصال و مشاہدہ دیدارِ خدا سے

پہنچتے کہ تجھ کو دیدارِ خدا چھوڑ دے پھر خواہش نفس و نوا

قوله تعالیٰ - فاقتلوا انفسکم (اپنے نفسوں کو قتل کر دو)

وہ کونسا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے ایک دم بے ریاضت و مجاہدہ نفس سے طالب علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ علم تصور اسم اللہ ذات ہے کہ جس سے طالب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے۔ لیکن تصور اسم اللہ ذات کی یہ عنایت اور ہدایت محض عالموں اور کاملوں کے عمل میں ہے۔ صاحب تصنیف علم تقویٰ کو چاہیے کہ اول ہر علم کو عمل اور قبضہ تقویٰ میں لے آوے اور اس کا سنا تحریر و آواز کش اور امتحان سے نکل کر لے بعد ازاں ان حالات کو قلم بند تحریر اور مرقوم کر کے کتاب اور تصنیف کی شکل میں لے آوے تاکہ وہ علم بعدہ اس کی رجعت اور پریشانی کا موجب نہ بنے۔ چنانچہ پہلے میں نے تصور اسم اللہ ذات کی قدرت اور توفیق اور باطنی صحیح تحقیق سے اپنا باطنی علم حضور حق ذات اور حضرت سرور کائنات سے حاصل کر کے اس علم کا مقابلہ، تکرار اور اس کا ذکر جملہ انبیاء اولیاء اور اصحاب کبار اور جمیع مجتہدین سے کیا اور ہر ایک کی نظر اور حضور میں منظور کرا کر اور صبر و اذین، حکم اور اجازت لے کر بعد اسی کتاب کی شکل میں شائع اور خلعت میں مشتمل کیا۔ جو شخص اس کتاب کو اخلاص سے پڑھے گا اسے کسی ظاہری مرشد اور پیر کی دست بیعت اور تلقین کی حاجت نہیں پڑے گی۔ جلد دینی اور دنیوی مراتب اس کتاب سے حاصل کریں گے

علا حضرت سلطان احسان قدس اللہ سرہ کی تصنیفات کی ایک خاص خصوصیت اور طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہیں تالی پڑھنے سے ہی اہل مطالعہ کو تاثیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ کی تصنیف نرا حال ہوتا ہے جس پر معرفت و غلط کامیاب بار یک پر وہ پڑا ہوا ہے۔ آپ کی تصنیف کیا ہے گویا اسم اللہ ذات کے فوری حکم سے ایک شجر طیبہ اللہ (باقی اگلے صفحہ)

سے عمل میں میرے ہر علم مفید
 تجھ کو گردیدار کی ہے آرزو
 چاہئے گرجے کو اللہ کی نقاب
 چاہئے گرجے کو محبس بانہی
 چھوڑ نفیس اور شریعت پر وہی
 تاکہ تو مجھے فقیر کا مکار
 اہم اللہ یاد کر سخی القیوم
 با حضور ہی میر کر تو بر فلک
 بالقور اسم اللہ جا حضور
 سے خلاف نفس سے حاصل ہی
 ہو تصور اسم کا ہر ایک ہی
 اسم اللہ کہ تصور ہر گھڑی
 بزم نبوی میں تجھے حاضر ہے
 اک نگہ سے کھولے جو دونوں جہاں

سے عمل میں میرے ہر علم مفید
 تجھ کو گردیدار کی ہے آرزو
 چاہئے گرجے کو اللہ کی نقاب
 چاہئے گرجے کو محبس بانہی
 چھوڑ نفیس اور تقویٰ کرتا اختیار
 تو اگر ہے طالب علم و علوم
 تجھ کو گرتے خواہش ملک
 گرجے منظور ہے کشف القبور
 علم طے الاضطرار ہے کوئی
 نفس کو ہے چھوڑنے کا کیا عمل
 جس کو شوق فقر لا محتاج ہو
 گنہ کن کھٹا ہے اسم اللہ سے
 مرشد کامل حقیقی اس کو جان

مرشد وسیلہ ایسا ہونا چاہئے کہ جو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضور میں پہنچا دے
 مرشد وسیلہ سوائے حضور بیت کے اور کوئی راہ ہی نہیں جانتا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ اس تصنیف

اور سخت طویل نکلنا چاہئے۔ آپ اپنی تصنیف میں جا بجا فرماتے ہیں "اے قال من بر حال من" اور کئی علیہ بجالی لا زوالی یعنی میرا یہ
 قال میرے حال کے موافق ہے۔ اور میرے اس لازوال حال کا شاہد اور گواہ ذات پاک ذوالجلال کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
 "بعض بزرگوں کی تصانیف اہامی ہوتی ہیں۔ اہام بھی خام ہے۔ کیونکہ اہام بھی ملک اور فرشتے کے واسطے اور ذریعے سے
 ایک پیغام ہے۔ تصنیف وہ ہے کہ جس کا آغاز بلا واسطہ ذات پروردگار سے ہو۔ یا مجلس حضرت احمد مختار صلعم سے ہو۔"
 خیال کرو۔ یہی مع اللہ وقت کس قدر بلند مقام ہے آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے علم اور تصنیف کا مقابلہ اوتدیکرار اور
 تصحیح دنیا کے جملہ انبیاء اور جملہ اصحاب کبار اور جملہ مجتہدین و آئمہ دین اور جملہ عوالم، قطب اہل مراتب باطنی سے کیا۔ اور
 سب سے اذن اور اجازت لیکر کتاب کو شائع کیا۔"

واقعی جو شخص آپ کی کتاب کو ذوق شوق اور مدق و اخلاص سے دن رات پڑھتا ہے اسے مرشد ظاہری کے دست بیوت
 اور تعلیم و تلقین کی ضرورت اور احتیاج نہیں پڑتی۔ جلد دینی اور دنیوی مراتب اس کے مقابلے سے حاصل کر لیتا ہے۔

علم تصوف ربانی کلمات سخن کے پڑھنے سے طالب بے شک کہ کن کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ اس تصنیف علم تصوف کی گویائی سے اہل مطالعہ کو بے شک روشن ضمیر بنیاتی، قلب صفائی، روح بیکثافتی اور سر رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس تصنیف علم تصوف کے قال سے پڑھنے والا بے شک حضور کی فی الحال اور صاحب معرفت قرب، معراج اور مشاہدہ وصال ہو جاتا ہے۔ اور تماشائے کونین سے واقف احوال ہو جاتا ہے۔

چھوڑنے تو قال و حال اور چھوڑنے وہم و خیال تب بے توجہ مطلق اور ہو قرب وصال !
رویت و دیدار کا ہر مرتبہ کیونکر نصیب جسم غرقِ اہم ہو اور روح ہوسنی کے قریب

مغرض جملہ علوم قرآن، لفظ حدیث حی قیوم اور جملہ علوم جو لوح محفوظ، عرش و کرسی پر مرقوم ہیں۔ اور ماہ سے لے کر ماہی تک جملہ ملک خداوندی کے علوم یعنی اور اسرار پروردگار اور جو کچھ حکم احکام اور امور ظاہری اور باطنی، نفسی، قلبی، روحی اور سرری اور جو حکمتیں ہر وہ ہزار عالم مخلوقات کے درمیان جاری ہیں۔ اور جملہ علوم توحید و اخلاقی و زبور و فرقان حمید اور چاروں اسماء اعظم ایک ہی اسم اللہ ذات کی طے میں موجود ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے کہ توجہ سے اسم اللہ ذات کی طے کھول دے اور طالب اللہ کو عین بعین دکھا دے کیونکہ اسم اللہ ذات میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور پنہاں ہے اور یہ عطا اور توفیق محض معانہ حق سبحان ہے۔ اور تماشائے احوال ابد علم علوم لا مکان عین عیان اور قدر قدرت شرف تقاوت حق سبحان اسم اللہ ذات کی طے میں دلچسپی کی گئی ہیں۔ مرشد مکمل اکمل وہ ہے کہ تصور سے طے اسم اللہ ذات کھول دے اور اس کا صرف طالب اللہ کو دکھا دے بے شک اسم اللہ ذات کا راستہ ہی عین راستی اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی توفیق کا راستہ ہے۔ جملہ گنج دین و دنیا اور معرفت اللہ کے تمام خزانے اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد جامع جمعیت بخش نور الہدیٰ وہ

تمام اذکار کی اصل اور مغز اسم اللہ ذات ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے نور سے تمام کائنات اور خصوصاً انسان کے وجود کی بنیاد پڑی ہے۔ انسان کی باطنی فطرت اور خلقت میں اسم اللہ ذات کا نور بطور ودیوت و امانت انزل سے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا ہے۔ اسم اللہ ذات ہی ایک نور ہی روشنی جس سے انسان اپنے خالق کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی کے وسیلے اور ذریعے سے انسان کے اندر عالم غیب اور باطنی دنیا کی طرف نور ہی رزق اور باطنی راستہ کھل جاتا ہے۔ اسی اسم اللہ ذات کی برکت اور نور سے انسان اللہ تعالیٰ کی پاک صفات سے مستفاد اور مبارک اخلاق سے متعلق ہو جاتا ہے۔ مغرض اسم اللہ ذات اللہ تعالیٰ کے جملہ ظاہری اور باطنی خزانوں کی واحد کلید اور کنجی ہے اور اسم اللہ ذات تمام علوم، معارف اور اسرار اور تمام ذاتی و صفاتی انوار اور جملہ عوالم ناموت ملکوت، جبروت اور لاہوت اور جمع مقامات شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت اور کل اذکار نفسی، قلبی، روحی، سرری وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ طالب اللہ کو دین و دنیا اور معرفت کے جملہ خزانے اہم اللہ ذات کی توفیق سے کھول دے اور اس کی حقیقت دکھا دے۔ کامل ولی اللہ اہل توحید توجہ کی کلید قفل اہم اللہ ذات میں ڈال کر طالب کے وجود میں مدون جملہ علوم و فنون کے خزانے کھول دے تاکہ طالب تمام عمر لایحتاج رہے۔ اور سرگز خطانہ کھلے۔ علم تصور حضور و علم دعوت قبول یعنی علم اکسیر و علم تکسیر اہم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد عارف فقیر طے اہم اللہ ذات سے یہ پردہ رفتی علوم کھول دے جس سے اہل قبر روحانی لطیف جتنے کے ساتھ قبر سے باہر آ کر اہل دعوت سے ہم مجلس اور ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اور ہر مشکل حاجت روحانی سے حل ہو جاتی ہے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ تیس سال تک یہ فقیر شد کامل کی طلب میں پھر تار ہا ہے۔ اور اب کئی سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں لیکن آج تک کوئی طالب صادق حوصلہ و سیح بہت بلند اہل یقین لائق تلیقن نہیں ملا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کے ظاہری اور باطنی خزانے کی نعمت اور دولت کا جو لصاب بے حساب اس فقیر کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کی زکوٰۃ طالب مستحق مسکین لائق تلیقن کے حوالے کروں اور اللہ تعالیٰ کا حق گردن سے ساقط کر کے اپنی گردن چھڑا دوں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے مرشدی کے کامل مکمل اہل جامع اور نور الہدیٰ مراتب سے رہبری کیلئے تیار فرمایا ہے۔ اگر طالب عالم فاضل لائق معرفت مولیٰ اور شائق دیدار حق بجان ہے۔ فقیر باہو کو ایک ہی توجہ سے اسے واعمل کرنا نہایت آسان ہے۔ دنیا میں دنیا مرد کے طالب توجہ بکثرت موجود ہیں۔ لیکن خاص اللہ کے طالب نہایت نادر نایاب اور مفقود ہیں۔ اس لئے فقیر صاحب لہجہ صرف اولیاء اللہ عارف باللہ خزانے اللہ کا خزانچی ہمیشہ مشاہدہ انوار دیدار میں محو اور مستغرق رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلعم کے احکام کا منتظر رہتا ہے۔ باقی تمام مخلوق اس کی سخاوت اور بخشش کی ہمتی بھرا میدوار رہتی ہے پس فقیر سرگز اللہ تعالیٰ کے قریب حضور اور مشاہدے سے منہ موڑ کر مخلوق کی حاجت روائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ مگر ہاں خاص حالتوں میں جب کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم صادر ہوتا ہے۔ یا حضرت سرور کائنات صلعم سے اجازت ملتی ہے۔ اس وقت جس صاحب نصیب ازلی فضلی طالب کی جانب اپنی خدا اور بہت سے توجہ اور ملتفت ہوتے ہیں۔ اسے ہمیشہ کیلئے اپنی دینی اور دنیوی مرادوں میں کامیاب اور کامران کر دیتے ہیں۔ وہ شخص دنیا و آخرت میں لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اے طالب! آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور کا معراج اور فقر لایحتاج یا دائمی نماز اور صاحب مراقبہ

اور جملہ درجاتِ اسلام، ایمان، ایقان، عرفان، قرب وصال، مشاہدہ، فنا اور بقا کے حصول کیلئے واحد کلید اور وسیلہ توحید ہے۔

روشن ضمیر اور کونین پر لمبر سو کر جملہ انبیا و اولیا و ائمہ سے ہم مجلس اور ہم سخن ہونے کا مرتبہ ظاہر علم پڑھنے یا اور وہ
وظائف ذکر فکر مراقبے مکاشفے سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ چاہے طالب تمام عمر علم اور دنیا عنایت میں صرف کر دے
وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مشاہدے سے محروم رہتا ہے۔ جب تک مرشد صاحب باطن سے یقین حاصل نہ
کرنے مرشد کی توجہ اور نگاہ کے بغیر باطنی راستہ ہرگز نہیں کھٹتا۔ ہاں! دنیا و آخرت دونوں جہان کے خزانے
طالب کے وجود میں پہنچا ہوں ہیں۔ مرشد کلید توجہ سے سب خزانے کھول دیتا ہے۔

زمین و آسمان و عرش و کرسی ترے اند میں سب عرش و عرش

مرشد کے بغیر طالب کے سب کبھی علوم اور تمام بدنی اعمال اگرچہ ظاہر میں بصورت ثواب میں گزر در حقیقت
اللہ اور بندے کے درمیان یہ سب باعث حجاب ہیں پس ثابت ہوا کہ ذکر فکر میں رجحت سے۔ مراقبے مکاشفے
میں رجحت صوم و صلوات میں رجحت و در وظائف میں رجحت، حج زکوٰۃ میں رجحت اور علم و تلاوت میں رجحت ہر

علاوہ صبح و شام ذکر زبانی اور عبادت ظاہری و طاعت جسمانی چنداں مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ شیطان
زبانی ذکر فکر اور ظاہری عبادت کو دساوس سے خواب کو دیتا ہے۔ اور ذکر فکر کو قلب تک پہنچنے میں بہت کچھ خطرات
معتدل اور دکا و طول کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔

ذکر کا اصلی محل انسانی قلب ہے۔ اور ظاہری زبان، اعضاء اور جوارح دل کے تابع، خدام اور ذریعہ ہیں۔
اور ذکر کو قلب تک پہنچنے کے لئے بہت سی شرائط اور لوازمات درکار ہوتی ہیں۔ اور بے شمار قواعد اور قانون لازمی اور
ضروری ہیں۔ یعنی صدق الخصال، اکل الحلال یعنی صحیح ہونا اور حلال کھانا۔ کلام کو اور ذکر کو بار بار بعد زکوٰۃ، نصاب قفل و
ذیل وغیرہ دہرانا اور تکرار کرنا، خلوت، تعیین مقام و تعیین وقت، روزہ، ترک حیوانات یعنی پرہیز جلالی و جمالی، وقت
سعد بخش اور جگہ جامعہ اور وجود پاک وغیرہ اور اس قسم کے بشمار شرائط اور لوازمات ضروری ہیں۔ اگر ظاہری ذکر
اور ورد سے ان شرائط میں سے کوئی رہ جائے تو ذکر کا اثر نہیں ہوتا۔ اس واسطے ظاہری ذکر فکر اور عبادت کرنے والے
لوگ سرکھپا کھپا کرنا کام رہ جاتے ہیں۔ لیکن ذکر اگر بجائے ذکر زبانی تصور اور تفکر کی مشق سے اسی اسم کو اپنے دل پر نقش اور
تخلیہ کرے تو تمام بکھیروں اور منادوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ گویا ذکر کے اصل مذکورہ کو جا بھرتا ہے۔ سو ذکر زبانی
اور عبادت ظاہری منہ کے ذریعے غذا یا دوا کھانے کے مترادف ہے۔ اور تصور و فکر سے اسم اللہ کو کسی خاص مقام
پر تکرار کرنا گویا انگلشن یا جلدی پھکاری کی مانند ہے۔ جس طرح دوا دار و کو منہ کی طرف کھا کر پیٹ میں اتارنے اور مضمون کو
نہن بننے اور جزو بدن ہونے میں بہت منزلوں طے کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن انگلشن کے ذریعے علاج میں فوری اور جلدی فائدہ
ہوتا ہے۔ اور کسی شرط اور قاعدے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

غرض اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے سوا جملہ اشغال باعثِ رجعت ہیں۔ آخراصل آسان اور محفوظ ترین راستہ کو سنا ہے۔ کہ جس پر چل کر طالب ایک ہی دم میں صاحبِ وصال ہو جائے اور تمام رحمتوں اور حجابوں سے چھوٹ جائے اور عین تصور توفیقِ حضراتِ اسمِ اللہ ذاتِ ہی کا طرِ لقیہ سے۔ کہ جس سے جملہ رحمتیں منع اور تمام حجاب رفع ہو جاتے ہیں۔ غرض طالب بذریعہ توجہِ مرشدِ ولی اللہ و تقویٰ اسمِ اللہ و تقویٰ اللہ و تقویٰ اللہ باللہ حضور پر نور روزِ زوال میں پہنچ جاتا ہے۔

یعنی غیر ال تحقیق صاحبِ معرفت معراجِ با توفیق ہوتے ہیں۔ اور بعضے نفسانی طالب دنیا ال استدراج نذیب ہوتے ہیں۔ ال ذلیق اور ال تحقیق برابر اور ال تحقیق نہیں ہو سکتے۔

جس کسی کا پیر پستیا	اس کو ہو جائے وہ ارجحاً
جو کہ دیکھے وہ نہیں دم مارتا	مٹ کے ہوتا ہے حضور مقبکے
ہے و حمد نور سے رویت ہوا	اس طرح رویت میں حاصل ہوا
کوئی شے حق کے سوا دیکھی نہیں	اولیا کی معرفت پس ہے یہی

عاقلاً طالب وہ ہے کہ سمجھو میں داخل ہوتے وقت سچی و باطل کی تمیز کیلئے دو و شریف یا لاجل پڑھے کہ مجلس خاص ال اللہ میں شیطان و عیزہ بجن بجاست کی مجال نہیں کہ قائم دیر حال رہ سکے۔ دیدارِ خاتمِ کائنات۔ کہ نہ وہاں جان، نہ جسم اور نہ اسم ہے۔ نہ رسم و رسوم ہے۔ وہاں نورِ با نور فنا فی اللہ لامکان صی و قوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک اور تشبہ و تجنیس سے منزہ ہے۔ بعض ال بدعت سنت و الجماعت کے خلاف دروغ نطق ال لاف، حماقت شعار بد آئنا، چشم کورتا بلب گور بغیر تصور اسم اللہ ذات جب کسی دوسرے طریقے پر مراقبہ کرتے ہیں تو شیطان ان کی راہ مار کر جب انہیں باطن میں جنونیت اور شیطان کے ناری تماشے دکھاتا ہے۔ تو یہ لوگ دھوٹے کرتے ہیں کہ ہم دیدار دیکھتے ہیں۔ ایسے ال بدعت پر کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

باطن میں مجلس حق اور باطل میں تمیز کرنے کیلئے بزرگانِ دین نے ایک معیار قائم کیا ہے۔ کہ شیطان میں صورتوں پر تشبہ اور تشکل نہیں ہو سکتا۔ اول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دوسرا قرآن کی صورت اور سوسا کہہ اللہ کی شکل پر۔ اس لئے باطنی مجلس میں جب یہ پاک صورتیں اور ان کی مثل صورتیں نظر آئیں یا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا قرآن کی کسی آیت کی تلاوت ہو رہی ہو تو وہ مجلس شیطانی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے طالب کو چاہیے کہ جب مراقبے کے ذریعے کسی باطنی مجلس میں داخل ہو۔ تو چاہیے کہ کلمہ طیب، درود یا لاجل وغیرہ پڑھے۔ اگر مجلس خاص حق ہوگی تو قائم رہ جائے گی۔ اگر مجلس باطل ہوگی تو ذائل ہو جائے گی۔

بلکہ ان سے بیزار ہو کر اس قسم کے دیدار سے ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیے۔ بلکہ دیدار حقیقی کا یہ طریق ہے کہ ظاہر و مجہد
اہل دیدار کا تصور اس قسم کے ذریعے دریا سے تو حید میں غرق ہو کر انوار دیدار سے بھر جاتا ہے۔ اور جب نفسانیت
سے باہر آ کر معنوی طور پر گویا مر جاتا ہے۔ اور دیدہ دل سے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن مادی سواں اور حادثات کے
انوار دیدار قدیم کو نہیں پاسکتیں۔ مرشد کامل طالب صادق کو روز اول علم دیدار سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ علم
دیدار کی تاثیر سے طالب کا دل زندہ جاوید ہو کر ابد الابد تک بیدار ہو جاتا ہے۔ کہ عالم حیات و عالم ممات
میں قیامت تک اسے خواب غفلت نہیں چھوٹی۔ جن شخص کو ایک دفعہ حاصل ہو جائے شرف دیدار
و دامن سے ذکر فکر و رد و وظائف مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ ایسے الوری ناظر مدام حاضر صاحب نظارہ
معراج کو مراقبے اور استخارہ کی کیا احتیاج ہے۔

ہوتا ہے دیدار حاصل یقین جن کو باور ہوئے اس پر یقین

یاد ہے کہ انسان کے وجود میں قرب حق اور اللہ تعالیٰ کے لطف کے چوہہ باطنی لطائف میں کہ
جن کے کھل جانے اور زندہ ہو جانے سے جملہ ظاہری اور باطنی سواں نور ہو جاتے ہیں۔ اس کا ہر عضو
مظہر انوار ہو جاتا ہے جس طرف نگاہ دوڑاتا ہے بے مثل تجلی انوار پاتا ہے۔ اور سر سے لے کر قدم تک
تمام وجود گرمی تجلیات سے آگ کی بھٹی کی طرح جلتا رہتا ہے۔ حاضر اس اسم اللہ ذات سے روشنی
ہو کر واقف اسرار الہی ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں سالک پر ہر طرف سے واردات غیبی اور فتوحات
یوربی نازل ہوتے ہیں۔

اسے طالب ایہ مراتب معرفت، تو حید، قرب، حضور اور انوار دیدار تم نے قبر تک آئینہ دل میں
دیکھنے اور حاصل کر سنے ہیں۔ اسے مرتبہ حق الیقین کہتے ہیں۔ یعنی عبودیت با ربوبیت دوام۔ قولہ تعالیٰ
واعبدوا ربکم حتیٰ یاتیکم الیقین (اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے)

شرح مشق و مجاہدہ

واضح ہو کہ وجد کے ہر عضو میں ایک باطنی لطیفہ ہوا کرتا ہے۔ جو اس کیلئے گویا ایک نوری کلید ہے اور اس
کے قفل حجاب کو کھولنے کا ذریعہ و حید ہے۔ مرشد کامل راہبر، رفیق طریق طالب صاحب تصدیق صدیق کو
پانچ قسم کے علوم و فنون عطا کرتا ہے۔ جنہیں پنج گنج اور لطائف انوار رحمت کہتے ہیں۔ یہ انوار طالب کے
دماغ مقام روح میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے اسرار الہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس مقام امتحان الالبیض میں

اس طرح سالک قبر کے اندر نمودار ہو جاتا ہے کہ حشر کے دن حشر صورت افریقہ سے ہی بیدار ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے ساتھ لطائف قلب کے اندر ہیں۔ اور ایک لطیفہ مقام سینہ میں اس طرح قائم ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ۔ اس لطیفہ کے زندہ ہونے سے دل سے نفاق، بغض اور کینہ نکل جاتا ہے۔ اور سالک خاتمہ بالخیر عارف روح شریف دیدہ بنایا ہو جاتا ہے۔ ایک لطیفہ مقام ناف میں ہے جس سے طالب نفس کے خلاف اور منصف صاحب الصفات ہو جاتا ہے۔ دو لطیفہ ہر پہلو میں ہیں۔ ان لطائف کے کھلنے سے تمام اوصاف ذمیرہ طالب کے وجود سے رفع اور دُور ہو جاتے ہیں۔ اور روح فرحت پاکر زندہ ہو جاتی ہے۔ سالک کابل کا تمام وجود جہان تمام لطائف کے انوار سے آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے اس وقت سالک مرتبہ لا خد ولا عد کو پہنچ جاتا ہے اور روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مبرحق ہو جاتا ہے۔ **قوله تعالیٰ: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ (اللہ تعالیٰ نے ازل کے دن فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں)**

واضح ہو کہ جو فقیر خلاف شرع شریف ہو اس کا باطن بھی باطل ہے۔ اور اس کا دعویٰ سچوٹا اور بے اعتبار ہے۔ مرشد کامل مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اور مقام نور الہدیٰ اور مقام فنا و بقا، تصور حضور اور تصرف بقدر ہے اس طرح کھول دیتا ہے کہ طالب کو حیات حیات، خوف رجا، اور دوزخ و بہشت بھی یاد نہیں رہتے۔ اور جملہ ماسویٰ اللہ کو طالب بھلا دیتا ہے۔ یہ مراتب بھی شریعت کی برکت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ واضح ہو کہ انسان صرف گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام نہیں۔ بلکہ انسان دل، دماغ پانچ حواس اور ذاتی صفات علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام اور حیات اور اس کے علاوہ دیگر انسانی صفات سے بھی متصف ہونے کا نام ہے۔ اسی طرح باطن میں انسان جب تک غیبی لطیفہ نوری وجود اور غیبی پانچ حواس اور سات صفات اور باطنی دل و دماغ یعنی چودہ باطنی لطائف سے زندہ اور تابندہ نہ ہو جاتے تب تک باطن میں اصلی آدم کی اولاد اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔

انسان کے یہ باطنی وجود مرشد کے نوری لطیفے سے طالب کے رحم دل میں پڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی مرشد اپنے نور کا لطفہ طالب کے رحم دل میں قوی ہے۔ ڈالتا ہے۔ تو طالب کے لطف باطن میں یہ نوری لطیفہ پورے اور تربیت پاتا ہے۔ اور دل بدن قوی کرتا ہے۔ اور اس کے باطن میں تمام اعضاء تیار ہوتے ہیں۔ پھر اس میں چودہ لطائف اور حواس و صفات اور دل و دماغ پیدا ہو کر طفل نوری کی طرح باطن باطن سے تولد ہوتا ہے۔ اور روحانی ماں باپ کے حوالے ہو کر شیر نور سے اس کی تربیت اللہ پرورش ہوتی رہتی ہے۔ اور جب بڑا ہو کر باطن ہو جاتا ہے تو مقام ارشاد میں قدم رکھتا ہے۔ اور اسے دیگر طالبوں کو تعلیم و تلقین کرنے اور ان کو دل زندہ کرنے کی قابلیت حاصل ہو جاتی ہے۔

کی بخشش اور شد کامل ولی اللہ کی توجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

جو کہ دیکھے کیوں کر ہے چون پڑا جب کہ ہے اللہ کو ہی دیکھا

یہ مراتب ہیں فارغانِ با خدا کے۔ اسے اہم بقا ہے جیسا! جو شخص ایک دفعہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر بات اور ہر سخن اللہ تعالیٰ کے انوارِ دیدار سے ہوتی ہے۔

جو دیکھتے ہیں وہ دائم غموش رہتے ہیں	سدا نقاب میں ہمیشہ و گوش بستے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو اچھا مے پھرتے ہیں	انہیں کی آنکھ سے خونِ فرائی بھر رہتے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو ہیں نہاں کرتے	وہ تم سے مرے جلا میں خود نہیں مرتے
جو دیکھتے ہیں سادہ موشیا رہتے ہیں	خدا گواہ ہے بااعتبار رہتے ہیں
تعلق گوہر اک دم میں سو پار دیکھا	یہ رہتے ہم کو حشر کی ذات سے ہر ملا

(خیر الناس من ینفع الناس)

حقیقت گوئی اور فیض پہانے والی تین چیزیں ہیں۔ ایک بارک رحمت۔ دوم آبِ دریا سوم زراعت اور اسی کے موافق تین شخص معدن فیض و کرم ہیں۔ ایک عالم باعمل، دوم فقیر کامل۔ سوم حاکم بادشاہ عادل اہل ترس خدا پرست

باب سوم

شرح دعوت

جو شخص عالم دعوت میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیے کہ اول ترتیب ذیل سے نقشِ روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرستان میں جہاں پاک رہتے ہوئے رہا کرتے اور اس روح مبارک میں حضرت سرور کائنات کی قبر مبارک سے نقشِ انجلی سے تیار کرے اور قبر کے ارد گرد انجلی سے خوشخط لکھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی اَبْنِیْ یٰۤاٰیْمَہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلِّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور پھر یہی تین دفعہ پڑھے۔ بعد دعوت سورۃ منزل یا سورہ ملک یا سورہ انا فتحنا یا سورہ یسین شروع کرے۔ اور تقویر اسم اللہ ذات سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی روح مقدس کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ کرے۔ بے شک روح مبارک حضرت سرور کائنات صلعم بموجب اصحاب کبار و چار پیار و حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ و حضرت شاہ محی الدین حاضر ہو کر صاحب دعوت کو کلید دعوت عطا فرماتے ہیں۔ اور منصب ولایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ ابھی تک صاحب دعوت درود و ظاہر دعوت سے فارغ نہیں ہونے پاتے کہ اس کا کام فوراً سرانجام ہو جاتا ہے۔ بعد دو گنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو بخش کر سوتیے ملک نعمت کرے۔ تاکہ علم دعوت کا عمل روز بروز ترقی کرے۔ خواہ کسی حاکم یا شاہ کو موصول کرے یا کسی گدا کو شاہی منصب سے سرفراز کرے اور خواہ کوئی ملک آباد کرے یا ویران اور برباد کرے۔
نقش یہ ہے

أَفْضَلُ الذِّكْرِ كَالِإِلَهِ الْأَلَا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لا إله إلا الله محمد رسول الله - يا الله يا هو - اللهم البرك اللهم البرك اللهم البرك

لا إله إلا الله محمد رسول الله - الله - الله - لله - هو

الله لا إله إلا هو الحي القيوم ليس في الدارين إلا هو الحي

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

قَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احضرو بحق ملك الارواح المقدسة - امدني يا رسول الله يا حيات النبي
الله فرمان رس يا خاتم النبيين وشفيع المنين صلى الله عليه وسلم

ربا لروضة المبارک محمد رسول الله - الله اکبر (باب ابرم) الله اکبر یا رب ابرو صفة المبارک محمد رسول الله

بل بعض لوگ اس کتاب میں حضرت محمد رسول صلعم کی قبر مبارک کا حال اور اس کی تعریف دیکھ کر جنگل میں قبر اور روضے کا نقشہ بنا کر دعوت پڑھا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب دعوت پڑھنے والے کے پاس نہ آنحضرت صلعم کی روح پاک حاضر ہوتی ہے۔ اور نہ اس کا کوئی کام بتا ہے۔ تو مصنف کے بیان اور فرمان سے بدظن اور بد اعتقاد (بانی محلہ صفحہ ۶۷)

واقع ہو کر یہ بیخ گنج بے ریاضت رنج جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہو جائیں۔ ان پانچ خزانے والوں کو اللہ تعالیٰ کا خزانہ پانچویں کہتے ہیں۔ یہ لوگ لایحتاج ہیں اور جن پر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے نگاہِ لطف و کرم کرتے ہیں انہیں بھی لایحتاج کر دیتے ہیں۔ ایک فقیر کامل۔ دوم اہل دعوتِ عامل۔ سوم کسیاگر۔ چہارم صاحب سنگ پارس۔ پنجم بادشاہ۔ اور مذکورہ بالا صاحب گنج چاروں فقیر کے محتاج اور زیر تصرف ہوتے ہیں یہ مراتب محض طریقہ قادری میں ہیں۔

سہ تصنیف میں محض رسوئی قیل و قال اور ذکر مذکور ہے لیکن اس فقیر کی تصنیف میں اللہ صی و قیوم کا نور حضور مستور ہے۔ نہ میں نے کسی کی تصنیف سے کچھ سیکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے محض اللہ اور اس کے رسول سے صحیح طور پر پایا ہے۔ یہ فقیر حق سے ہو کر آیا ہے۔ اور وہاں سے حقیقت حق لایا ہے۔ اس لئے میری سب باتیں حق ہیں اور غیر رسوئی باطل سے بالکل مبرا مطلق ہیں۔

باہو کوہ سہیں یہی یا ہو مدام
ان مراتب کو نہ جانے مردِ عام

ہو کر اس پر بھوٹ اور افترا کی تہمت باندھتے ہیں۔ سو یہاں یہ فقیر اس دعوت کی حقیقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اہل دعوتِ عامل کامل کو جس قدر بڑی مہم اور بڑا مشکل کام پیش آتا ہے۔ اس کے حل کرنے کے لئے اسی قدر بڑی روحانی کی استعداد اور اعانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی قدر طاقت و وسعت کی قبر پر دعوت پڑھنی پڑتی ہے۔ سو بعض مہم اس قدر اہم اور مشکل ہوتے ہیں کہ سوائے استاد اور استعانت سے اور پاک حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مشکل آسان نہیں ہوتی۔ مثلاً اسلام اور کفر کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ تو ایسی حالت میں حضرت سرور کائنات صلعم کی مدد پر قورح کی غیری باطنی استعانت اور استمداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس وقت اہل دعوتِ عامل کامل آدمی چونکہ مینہ مندرہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ آنحضرت کی قبر مبارک پر دعوت پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے اہل دعوتِ عامل اس وقت پاک زمین اور بیت پر قبر مبارک اور روضہ شریف کا نقشہ انگشت شہادت سے بنا کر اس سے اصلی روضے اور قبر کا کام نکال سکتا ہے۔ اور اس پر دعوت پڑھ کر آنحضرت صلعم کی روح مقدس کو حاضر کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کام عام نفسانی مردہ دل شخص نہیں کر سکتا۔ یہ کام اس شخص کا ہے جو پہلے دعوت میں عامل کامل ہو۔ اور دوسری قبروں پر دعوت پڑھ کر روحانیوں کو حاضر کر سکتا ہو اور کلید دعوت ہاتھ میں رکھتا ہو۔ قبروں پر دعوت پڑھنا اور روحانیوں کو حاضر کرنا بڑا مشکل اور دشوار کام ہے۔ یہ جانیگر ایک جہدی نفسانی مردہ دل آدمی حضرت سرکارِ دو عالم صلعم کی حضراتِ کرام کے انہیں اپنے نفسانی اعراض میں استعمال کرے اور ان سے اپنی دنیوی حاجات نکالے۔ یہ بھاری عامل کامل عارف سالک کا کام ہے۔ ہم نے بہت عام خیال نفسانی طالبوں کو محض اپنے ناجائز اور بے ہودہ (باقی اگلے صفحہ)

دعوت کی کمی نہیں ہیں۔ دعوت دم نوش، دعوت سیم زرد فروش، دعوت ترک خون جانِ حیوانات ریاضت کوش، دعوت سلاح پوش، دعوت بدل جوش، وہ دعوت کہ جس سے تمام عالم کل مخلوقات میں فریاد اور خروش پیدا ہوتا ہے۔ ان دعوتوں سے غالب دعوت دعوت دم نوش ہے۔ اگر صاحب دعوت دم نوش تمام جہان والوں کو اپنے دم میں پکڑ کر جذب کرے تو اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ تمام لوگ اس جذب سے ہلکا ہلاک ہو جائیں گے۔ اس قسم کے عامل کو قاتل قتال صاحب قرب مست حال، لسان السیف باقرب اللہ وصال صاحب حکم بعت کشا اور اہل مشاہدہ عین جمال کہتے ہیں۔ دنیا و دولت کے لئے دعوت پڑھنے والے خام خیال بہت ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے رسول مقبول صلعم کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھتا ہے۔ وہ عمل دعوت اور کلید دعوت سے محروم رہتا ہے۔ وہ دعوت کے ذریعے کسی مہم میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اہل دعوت کو صلہ انبیا اور اولیاء اللہ کی صحبت اور ملاقات باطن میں دائمی طور پر حاصل ہو جانی ہے۔ مرشد کامل یہ سب مراتب دعوت تصور اسم اللہ ذات اور ذکر کلمہ طیب سے کھول دیتا ہے۔ اور طالب ان حاضران سے تمام سفلی اور علوی طبقات یعنی صفات سے نازات۔ نوز سے تا حضور، عرش سے تا فرش۔ لوح سے تا قلم، ما و سے تا ماہی۔

فنا فی مطالب کے لئے درد و خائف پڑھتے اور چلے کاٹتے دیکھا ہے۔ اور بعض کسی عامل کامل کی اجازت کے بغیر قبروں پر دعوت پڑھنے کی جرأت کر بیٹھے ہیں۔ ایسے لوگ آخر میں رجعت کھا کر دیوانہ، بیمار، اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

علا علی دعوت کے جالی اور رواں ہونے کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اہل دعوت پڑھنے میں عامل ہو۔ دوم اسے مرشد کامل کی اجازت حاصل ہو۔ بعض لوگ نہ خود پڑھنے میں عامل ہوتے ہیں اور نہ اجازت میں کامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب دعوت پڑھتے ہیں تو دونوں جہان میں خراب اور خستہ ہوتے ہیں۔ بعض پڑھنے میں تو کامل ہوتے ہیں لیکن اجازت میں ناقص ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو بدوقت چلانے اور نشانہ پر گولی لگانے میں تو قابل ہے لیکن اسٹینس نہیں رکھتا اور جو شخص اجازت میں کامل ہے لیکن پڑھنے میں ناقص ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو اسٹینس تو رکھتا ہے لیکن بدشق چلانے میں ماہر نہیں ہے۔ پس دعوت میں عامل اور کامل وہ شخص ہو سکتا ہے جو پڑھنے میں بھی کامل ہو اور اجازت میں بھی کامل ہو۔ اس کی دعوت سے ہر مشکل مہم حل اور آسان ہو جاتی ہے۔ لہذا ناقص لفنا فی آدمی کو چاہیے کہ ہرگز دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے اور عامل کامل شخص کی اجازت کے بغیر کوئی چلہ۔ خلوت و ریاضت اختیار نہ کرے۔ بعض لوگ کتابوں میں کسی اسم یا کلام یا دعوت کی تعریف اور ترتیب پڑھ کر خود بخود چلے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کلام کا عمل شروع کر دیتے ہیں۔ بعض کو ابتدا میں کچھ فائدہ حاصل ہونے لگ جاتا ہے۔ لیکن آخر میں ایسی لازوال رجعت میں مبتلا اور گرفتار ہو جاتے ہیں کہ قیامت تک اس سے خلاصی نہیں پاسکتے۔ اور دیوانہ، مجنوں یا بیمار اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

طے کرتا ہے۔ لیکن ان مذکورہ مراتب والا بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید سے ابھی بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب وصال کا خاصہ خلوصہ راہ تصور، تصرف توجہ اور تفکر کا ہے۔ کہ جو بیان سے بیان اور قال سے وصال تک لے جاتا ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا اور حاضر ناظر آگاہ اور نگاہ کے مراتب نہیں رکھتا وہ شخص احمق ہے کہ پیری مریدی کرتا پھرتا ہے۔ اور طالبوں اور مریدوں کو خراب کرتا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ اکبر الکبار گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے مرشد قیامت کے روز سخت رو سیاہ، شرمندہ اور معذب ہوئے۔

دعوت ایک نہایت ہی اعلیٰ باطنی منصب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت سے حاصل ہوتا ہے۔ دعوت و ایت کا ایک خاص مہما مرتبہ ہے۔ احمق نفسانی لوگ دعوت کی خاصیت کیا جانیں۔ دعوت بغیر اجازت اور توجہ مرشد کامل جاری نہیں ہوتی اور مفید نہیں پڑتی۔ عامل بخت و جود اہل دعوت ہر مطلب اور مراد کو بذریعہ دعوت پال دیتا ہے۔ لیکن ناقص عام دعوت سے رحمت کھاکر اٹھا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ عمل دعوت میں خاص عامل کامل وہ ہے کہ جو کوئی اس سے مراد دینی و دنیوی طلب کرے ایک مفتیہ یا پانچ روز کے اندر بذریعہ دعوت مراد و مطلب حاصل کر دے۔ خواہ وہ مرتبہ شاہی ہو یا مرتبہ معرفت الہی ہو۔ ہر طالب کو اپنے موافق مطالب اور ہر مرید کو اپنے مطابق مراد پہنچا دے۔ **قوله تعالیٰ - قال رکبوا دعوتی استجب لکم ذمیرہم بفرایاتہم سے رب محمد سے دعا ہوگی تمہاری دعا قبول کروں گا**

ایسی دعوت پڑھنا ہوں میں باخدا بے خبر جس سے ملک میں برہنہ
 دعوت پڑھنے کے بہت طریقے ہیں۔ صاحب دعوت کو باطنی قوت اور توفیق چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے سوال کا جواب باصواب حاصل کرے۔ صاحب دعوت جذب دعوت سے دشمن بدخواہ کا لوند کھنکھول سے اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ یک دم عدواندھا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن کے نام وجود مفیت اندام شرح حیات کو اس طرح جذب کر لیتا ہے۔ کہ اس کے ہفت اندام خشک ہو جاتے ہیں اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا اگر پنج رہے تو تمام عسیر دیوانہ جنوں بچے قرار اور بے آرام رہتا ہے۔ لیکن اہل دعوت کو چاہیے کہ پہلے اپنے نفس پر توجہ کر لے اور دعوت کے ذریعے پہلے اپنے نفس کو مار لے۔ بعد دیگر لوگوں کو مغلوب و مقہور کرے۔ عامل کامل وہ ہے کہ جب حیوانات جلائی و جمالی کھاتا پھرے اور اس کی دعوت رواں رہے۔ اس دعوت کی طریق اور توفیق اس شخص کو حاصل ہوتی ہے کہ اہل دعوت تصور اسم اللہ ذات حضور میں کامل اور دعوت روحانی اہل قبور کا عامل ہو۔ جو شخص اس طرح عامل اور باطن میں کامل ہوئے صاحب جذب جہاد اکبر ذوی المرتبہ اہل کرامات البکیر قنانی اللہ فقیر کہتے ہیں۔

شرح دعوت دم

کل مخلوقات کی اصل دم سے ہے۔ جو شخص دھول کو باطنی توفیق سے پہچانے وہ شخص واقعہً احوال قلوب ہوتا ہے وہ ہر طرف سے ایسی دعوت سمجھتی پڑھ سکتا ہے۔ کہ جبکہ علم علوم اس دعوت سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دعوت کی چار قسمیں ہیں دعوت دم ستارہ ثاقبی، دعوت دم ستارہ بامکی، دعوت دم ستارہ آتشی اور دعوت دم ستارہ آبی۔

اس قسم کی دعوت سے لوگوں کے درمیان موافقت، مخالفت، محبت، عداوت، یکنائی، جدائی اور عملیات زندگی حیات کے کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی دعوت کا پڑھنا قابل بے توفیق کا کام ہے۔ کامل وہ ہے کہ اگر چاہے دعوت پڑھنے سے محسوس بنا لے اور قہر و جلالت سے پڑھے تو شخص اور سوا کسی کو کہتا ہے یہی لپیٹ لپیٹ لپیٹ ایسے عالم کو شمار عدو الجحیم حساب بروج کو اکب اور وقت سعد و غم کی احتیاج نہیں رہتی۔ اسے پیغام والہم کیلئے فرشتے وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہر سوال کا جواب باصواب پاتا ہے۔ جہاں فقیر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ علی مع اللہ وقت و مقام قرب و حضور ہے۔ وہاں سے فرشتے وغیرہ بہت دور ہے۔ مرشد کیلئے طالب کو اس مقام پر پہنچانا بہت ضروری ہے۔ اس راہ میں اصل مزا اور حقیقی معاو اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب اور وصال لازوال ہے۔ ذکر فکر و رو و وظائف غیر شغل محض ہم و خیال ہے۔ یہ مراتب اہل ذکر تخریب حاصل کے ہیں کہ جس سے ذکر کے وجود میں بارہ وظائف کھل جاتے ہیں۔ اور ذکر ہر ایک نور لطیف میں غرق انوار ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب فقیر کامل کے ہیں جب فقیر کامل اور ذکر حاصل ہر دو ایک تھاویں شامل ہو جاتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مجموعہ الذکر زندہ دم کہتے ہیں۔

توراتا لے، و نفخت فیہ من روحی۔ جو شخص صاحب دم زندہ اور حضور بنیہ اور ذکر مذکور شہنورد ہو جائے اسے صاحب یکدم کہتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے دم میں شہزادہ ہزار عالم کو بکھڑکتا ہے۔ اور ہر قلم ظاہر بنیہائی منطبق معانی بے واسطہ پڑھ لیتا ہے۔ اسے علم سیکھنے کیلئے کسی کے پاس آئے جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بعض طالب تمام اور ذکر تمام مرشدان ناقص کو خواہ مخواہ کامل سمجھتے ہیں۔ ایسے مرشد اور طالب ہر دو اندھے ہوتے ہیں۔ دم دینا اور سال و عداوت کی محبت ان لوگوں کے دلوں پر اس طرح قابو پالیتی ہے کہ ایک دم اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔

اور دم جس سے ملے جنت مقام	دم لقل ہے دم ابد دم دنیا تمام
چار سے ہوں آٹھ تہ ہو کیتنگار	ایک سے دو دم ہوں اور دو سے چار
صاحب امر اور پھر پند رب!	سعدا، دل، سر دم ہیں اک ہو جائیں

روحی دم ہے یسبح رحمت حق نامہ چھوٹریہ دم نفس و شیطان و ہوا
ذکر سے دم نکلے تو جالو حضور ایسے ذکر کے ہیں ہفت اذکار

دم انسانی اور ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیا جاتا ہے۔ اور حضرت اسدوم علیہ السلام سے طاقی ہو جاتا ہے اور دم مشرف دینار بانی حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے حاصل ہوتا ہے۔ جس سے طالب نذہ دم اور روشن ضمیر ہو کر زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ کابل عارف وہ ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی سے دم لے کر اس کے ساتھ اپنا دم لاکر اس سے پیغامِ علامِ جواب سوال حاصل کر سکے۔ اس قسم کے قابل اہل دعوت کو زبان سے کچھ کلام وغیرہ پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف خیال اور توجہ سے کام لکاتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ پاک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

علا دعوت دم کی تشریح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ جب کوئی شخص خود کابل اور اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ہر مراد لپیٹی کر سکتا ہے۔ اور ہر مشکل حل کر سکتا ہے۔ اسے دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی وساطت سے اور ان کے دم سے دم لاکر کام نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کی طرف ایک الگ صفت سے متعلق ہوا ہے اور خصوصاً ہر نبی ہر ولی، ہر فرشتہ اور ہر انسان کی طرف ایک علیحدہ صفت سے جلوہ گر ہوا ہے اس لئے ہر چیز اور ہر مخلوق میں اس علیحدہ تعلق کے سبب اختلافِ رنگ و بو واقع ہوا ہے سو ہر چیز ایک الگ صفت سے ممتاز ہے۔ اور ہر نبی ہر ولی اور ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی ایک الگ صفت سے متصف اور اس کے علیحدہ اخلاق سے متعلق ہے۔

مثلاً آپ کا کوئی کپڑا پھٹ گیا ہے۔ اب اس کے سینے کیلئے ایک سوئی کی ضرورت ہے تو دنیا کے باقی تمام اوزار اس کے لئے بیکار ہیں۔ سوائے ایک ناچیز سوئی کے آپ کیا کام اور کسی قیمتی اوزار سے نہیں نکل سکے گا۔ اور اگر ایک معمولی لوہے کا چمٹا بنا تا ہے تو وہ بغیر لوہار کے اور کسی کاریگر سے نہیں بن سکے گا۔ کلی فن رجال یعنی ہر فن کے لئے مخصوص آدمی ہیں۔ اسی طرح باطن میں ہر کام کے لئے مخصوص بنی، ولی اور فرشتہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت سے مخصوص اور ایک خاص کمال سے ممتاز ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام جذا میوں اور اندھوں کو اچھا کرتے اور مردے کو قہر جاذب اللہ کہہ کر زندہ فرماتے تھے۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر میں کمال رکھتے تھے۔

سو جو فن جس کا ہے۔ اس فن کے متعلق اسی بنی، ولی اور فرشتے کی باطنی استعداد اور روحانی استعداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مخصوص کام کیلئے ایک خاص بنی، ولی یا فرشتہ سے دم لاکر اس سے کام لیا جاتا ہے۔ سو ہاں ایک دم ہسکو کہتے ہیں جو ہر نبی، ولی اور ہر فرشتہ سے دم لاکر اسے حاضر کر سکے اور اس سے کام نکال سکے۔ یہ بیعت بڑا بلند مرتبہ ہے۔

جو شخص علم دعوت یا تلاوت قرآن یا ذکر رحمن شروع کرے تو ابتدا میں بعض موکل آواز دینے لگ جاتے ہیں یا روحانی یا شہد خواب یا مرتبے میں ملتی ہو کر کامیابی کی بشارت دیتے ہیں یا پڑھتے وقت موکلات غیبی مثلاً جنونیت وغیرہ کی خاص بوائے لگتی ہے یا بعض اسماء کے پڑھنے کا اشارہ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کلام کے پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر ابتدا میں ان احوال میں سے کچھ بھی معلوم نہ ہو تو اس دعوت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اشارہ جنت میں گرفتار ہو کر پریشان اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے بعض اہم اہل دعوت دم حیوانی، دم شیطانی، دم ظیور، دم جنونیت یا دم ملکوت میں اتحاد و انقباض پاکر مطمئن اور سرفراہ ہو جاتے ہیں اور معرفت اللہ اور توحید سے لہ جاتے ہیں۔

ظانگ کو ہے گویا قرب درگاہ نہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اہل قرب ایک وقت میں اس طرح دعوت پڑھتا ہے کہ اس کے ایک وقت کی دعوت کا عمل اور اثر قیامت تک جاری رہتا ہے خواہ وہ عمل قیامت ہو یا عمل بقا۔ خواہ ویرانی کے لئے ہو یا آبادی کے لئے اور خواہ عمل لبت ہو یا کشاد۔ ایسے اہل دعوت کو صاحب کل الکلید، کشائندہ افعال المہات توحید کہتے ہیں۔ ایسے صاحب تجربہ و تفریق اور اہل ترک و تکرار ہر قسم کی تقلید سے فاسخ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔

حسبى اللہ و کفہ با اللہ و تبارک اللہ

اے طالب! اگر تو اللہ تعالیٰ کی طرف آئے تو اس کا درہر وقت باز ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔ فقیر کامل کی زبان سیف الرحمن کن کی سیاہی سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس کی کہات گویا اللہ تعالیٰ کے امر اور قدرت کی آواز ہوتی ہے۔ واللہ غالب علیٰ اعداء۔ بعض دعوت سے بارہ سال پڑھنے کے بعد عمل جاری ہوتا ہے۔ اور مطلب برآسی ہوتی ہے۔ بعض سے ایک سال بعض ایک ماہ، بعض ایک ہفتہ، بعض آٹھ پہر اور بعض ایک ساعت ہی میں عمل جاری ہو جاتا ہے۔ دعوت پڑھنے سے سنگین آہنی قلعہ موسم کی طرح نرم ہو کر فوراً فتح ہو جاتا ہے۔ دعوت کے اثر سے قلعہ کے بہادروں کے چھکے پھوٹ جاتے ہیں۔ اگر کفار، رافضی یا خارجی ہوں تو مسلمان اور نائب ہو جاتے ہیں یا جلا وطن ہو جاتے ہیں۔

علا دعوت پڑھا بھاری علم ہے۔ اہل دعوت باطن میں ایک اولوالعزم بادشاہ کی سی قوت اور اختیار رکھتا ہے۔ ملکوں کی کنجیاں ایسے قانون کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہیں۔ ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں بہتی ہیں اور زمینیں دارا عینات سرسبز اور آباد ہوتی ہیں۔ آسمانی آفات اور بلائیں ان کے قدمی دم اور قدم سے دفع ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ اصلی بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصلی انسان اکمل کی اولاد۔ باطنی طور پر زندہ جاوید ہیں۔ باقی مردہ دل نفسانی لوگ (باقی اگلے صفحہ)

عالم اگر چاہئے بادشاہ ہفت اقلیم کو معزول کر دیتا ہے۔ اور ایک مفلس گداگر کو تخت سلطنت سونپ دیتا ہے۔ اگر حالت جذب غضب میں آئے تو بہت دور سے دشمن بدخواہ کی جان لے لیتا ہے۔ اور اگر فوج دشمن کرے تو ایک طرفہ العین میں ہدایت عنایت نصیب کر دیتا ہے اور حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ طالب جاہل نظر ہو کر اولو الامر صاحب تصرف کو زمین ہو جاتا ہے۔ اور اپنی عقلی صفت زندہ دم سے مردہ دل کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ لفقور توفیق اور تصرف باطن تحقیق کے یہ راستے اسما و ذیل سے سوال اور جاری ہوتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں حیوان ناطق اور مردہ کی مثال ہیں۔ یہ لوگ اپنے پاک نور ہی لطیف قدسی تقوس اور باطنی جسموں سے دنیا میں گشت نکاتے رہتے ہیں اور دنیا کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ جن ملائکہ اور ارواح کے باطنی لشکروں کے ہمراہ ہوتے ہیں اور وہ سب باطنی ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں۔ اور ان کے امثالوں پر کام کرتے ہیں جس طرف قہر اور جلال کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ باطنی غیبی لشکر اپنے غیبی ہتھیاروں سے اس ملک شہر اور گھر پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور وہاں تباہی مچا دیتے ہیں۔ مضبوط قلعے اور مادی سپاہیوں کے پرے نہیں آنے جانے سے نہیں روکت سکتے۔ ان لوگوں کے باطن میں روحانی مجلسیں اور کانفرنسیں قائم ہوتی ہیں۔ اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مہمات پہلے ان کی باطنی مجلسوں میں طے ہوتی ہیں۔ اور اس کے بعد ان کا ظہور و نفاذ ظاہری مادی حکام کے ہاتھوں اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہری مادی دنیا باطنی روحانی دنیا کا ظل اور عکس ہے۔ اللہ اور رسول کے یہ نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی زمین میں خلیفہ برحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن کریم میں اولواکما ہر کے صحیح خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ کیونکہ ان کا حکم روحانی دنیا کے عالم امر میں نافذ اور جاری ہوتا ہے اور عالم خلق عالم امر کے تابع ہے۔

- قولہ تعالیٰ = اولا الخلق والاکما ترجمہ "خبردار اس کے لئے ہے عالم امر اور عالم خلق"
 - قولہ تعالیٰ = قل الروح من امری ترجمہ "کہندے لئے میری" اگر روح میرے عالم امر کی چیز ہے"
 - قولہ تعالیٰ = واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ترجمہ "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور عالم امر کے فرمانرواؤں کی"
- (نقشہ اسما و ذیل کے لحاظ فرمائیے)



یاد رہے کہ صاحب تصور با توفیق دعوت سے جملہ موکلات بخونیت اور ملائکہ کی حضرات کر لیتا ہے اور صاحب
تصرف تحقیق جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ مومن مسلمان کل مخلوقات کی حضرات کرتا ہے۔ ایسا عامل کامل
اہل تصور حضور اور صاحب تصرف غائب بروحانیت قبور جس وقت دعوت فہمی شروع کرتا ہے۔ بڑے
سے بڑے کام اور نہایت مشکل مہم کو ایک ہی قدم پر پورا انجام کر لیتا ہے۔ اور اگر چاہے تمام روتے زمین کی
مخلوق کو قیام کی تسخیر میں لے آتا ہے۔

میں شہسوار ہوں ہے ہاتھ میں سر تلوار میں قلمی کتابوں عالم کے موزی کفار

تو ذریعہ حکم ہوا اس کے تمام ذریعہ و ذریعہ
 ملی و عارف در شہنشاہ ہے وہ امیر
 مری نظر سے تباہ و تارک ہوں کفار
 یہی ہے راجہ و باہرینہ سے بڑھ کر
 نہیں یہ مشغول صاحب ہوا و ہوس
 کرے مطالعہ لوح مرد اہل خضر
 وہ اہل دعوت صاحب عیان محرم رب
 اسی سے ہوتے ہیں حل الیم میں شکل کام
 ہے علم دعوت دم کام دل نورشوں کا
 رسول پاک سے مضرب ہے کرونگا عطا
 اسی سے ہوتا ہے سالک پر مہربان خلد
 تو اپنے پاس وہ سب جملہ اصفیائے
 تو اپنے جملہ تارک کو اپنے پاس قریب
 تو ہوتے اس سے لطف میں تیرا سا اجہا
 ہیں پڑھتے عادت و اصل مدیم اہل ضمیر
 تو جانو خام ہے وہ مدعی ناخرم

صحیح طریق سے دعوت کو پوچھ لے کوئی اگر
 عمل میں جس کے یہ ہو ہے وہ خاص مرد فقیر
 میں جذب و قہر سے دعوت پڑھوں اگر کہا
 تو حدیث ہے یہ سرگرم کرنے یک سر
 ہے ایک بار تصور کے ساتھ دعوت میں
 پڑھے اگر کبھی دعوت کو کوئی اہل نظر
 میں پڑھتے دعوت قرآن و قرآن کا
 پڑھے جو دعوت وحدت طلب محرم نام
 نہیں ہے دعوت کچھ کام خود فر و شوں کا
 جو مجھ سے پوچھے کہ دعوت کا راستہ بتلا
 جو دم تھا کہ تصور سے نکلے سالک کا
 جو دم تصور دیدار احمدی لاتے
 ہے ایک دم ملکوتی اگر ہو تجھ کو نصیب
 جو نہی جو دعوت دم ہو جہاں میں تیرا وال
 یہی ہے دعوت لا سلب لا اولی غیر
 جو جانا نہیں سالک یہ علم دعوت دم

صاحب دعوت دم جس وقت تصور روح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسم سے پکڑتا ہے مجلس محمدی
 میں حاضر ہو جاتا ہے۔ تصور اسم کے سلطان الفقر حاضر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو اسم سے تصور شیخ کرتا ہے
 صورت شیخ حاضر ہو جاتی ہے۔ نیز تصور اسم سے روح جبرائیل حاضر ہو کر الہام دیتی ہے۔ اور تصور اسم
 سے روح میکائیل کی حضرات کر کے جس قدر چاہے باران رحمت برس جاتی ہے۔ اور تصور اسم سے روح
 اسرافیل کی حضرات کر کے جس گھر، شہر اور ملک کی چاہے جذب سے روح آبادانی اس طرح پکڑ لیتا ہے
 کہ وہ قیامت تک وہاں رہتا ہے۔ اسی طرح حضرات عزرائیل سے ایک دم میں دشمن کی جان قبض کر لیتا ہے
 لیکن چار موزیوں کو قتل کرنا عین ثواب ہے اول موزی نفس دوم موزی ظالم اظلم سوم موزی کافر چہارم
 موزی مردود و مرد کوشمن علماء و عامل و فقراء کامل۔

جو شخص اس رسم کی مستجاب اور مقبول دعوت نہ پڑھتا ہو اور تصور روح حضور دعوت دم نہ جانے وہ

ناوان ہے کہ دعوت پڑھنا ہے۔ اور کامل عامل کے لئے بے رنج و بیاضت نفس کا مارنا اور اسے مطیع کرنا طاعت
 ایک ساعت کا کام ہے لیکن ناقص کے لئے معرفت، مشاہدہ، طبقات، مطالعہ لوح محفوظ، قرب، توحید اور
 انوار ویدار کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل مکمل انہی جامع ان تمام درجات ذات و صفات
 تک طالب کو چلانی پہنچا دیتا ہے۔ یہ سب مراتب علم اکسیر اور علم تکسیر کی قید میں ہیں۔ یہ تمام عنایت، عنایت، ہدایت
 اور ولایت کے مراتب تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے مرشد کلمہ طیب سے حصول دیتا ہے۔ اسے مراتب معرفت
 وصال کل کھتے ہیں۔ گرتی ہر کھیں میں بھائی دیکھو لے مجھ کو ذرا: اک نگہ میری بہتر سے از نعیم و دوسرا
 طالب اللہ کے لئے فرض اولین یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی ملے پہلے مرشد کامل ٹھونٹے اور جان لوڑ
 خدمت سے اسے اپنے اوپر مہربان کرے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ اول طالب کو
 باطنی طور پر دولت دنیا کا بے حساب تصرف عطا کرے۔ دوم مرتبے میں طالب کو درجات عقبتی حور و مقصور بہشت
 بہار سے سرفراز فرما دے اور سوم مرتبے میں طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف طہنت اور متوجہ کر کے فرق
 انوار اور مشرف ویدار کرے۔ مرشد عارف باللہ نظارتین روز میں طالب صادق کو ان مراتب سے بہرہ
 ورفرما دیتا ہے۔

حضرت سلطان اعدائین کی کتابوں میں دو علوم علم اکسیر اور علم تکسیر کا ذکر بہت آیا ہے۔ سو واضح رہے کہ علم اکسیر سے مراد
 علم تصور اسم اللہ ذات ہے۔ اور علم تکسیر سے مراد علم دعوت اقبور ہے۔ باطن سلوک اور روحانی دنیا کے تمام خزانوں
 کے ہی وکلید اور کھیاں ہیں۔ اور ان ہر دو علوم کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ ویسے دعوت اقبور لوگ کہ
 سکتے ہیں۔ لیکن ایسے کامل عارف جو علم تصور اسم اللہ ذات میں کامل اور علم دعوت اقبور میں عامل ہوں۔ دنیا میں عنقا کی طرح
 کم یاب ہیں۔ یہ ابدی سرمدی بادشاہی سر و بالہوں اور نہام نا تمام آدمی کے حصے میں نہیں آیا کرتی۔

سرمد علم عشق بوا لہوس رانہ و سہند

سوز دل پیواز گس رانہ و سہند

عمرے بایدا دوست آید مکنار

ایں دولت سرمد ہمہ کس رانہ و سہند

مرشد کامل پہلے پہل دنیا اور دولت کا بے حساب تصرف عطا کرتا ہے۔ تاکہ اُس کے دل میں استغنا اور دنیا سے
 بے نیازی کے جذبات پیدا ہو جائیں۔ جب تک طالب کامل دنیا اور دولت سے سیر نہ ہو جاتے وہ اسے ترک نہیں
 کر سکتا جب تک طالب دنیا ہی طور پر محتاج اور ظاہری طور پر نفس رہتا ہے۔ اس کو دنیا کی طلب (باقی اگلے صفحہ پر)

بڑی بڑی علمی و دینی و دنیوی حاجات اور مشکل مہمات کی کنجی فقیراں تو حید کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر جائے مفلس
 گداگر کو سفت اقلیم کا بادشاہ بنا دے یا معزول کر کے بادشاہی سے علیحدہ کر دے۔ صاحب باطن لوگوں کو توجہ
 سے علم غیب کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے مختلف طریقے ہیں۔ بعض نماز استخار
 سے بعض متواتر اہم اللہ ذات سے، بعض بذریعہ مراقبہ بعض کو مطالعہ لوح محفوظ بعض کو فرشتوں سے الہام
 بعض کو قرب اللہ سے الہام، بعض کو عرش معلیٰ سے جواب باصواب بعض کو انبیاء و اولیاء سے پیغام
 بعض کو وقت تلاوت قرآن سے آواز، بعض کو رب جلیل کی حضورسی سے صحیح دلیل بعض کو مقام وحدت سے
 بذریعہ وہیم بعض کو تصور تصرف حضور بعض کو بذریعہ دعوت شہسوارسی قبور عینی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ فقیر صاحب قوت
 العلوم وہ ہے کہ ان سب اعمال کا عامل اور ان سب شغل اشغال میں کامل ہو۔

ماگنا لوگوں سے اس کا کام ہے	لڑہ دعوت جو نہ جانے علم ہے
باطنی دنیا میں اس کا راج ہے	جو کہ کامل ہے وہ لایحتاج ہے
بول مت مرشد ہی تیرا بایاں	کام عاجز گرچہ کرتا ہے بیاں

جہاں معاملہ بالکل عین عیاں ہے وہاں کیا حاجت قال و بیاں ہے۔
 دیوے کامل بے نصیبوں کو نصیب پھر تاغالی نہیں مولیٰ حبیب

رہتی ہے۔ وہ دنیاوی لذات کا خواہاں ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے تصرف میں یہ چیزیں آجاتی ہیں تو اس کی نظر
 میں اس کی قدر اور وقت گھٹ جاتی ہے۔ اور وہ ان سے دل نہیں لگاتا۔ دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت اس
 پر واضح ہو جاتی ہے۔

جب طالب اس درجے سے گذر جاتا ہے۔ تو پھر اس کو دولت عقیقی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اور
 اسے بہشت، حورو مصمود کی لذتوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور آغوش سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے فرق انوار اور
 مشرف دیدار کیا جاتا ہے۔ ایسے طالب کو عقیقے اور بہشت کی بھی طلب نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا
 مشاہدہ چاہتا ہے۔

فقیر کامل طالب صادق کے لئے جو مرتبہ نصیب باطن میں حضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاہ سے دکھاتا ہے وہ ہو جیسا ہی طرح اسے پاتا ہے۔ فقیر کامل عامل جو دعوت میں صاحب حکم و توجہ ہوا اسے نصاب نذکوۃ و وقت سعد و بخش اور حساب عدد و شمار بروج و کوکب و در بیدار، بذل قفل ترک حیوانات جلالی و جمالی اور غسل و دوگانہ روزہ خلوت چلنے وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ سب دوسو سے خطرات اور وسوسات خام اور ناقص ناتمام اہل دعوت کے لئے ہوتے ہیں۔

میں ہوں عامل اور ہوں کامل فقیر عالم ارواح پر ہوں میں امیر

علم دعوت کا پڑھنا اور سرفرازی و بلا سے سلامت محفوظ رہنا کاملوں کا کام ہے۔ ناقصوں کے لئے بہتر ہے کہ دعوت نہ پڑھے اور علم دعوت میں دم نہ مارے چاہے کوئی ان کی گردن تک اڑائیں یا سزار اشرقی پیش کریں ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ شیطان یعنی بیس ہزار سال تک علم دعوت پڑھتا رہا اور فرشتوں کو پڑھتا رہا ہے۔ اس علم کی مستی انیت اور کبر و عور نے اسے آدم علیہ السلام کے سچے اور ادا شدہ اللہ کے امر سے باز رکھا۔ پس اصل علم معرفت و محبت، توحید اور ہدایت کا ہے۔ اور اس علم کی فرمان برداری عالم پر فرض ہے۔

اہل دعوت کامل کے لئے قاعدے اور قانونوں اور دعوت کے لوازمات اور شرائط کی پابندیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً نصاب نذکوۃ بذل قفل روزہ خلوت پر سہ ہلالی و جمالی ترک حیوانات تعین وقت جائے مقیم وقت سعد و بخش وغیرہ یہ پابندیاں ناقص اہل دعوت کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ جنہیں باطنی حصوں اور اہل قوتوں کا خطرہ اور اندیشہ نگار ہوتا ہے۔ کامل عامل چونکہ دعوت اللہ تعالیٰ کے امر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن اور شد کامل کی اجازت سے پڑھتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حقیقہ اور امان میں ہوتا ہے۔ اور اسے کوئی چیز نقصان پہنچا نہیں سکتی۔ اور وہ دعوت محض اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اس کی خوشنودی کے لئے پڑھتا ہے۔ جو لوگ دنیا کی خاطر یا امر یا اہل دنیا ر و ساء اور بادشاہوں کی تسخیر کے لئے علم دعوت پڑھتے ہیں انہیں ہر قسم کے بلا اور آفات کا کھٹکا نگار ہوتا ہے۔ اور وہ ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ ہر وقت حصار میں رہتے ہیں۔ ان سے اگر تھوڑی سی عقلیت اور پرمیزیں کو مٹا ہی روخا ہو جاتی ہے۔ تو جو کل موقع پا کر اسے پاگل دیوانہ یا بیمار کر کے ہلاکت کے گھاٹے اتار دیتے ہیں۔ اس لئے ناقص خام نفسانی آدمی کو ہرگز دعوت میں دم نہیں مارنا چاہیے۔

دعوت جان بوجھوں کا کام ہے۔ یہ کام اس آدمی کا ہے جو جنات ملائکہ اور ارواح (باقی اگلے صفحہ)

میں بہت کم علم علم عیاں !
 ہیں کہاں دنیا میں علم باوہ ناں
 کلان ہے عالم قانی اللہ فوق
 ہے وہاں نے ذکر و فکر نے شعور
 ہے وہی عالم جو عرفان صفت
 علم ہے تو عید باقی تیسر سو
 صلب کرتا ہوں اسے میں بالظہر
 ہے وہی علم تو عید ہی بذات

علم ہے پیغام اور انش بیانی
 علم سب باتیں میں یہ ہے قیالی
 علم ہے عرفان کا اور زکوۃ
 معرفت ہے نور عارف باخبر
 علم ہے اک ذکر سوائے معرفت
 علم حق سے ہم کو یہ جاہل ہوا
 علم میں عزت نہ ہو معرفت و تہ
 علم ہے عین الیقین عن الحیات

قوله تعالى: لا اله الا هو فاتخذة وصيلا (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے تو اسے اپنا کفیل بنا اور کارساز مقرر کیا)

ہے سراسر اسم اللہ ذات نور اسم اللہ ذات نے جانے حضور

فقیر کامل صاحب قرب اللہ پروردگار کو دعوت پڑھنے سے کیا سروکار بلکہ دن رات چلوں اور مخلوت میں بے حد و عین پڑھنے اور لڑائی کے لئے پیادہ اور سوار بکھو کہا فوج جمع کرنے اور کروڑوں روپے خرچ کرنے سے فقیر کامل کی ایک توجہ ہزار بار بہتر ہے۔ فقیر کامل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب یا کنہ کن اور کلمہ طیب کی حقیقت سے توجہ جانے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوت کے چار حروف ہیں۔ د، ا، ع، و، ا، ت۔ حرف د سے دوام صاحب مشاہد حضور ہو۔ حرف ع سے عیاں ہیں، عیاں بخش، عالم عین العلم ہو، حرف و سے واردات غیبی اور الہام و جواب باصواب ہر آیات سے دکھانے والا ہو۔ اور حرف ت سے صاحب توجہ، صاحب فقور

فقیر دست اور زیادہ روحانی طاقت کا مالک ہو اور اس غیبی لطیف مخلوق پر غالب ہو کمزور ختم ناقص مزودہ دل نقصانی آدمی کا کام نہیں ہے۔

یہاں حضرت سلطان العارفين فقیر کامل کے انتہائی مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسے دعوت پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اسے درد و غم کی حاجت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ صرف نذر سے کام کرتا ہے۔ وہ جس کلمہ کی طرف توجہ ہوتا ہے۔ فوراً تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ اس کی توجہ مشکل سے مشکل عقول کو آتی و احد میں کھول دیتی ہے۔

صاحب تصرف، صاحب فکر، صاحب تہاؤں، صاحب تمثیل، صاحب ترک، صاحب توکل، صاحب توحید، صاحب تجرید، صاحب محاسبہ و تفضیف نفس اور صاحب توفیق ہو کر ان جملہ مراتب کی توفیق کو عمل میں لانا ہوا اور ہر دعوت سے پہلے کھانا ہو۔ علم دعوت کی خاصیتیں بے حد بیشمار ہیں۔ اگر تمام لکھی جائیں تو ایک علیحدہ دفتر کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے یہاں مختصر طور پر تحریر کی گئی ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو کمال نہ آئے لیکن وہ فہمی دعوت جس سے ایک ساعت میں جملہ مطالب حل ہو جاتے ہیں۔ وہ دعوت نور۔ دعوت قبور اور دعوت حضور بعد نظر اللہ منظور ہے۔ اسے دعوت اتم اور دعوت ختم بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ ہر عمل و جز کا تصرف اور ہر علم عمل میں لانا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ بیچ گنج بے حساب و بے رنج اور پانچ طرح کے علم علوم یعنی علم ظاہر رسم و رسوم اور علم حقیقی و قیوم سے طالبوں اور شاگردوں کو بطریق فیض فضل بہرہ ور فرمائے اور ہر علم کا عمل توفیق اور امتحان تحقیقی طالب کو دکھائے اور ہر طریق سے پہنچائے۔ اول مطالعہ علم و درس غنایت لاشکایت، علم و درس حکمت یہ ہے۔ کہ طالب کو اکیسیر کیمیا کا خزانہ عطا فرمائے۔ لیکن طالب صادق جلال فا اور لائق عطا ہو۔ طالب ناقص کو محرم کرنا سراسر خطا ہے۔ دوم مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ طالب صادق کو ذکر حاصل بخشنے۔ تاکہ طالب ذکر کمال لازوال سے فکراً و نفس میں مراقبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب اور مشاہدہ حضور وصال میں جا پہنچے۔ سوم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ طالب کو علم دعوت تکمیل عطا فرمائے تاکہ طالب بذریعہ دعوت جملہ ارواح اہل مکات انبیاء و اولیاء اللہ اور تمام مہکلات کی حضرات کر کے ان کی امداد حضور اور برکت دعوت قبور سے جملہ اہل حیات امرار بادشاہ وغیرہ کو قید تسخیر میں لے آئے۔ چہارم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو آیات قرآن میں سے اسم اعظم مرحمت فرمائے جس کے ورد سے طالب باجمیت لایحتاج اور واصل باللہ ہو جاتے۔ پنجم گنج مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو علم توجہ، علم تصور، علم تصرف، علم تفکر، علم معرفت، علم تجلی انوار، علم استعراق مشرف و بیدار، علم نفس فتا و روح بقا اور علم توفیق و علم تحقیق میں کامل بنا دے کیونکہ پہلے موت ہے اور پھر معرفت۔ اول قلب ہے پھر بقا اور لقاء اول ظہور انوار ہے پھر بیدار۔ یہ ہے راہ یقین و اعتبار یہ جملہ مراتب ذات و صفات مرشد کامل اسم اللہ ذات کے ذریعے اور قرآن یعنی اتباع شریعت میں سے طالب اللہ پر کھول دیتا ہے۔ کیونکہ جملہ مراتب قرآن میں ہیں اور قرآن پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں یہ ہے راہ حق۔ برحق مطلق اور حقیقی راہ توحید۔ بدعت باطل سے لجید انہایہ تھوڑا جو مع الی البدایہ ترجمہ "جب کسی امر کی انتہائی منزل آجاتی ہے، کامل وہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کی توجہ اور باطنی نظر سے طالب کے دل کو اس طرح بیدار کر دے۔ کہ طالب غرق انوار اور مشرف و بیدار ہو کر جملہ امور کی نامشروع سے بیزار ہو جائے۔"

آیات

مردہ دل کس طرح دیکھے کہ جو مشائخ ہیں
چومنے آتا ہے اس شخص کی چوکھٹ کو جہاں
طالب غانمیں یہ مرتبہ پالیتا ہے
ترک کر عیش کو اور چھوڑ دے مل و دولت

اسکے دیدار میں حائل کوئی دیوار نہیں
جس کو آگیا ہے نظرائں یہیں سب زعمال
دیکھ لیتا ہے جو وہ خود کو چھپا لیتا
کر لے لے طالب حتی راہ خدا میں ہمت

مرشد پر فرض ہے کہ طالب سے پوچھے کہ اسے طالب! باطنی علوم کے ان پانچ خزانوں میں سے تجھے کونسا خزانہ
چاہیے۔ تاکہ تجھے عطا کر دوں۔ طالب ہر مطلوب مرشد کامل سے طلب کر کے حاصل کرے تاکہ طالب کے دل میں متاع دنیا
و آخرت میں کسی چیز کی خواہش اور احتیاج باقی نہ رہے۔

مراقبہ تین قسم کا ہے اقل مراقبہ توفیق مثل معراج، دوم مراقبہ دعوات و میرطہات، سوم مراقبہ الہام از قرآن
آیات محسوس کو کشف حضور صوری حاصل ہو جاتے۔ اسے زبانی قیل و قال اور مطالعہ علم بیان سے مشرم آتی چاہیے۔ من معارف
ربہ فقد کل لسانہ مرشد کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کا طالب مشرف دیدار اور دوام حضور صوری ہو۔ یہ وقت
توفیق اور راہ باطن محقق مرشد کامل قادسی سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ترک عیش و نفس پاک ہو کر قیام میں آجائے۔

برا قبر پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک قبر کے پاس بیٹھ کر دعوت پڑھی جاتی ہے۔ دوم قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت قرآن
پڑھتے ہیں۔ سوم قبر کے اوپر گھوڑے کی طرح چڑھ کر دعوت پڑھنا سوت مشکل کام ہے۔ قبر کے پاؤں کی طرف قرآن پڑھنے سے
روحانی تنگ ہوتا ہے۔ اور قبر کے اوپر دعوت پڑھنے سے روحانی پرہیز جیسا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قبر پر دعوت پڑھنا
عال اور کامل آدمی کا کام ہے۔ اگر نفسانی تمام عمر قبر پر دعوت پڑھے تو نہ اس کے پاس روحانی حاضر ہوتا ہے۔ اور نہ تکلم ہوتا
ہے۔ نفسانی مردہ دل آدمی ہرگز قبر پر دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے۔ عال کامل آدمی جس وقت رات کو دعوت پڑھتے وقت قبر کے اندر
اذن اور بانگ پڑھتا ہے۔ اذان کے سنتے ہی فوراً روحانی حاضر ہو جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت قبر سے سحت
رعب اور جلال ٹپکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مٹی کی قبر نہیں ہے۔ بلکہ شیر یا اژدہ یا ہنہ پھاڑے بیٹھا ہے۔ اس وقت
مردہ دل نفسانی آدمی اگر تشریح قدم رکھے تو اس کی جان نکل جاتی ہے۔ لیکن نفسانی مردہ دل آدمی خواہ قبر کے ارد گرد ہزار
دفعہ بانگ پڑھے اور دن رات قرآن کی تلاوت کرے۔ روحانی ہرگز نفسانی آدمی کے پاس حاضر نہیں ہوتا۔ کیونکہ
نفسانی آدمی کے نہ دم اور دل میں باطنی قوت ہوتی ہے۔ اور نہ اس کی تلاوت کلام اللہ سے کچھ نو پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ
روحانی اور ملائکہ کی غذا ہوتی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور تصفیہ قلب سے دل روشن مصفا ہو کر رونما ہو جاتے۔ تجلیہ روح سے راہ معرفت و توحید کھل جاتے اور تجلیہ سر سے مقام فنا فی اللہ میں داخل ہو جاتے جو شخص اس طرح اپنے وجود کو باطنی نور اور قرب حضور سے پختہ بنا لے اسے لائق ہے کہ دعوت پڑھے جس وقت صاحب دعوت عامل اہل القبور، کامل اہل حضور اور اکل مد نظر اللہ منظور کسی ملک کی قبر پر دعوت پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے یا اس کی زیارت کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ تو ابھی اپنے گھر سے باہر قدم نہیں رکھنے پاتا کہ روحانی اس کے استقبال اور پیشوائی کے لئے آگے آ کر اس کے ساتھ ہم سخن اور ہم کلام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قبر تک پہنچنے سے پہلے الہام دیتا ہے۔ بذریعہ موعظ یا انوار خیال فہم یا از موعظہ قلب لم یا از حجبہ نور ایقان یا از حجبہ شہادت جان حقیقت ماضی۔ حال اور مستقبل بیان کر دیتا ہے۔ ابھی اہل زیارت قبر تک پہنچنے نہیں پاتا کہ اس کا دینی و دنیوی کام مشکل اور محم آسان ہو جاتی ہے۔ جو شخص کسی قبر پر دعوت پڑھنے کی نیت سے نکلے اگر قبر تک پہنچنے سے پہلے روحانی استقبال کے لئے حاضر نہ ہو جائے۔ تو دیکھے کہ روحانی غفٹے غضب اور جلالت سے قبر پر حملہ ہے۔ اور اس کی قبر مثل مذکورہ بار بر ڈر ہے۔ اور روحانی قبر میں جنگ کا رزار کے لئے تیار اور خلوت خانہ قبر میں ہوشیار ہے۔ اگر اہل دعوت عامل قبور اور کامل حضور ہے قبر پر پہنچ کر اول ناخوش پڑھے۔ بعد ازاں لقبور اسم اللہ ذات سے مراقبہ کر کے حجبہ نور کی توفیق اور حق کی رفاقت سے روحانی کی قبر میں داخل ہو جائے۔ اور اسم اللہ ذات کی حقیقی توجہ اور تصور کے درجات میں روحانی کو قید کرے۔ تصور اسم اللہ ذات کے غلبے اور تصرف سے روحانی ہم سخن اور ہم کلام ہو جائے گا۔ اور جلد دینی و دنیوی حاجات روحانی سے حل ہو جائیں گے اور اگر عامل صاحب دعوت قبور دیکھے کہ روحانی قبر اور جلالت سے پڑھنے والے کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا۔ تو عامل اہل دعوت کو چاہیے کہ آپ بجز اور عمل بجا کر سے روحانی کو مرتبہ سے بے مرتبہ اور منصب سے بے منصب اور ولایت سے بے ولایت کر دے۔ اور اس کا غوثی و قطبی درجہ اور مرتبہ شہادت سلب کرے

بعض کامل عامل آدمی جس وقت کسی اہل قبر روحانی کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو روحانی نوراً استقبال اور پیشوائی کیلئے اہل دعوت کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اپنے آئے کا اعلام اور الہام بذریعہ وہیل یا وہیم یا آواز یا نوحہ یا وقت قلب۔ غرض کسی ذکی طرح اہل دعوت کو آگاہ کرتا ہے۔ روحانی اثر کی طرح قبر کے فاریں عالم بندش کے تنگ میں گھسا ہوا ہوتا ہے۔ اہل دعوت جوگی اور تقدیر کی طرح برب قرار کی میں جاتا ہے۔ تو قرآن کی آواز میں نوراً حاضر ہوتا ہے۔ اور ادب سے سر ڈال کر قرآن سنتا ہے۔ اور اہل دعوت کی نقل میں آ بیٹتا ہے۔ اور اسے خزانہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسی بار سے میں کہا گیا ہے جو بانی گنج است آنجا ماراست، دعوت کا بہت بڑا عیب القدر علم ہے۔ کسب سعادت مند طالب تادری کو یہ نعمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے طریقہ دالہ اس علم سے باہل بنیں۔

علاوہ ایک دفعہ مجھے ایک ممتاز خاندانہ کے ایک بہت بڑے بزرگ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس بزرگ (باقی اگلے صفحہ پر)

بہر حال روحانی نائب اور تابع ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لے کر عاجزی سے زبان کھولتا ہے۔ اس کے بعد الی و عودت
 کامل بذریعہ تصور اسم اللہ ذات سے دوبارہ مرتبہ مولیت بخش دیتا ہے۔ اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے
 والا صاحب شجاعت شہسوار، صاحب ذوالفقار۔ قائل موزی کفار۔ دوام حاضر مجلس بنی صاحب دین قوی خاص مرد
 خدا ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے ہی مقام حضور اور نیز مقام کشف القبور کھل جاتے ہیں۔ لیکن کشف القبور سے
 مقام حضور سہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ کی الف سے الف ۱۰۰۰ الہام اور الف ۱۰۰۰ مقام اور الف ۱۰۰۰ علوم
 ختم تمام حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو طالب اول ان عمل مراتب کشف القلوب، کشف القبور اور مراتب حضور کو ایک دم میں
 طے نہ کر لے ہرگز مرتبہ فقر و معرفت کو نہیں پہنچتا۔ چاہے تمام عمر ریاضت سے سرسپتر پر مارتا ہے۔ اذا تحیرتم فی الامور
 فاستعینوا اہل القبور۔ ترجمہ: جب تم کسی امر میں حیران اور عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد حاصل کرو۔ اگر مردہ
 دل اور بے باطن تمام عمر قبر پر پڑھتا رہے ہرگز روحانی سے جواب باہواب نہیں پاتا۔ بلکہ حجت کھا کر اللہ نقصان اٹھاتا ہے
 واضح ہو کہ خزانہ کیمیاسنگ پابلس کا خزانہ۔ خزانہ اسم عظیم اور خزانہ نظر عظیم یہ جگہ خزانے الی دعوت قبور باطنی
 قبور باطنی قوت اور توفیق سے اپنے تصرف اور قبضے میں لے آتا ہے۔ کہ ہر موکل اور روحانی لاکر حاضر کر دیتے ہیں۔

کے بے شمار مدید ہیں۔ میں نے ان سے دوران گفتگو میں سوال کیا کہ آپ لوگ قبروں پر دعوت پڑھنے اور انہیں حاضر کر کے ان سے
 مشکل مہمت میں امداد اور اعانت حاصل کرنے کا طریقہ جانتے ہیں۔ تو اس نے اس علم کا قطعی انکار کیا۔ اور کہا کہ انسان جب مر جاتا ہے
 تو اس کی روح و آپس دنیا میں نہیں آسکتی۔ ہم صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اس کی روح کو فاتحہ پڑھ کر بخشیں۔ اللہ تعالیٰ
 اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچا دیتا ہے۔ خواہ وہ فاتحہ گھر بیٹھ کر پڑھا جاتے۔ خواہ اس کی قبر پر۔ غرض وہ بزرگ اس علم
 سے صرف بے بہرہ اور عاری ہی نہ تھا بلکہ وہ اس علم کا شکر بھی تھا۔ میں اس کی یہ کور چشمی اور جہالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔
 حالانکہ وہ بزرگ بڑے بھاری سجادہ نشین اور گدی کا مالک و پیرمخاں بنا ہوا تھا۔ عام لوگوں میں اس کی بزرگی اور مشیت کا
 بڑا چرچا تھا۔ خواجہ حافظ نے یہ سچ فرمایا ہے۔

راز درون پر وہ زندان مست پر
 کین حال نیست زاد عالی مقام را

دنیا میں بہت بزرگ ہیں۔ جہنم باطن کی مطلق خبر نہیں۔ کسی اسم اور کلام کے عالم ہوتے ہیں۔ نفسانی لوگ کعبوں کی طرح
 ان پر گتے ہیں۔ ان کی نیر خوب چلی ہوئی ہوتی ہے۔ لوگوں میں غوث قطب دلی کامل اور خواجہ و مخدوم کے لقب سے مشہور
 ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک انکی کچھ قدر اور وقت نہیں ہوتی۔ لوگوں میں شہاد مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن کعبی کی طرح
 انکا نشین سبب دنیا ہوتا ہے۔ دنیا کی خاطر ہر وقت تسبیح گماتے ہیں۔ اہل عرفان سادہ لوح کا شکر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں
 حافظ شیرازی پیر فرماتے ہیں۔ نہ ہم ملنگان نے شیخ تو بلا ہائے تسبیح : کہ جو سرخ نیک افتدہ قدر پہنچ داسے

کیونکہ موکلات اور روحانی اہل دعوت قبو کے محتاج ہوا کرتے ہیں۔ اور اہل دعوت لا یتحاج دوام صاحب حضور ہوتا ہے۔ مرشد طالب کو یہ مراتب پہلے روز ضرور عطا کر دے۔ اس بات

پہلے تو مرشد سے کر دینا طلب	بعدہ حاصل ہو چکے کو قربت
اسم اعظم کی طلب کر بعد ازاں	تاکہ توبے غم ہو اندر و جہاں
کر طلب مرشد سے تو قدرت امر	تاکہ تیری دید سے ہو خاک زہر
پھر طلب مرشد سے کر دیدار تو	کن کا سو گا محرم اسرار تو
آنکھ سے وہ جو کر ہو دیدار میں	جو کر لے دیدار ہو وہ ہے یقین

دعوت منتهی کے پڑھنے سے عرش کرسی۔ لوح و قلم۔ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ عرض تمام باطنی کائنات ماہ سے ہائی تک جنس میں آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا قیامت قائم ہو رہی ہے۔ اور شہرہ ہزار عالم مدین حشر میں عبرت اور حیرت کھا رہے ہیں۔ جب تک اہل دعوت اس دعوت سے فارغ نہ ہو لے یہی حالت رہتی ہے۔ دعوت یہ ہے۔

قرآن ہوا اور قبر ہوا اور پڑھنے والا صاحب قرب زندہ قلب۔ یہ ہے مراتب دائرہ دل بادم۔ محض حاضر اسم اللہ ذات سے ہی انبیاء اور اولیاء اللہ کی طاقات اور صحبت کا راستہ کھلتا ہے۔ لیکن مرشد کامل کی توجہ اور نگاہ ہمراہ ہونی چاہیے۔ زندہ نفس اور دل سیاہ لوگ اس راہ سے بائیں بھرتے ہیں جس شخص کا تصور اسم اللہ ذات سے نفس ہوا ہو اس اور اوہان ذمیرہ سے پاک ہو کر مر جاتا ہے۔ وہ زندہ قلب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے جواب بنیو الہام پاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی توفیق باحقق رکھتا ہو اسے دعوت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام فقیر صاحب توجہ، فیض بخش، اہل معرفت کامل اور اہل دعوت عامل کا ہے۔ کہ خاص مقام حضور میں جا کر تصور سے دعوت پڑے۔ یا اللہ تعالیٰ کے قرب سے طریق تصور جائے۔ ایسا عامل کامل اللہ تعالیٰ

تقدیر کا مسئلہ ایک نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بہت لوگوں کو اس میں سرکھپاتے دیکھا گیا ہے۔ لیکن کسی سے اس کا شافی اور کافی جواب نہیں آتا۔ مسئلہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ علم مقدرات اور امور لایعین محفوظ رکھ چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا ہے۔ تو پھر دعا مانگنا اور کوشش کرنا اور کسی نبی یا ولی کی امداد اور سفارش طلب کرنا بے سود اور بے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ جس طرح مقدرات پہلے لوح محفوظ پر رقم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ ساتھی، ذرائع اور اسباب بھی مقدم ہو چکے ہیں۔ کہ فلاں کام فلاں دعا اور فلاں کوشش اور فلاں شخص کے وسیلے اور امداد سے سر انجام ہوگی۔

کسی شخص نے مخدوم جہاں بیاں جہاں گشت سے پوچھا کہ "چوہا رزق مقدر است پس گویا کجیت" (باقی صفحہ ۸۶)

سے بے نصیب کو بھی نصیب دلا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ برکت اتنا اس حضرت محمد رسول اللہ صلعم حبیب بے نصیب بھی تھا۔
 نصیب ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی دعوت پڑھے وہ مشرق سے مغرب تک ہر ملک ولایت کی بادشاہی سے چاہے
 سے سکتا ہے۔ اس قسم کے فقیر دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خزانچی ہوتے ہیں۔ یہ مراتب اہل دعوت شہسوار
 قبور اور صاحب تصور شیر نر اہل حضور کے ہیں۔ کامل فقیر اور صاحب لفظ درویش کی بات مہر سے لے کر لحد تک اور قیام
 قیامت تک بلکہ قیام قیامت سے بھی آگے داخل جنت تک جاری اور رواں رہتی ہے۔ قولہ لایا یتھا النفس
 المطمئنتا رجعی الی ربک لراضیة مرضیة فا دخل فی عبادی وا دخل جنتی۔ ترجمہ اے نفس مطمئنہ! اپنے رب
 کی طرف رجوع کر۔ ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو۔ اور وہ بھی تجھ پر رضامند ہو۔ اس کے بعد میرے بندگانِ خاص
 کی صف میں شامل ہو جا۔ اور میری بہشت قریب میں داخل ہو جا۔

یعنی جب رزق مقدر ہو چکا ہے۔ تو اس کے لئے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپے جواب میں فرمایا کہ چوں رازق سے گروا نہیں
 پر کسید صیت یعنی رازق نے رزق مقدر کے ساتھ اس کی طلب میں پھرنا بھی مقدر کر دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی فوج ایک ایسی جگہ اتر پڑی جہاں پہلے دبا اور پھینچ پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے
 فوج کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ ایک صحابی نے اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا آپ اللہ کی قضا اور تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ آپ نے
 فرمایا کہ ہم ایک قضا سے دوسری قضا کی طرف بھاگتے ہیں۔ یعنی اگر دبا اور پھینچ جگہ سے کوچ کرنا قضا سے بھاگنا ہے۔ تو جہاں
 ہم جا رہے ہیں یہ جانا بھی قضا میں لکھا ہوا ہے۔

ایات

درماندہ حکم قضا از بلا گرفت	زد طعن جاہلے کہ ظلم از قضا گرفت
چو از قضا گرفتز تواند کہے کہ بعد	دست قضا فعال کش او سر کی گرفت
بس اہل معرفت کہ نہ بے گناہ آفتے	احساس کرد در کف آشنا گرفت
گرفت از سبب بہ سبب التیوا	خیر البشر ز کہ بہ شرب چہ گرفت
اسباب چل منظر فصل مسبباند	ہر کس گرفت ہم ز خدا اور خدا گرفت

ترجمہ: ایات فارسی متعلق قضا و قدر ایک شخص نے قضا و قدر کے حکم سے مجبور ہو کر کسی بلا اور آفت سے بھاگنے کی کوشش کی۔
 جس پر ایک جاہل نے طعن مالا کہ ظلم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ رہا ہے۔ قضا اور تقدیر سے کوئی شخص کیونکر بھاگ سکتا
 ہے۔ جہاں نہیں بھی وہ اپنی کوشش اور اسباب کا ٹھوسا ڈھونڈا لے گا۔ اس کی باگ قضا کے ہاتھ میں ہوگی۔ بہت دفعہ اہل معرفت کو
 جب کسی بیگناہ آفت سے آسیب اور دکھ کا احساس ہوتا ہے۔ تو وہ کسی آشنا کی پناہ میں بھاگ جانے کی کوشش کرتا
 ہے۔ اگر ایک سبب سے دوسرے کی طرف التیوا جائز نہ ہوتی۔ تو خیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کفار قریش (باقی صفحہ پر)

اہل نفسِ مطمئنہ صاحبِ طاعت باتوفیق باربردار۔ اہل معرفت مشاہدۃ انوار پروردگار، باطن مست اور ظاہر ہوشیار ہوتا ہے۔ اہل ایمان کو گناہے خوف و گناہے رجحان ہے۔ لیکن خوف ورجہ اور لغت و قید فقرانہ ہے سخن فقیرانہ کہ کن مثل سخنانِ خدا ہے یعنی فقیر وہ ہے کہ جس کام کے لئے کہہ سے کہ ہو جائے اللہ تعالیٰ کے امر سے منور و جلد یادیر سے ہو کہی رہتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحبِ قرب اہل کنہ کن فنا فی اللہ کی بات کبھی رد نہیں جاتی۔

حدیث ! لسان الفقراء سیف الرحمن - توحید - فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تلوار ہے۔

اس قسم کے فقیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ کہ ظاہر محبوب اور باطن مجذوب ہوتے ہیں۔ ظاہر ہوشیار اور باطن میں اہل دیدار ہوتے ہیں۔

قادسی کی آنکھ بار ویت و ام عرق فی الیدار ہے صبح و شام

بے بچنے کے لئے کرے دین کیوں چلے گئے تھے۔ جبکہ اباب نبیب کے فعل کے مظاہر ہیں۔ اور غیر کچھ بھی نہیں۔ تو جو شخص خدا سے بھاگا۔ وہ عین خدا کی طرف بھاگا۔ دوسرا مسئلہ جو مذکورہ بالا مسئلہ تقدیر کی طرح مشکل بلکہ اس سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ بے نصیب کو نصیب کی طرح دیا جاسکتا ہے۔

ان اشکال کا حل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا امر بدل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم نہیں بدلتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے ذریعے اپنے امور پر غالب ہے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔ واللہ ما یشاء و یشیت و عندہ ام الکتاب ترجمہ مآتا ہے لوح محفوظ سے جو چاہتا ہے۔ اور اس کے پاس علم کی ام الکتاب ہے۔

اپنی ڈھلان کی طرف بہتا ہے۔ لیکن پیمپ اندر فلک سے کے ذریعے علم سائنس نیچی جگہ سے پانی بلندی پر لے جاتا ہے۔ اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ ایک شخص کیلئے زندگی میں برزق کی تنگی مقدر ہو چکی ہے۔ لیکن آخرت میں اس کیلئے برزق جادو دانی فراخ اور وسیع موجود ہے۔ تو مرشد کامل ایسے شخص کیلئے بارگاہِ الہی سے التجا کرتا ہے۔ یا مجلسِ حضرت حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں درخواست کرتا ہے۔ کہ اس کا تھوڑا سا آخرت کا حصہ اسے دنیا میں بطور نعم البیل دیدیا جائے۔ سو اس طرح درخواست منظور ہو کہ بے نصیب کو نصیب مل جاتا ہے۔

او یا وراست قدرت ازالم
تیر حسبتہ بازگرداند زراہ !
گفتہ او گفتہ اشد بود
گر چہ از حلقوم عبدا شد بود

یوں آخرت کا نصیب دنیا کا آخرت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ حضرت سرور کائنات صلعم کی خدمت اقدس میں ایک ضعیفہ عورت حاضر ہوئی جس کو مرگی کا عارضہ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میرے حال پر توجہ فرمادیں۔ کہ مجھے اس موذی مرض سے رہائی حاصل ہو جائے۔ تو اپنے فرمایا کہ چاہے تیری مرگی جاتی ہے یا اس کے بدلے تجھے آخرت میں نعمت ملے اس نے کہا کہ مجھے مرض مرگی نعمتِ آخرت کے ہمراہ

بات مردوں کی ہے خبان زندگی
 جن کو چاہیں کہ تہ میں یک دم حضور
 جس کو ہے حاصل حضور کی سرور
 روز و دعوت ہے پھر بن جائے دم
 کہے دعوت پڑھے کوئی اگر
 یہ مراتب قادر کی کو ہیں عطا
 قادر کی ہول، سرور کی ہول سڑی
 سے الگ ہے الگ اس کا مقام
 ایک نوع میں فقر کرتا ہول تمام
 کہ تو یہ توفیق کامل سے طلب
 ہیں بہت سے طالب دنیا دنی
 ہے اگر عامل بزرگ کامل نظر
 عارف و عامل ہے سالک چوں خضر
 میں غلام قادر کی ہول جانسار
 نقش بندی کو ہے یہ طاقت کہاں
 نہر طریقیہ ہے سوالی با طلب
 نہر طریقیہ رکھتا ہے مثل پیراغ

ناقصوں کو در بدر شرمندگی
 غرقانی التوحید میں در کج لوز
 اس کے آگے ہیں برابر خاص و عام
 جس کو یہ حاصل نہ ہو ہے اہل علم
 ہوں لڑناں ہر حق زیر و زبر
 ہیں سدا کامل مشرف بالفتا
 ہم جلس میں مصطفیٰ حاضر بنی
 اس طرح سے فقر ہوتا ہے تمام
 طے کرول اک دم میں سر منزل تمام
 ہیں بہت کم باب کامل رازدیت
 سے سزا رول میں کوئی کامل غنی
 ایسے کامل کو ہے قربت سرسبر
 ہے برابر اس کے آگے خاک زبر
 قادر کی قاتل نہاں ہوں سیف و ل
 سپروردی بھی نہ دم مارے یہاں
 قادر کی قادر قوی با قربت
 آفتاب قادر کی سے دل میں راغ

دافع ہو کہ عالم فاضل اور شیخ مشائخ - عوث - قطب اور درویش کھلانا آسان کام ہے۔
 لیکن حقیقی مومن مسلمان بننا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ صاحب طریقہ قادر کی اصلی مومن مسلمان،
 صاحب سنت و الجماعت اہل مذہب پاک حنفی اور دوست دار چار یار ہے۔ باطن میں شراب الست سے
 مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔
 اک قدم لاہوت میں ہو دوسرا لہادگان
 دیکھ پھر دیدار حق اے صاحب عار عیا
 آدمی اپنے وجود میں اہل فتنہ و متاد کے ساتھ ہمیشہ بسر جہاد کرتا ہے۔ کہ نفس کی اصل چول چرا ہے۔
 اور چول و چرا کی بنیاد انا ہے۔ اور انا ہی سے شرک اور کفر کی ابتدا ہوتی ہے۔ انا خیر منہ ا خداقتی
 من فار و خلقہ امن طین ۵ سو یاد رہے کہ انسان کا نفس کافر باطن میں مختلف نہاں پہنے ہوئے ہے۔

چنانچہ تیس ہزار زناہ و اہمات اور تیس ہزار زناہ و موسہ، تیس ہزار زناہ طبع و حرمین و دنیا کے دُور۔ تیس ہزار زناہ
 شرک۔ اور تیس ہزار زناہ کفر کے جملہ ایک لاکھ انتی ہزار زناہ ہیں۔ لیکن یہ زناہ یہود و نصاریٰ کے اعداء و حرب
 کفار کے زناہوں سے زیادہ سخت ہیں۔ یہ باطنی زناہ نہ ورد و ظالمت۔ صوم و صلوات سے ٹوٹتے ہیں۔ اور
 نہ حج و زکوٰۃ سے نہ مراقبے مکاشفے سے اور نہ محاربے سے۔ اور نہ بذلیہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر
 فکر تاثیر، نہ چلوں ریاضت خلوت سے اور نہ تلاوت قرآن آیات سے۔ نہ بذلیہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر فکر تاثیر
 نہ جنس و حکمت دل اعتباری سے ان جملہ زناہ باطنی کے توڑنے کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مرشد کامل تقویٰ اسم اللہ
 ذات اور تصرف حاضرات کلمہ طیبات سے حروف اسم اللہ ذات اور حروف کلمہ طیبات تفکر اور توجہ باطنی سے طالب
 اللہ کے دل کے اندر قدم قدم کرے۔ ان ذریعہ حروف کے لکھے جانے سے طالب کے وجود میں سر سے قدم
 تک انوار توحید اور معرفت کی آگ اس طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کہ تمام باطنی زناہوں کو جلا دیتی ہے۔ اس کے بعد
 طالب اللہ حقیقی طور پر مسلمان باایمان صافی القلب و صاحب تصدیق باعیان۔ باطن صفا۔ عزق انوار دیدار، کفر
 اور شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جو مرشد طالب اللہ کو روز اول کفر اور شرک سے باہر نہ نکالے اور مرتبہ تصدیق القلب سے سرفراز نہ
 فرمائے۔ اور اصلی منزل مقصود دیدار حق معبود تک نہ پہنچائے وہ مرشد راہزن اور دنیا کا جیفہ اس کا مقصود
 ہے۔ اس کا طالب بھی راہ حق سے رہا اور مزدور ہے۔ لیکن طالب وہ ہے جو بغیر دیدار حلقہ مطالب سے
 وسعت بردار ہو۔ اور مرید وہ ہے جو حلقہ ناموسی مرادوں سے بیزار ہو۔ جیسا کہ المرید کا یہ وہی آیا ہے۔

وضوح ہو کہ وہ علم، وہ حکمت، وہ امر غالب، وہ قرب حضور، وہ دعوت قبور۔ وہ ذکر فکر محبور، وہ زبان اور
 دہان و سب و مغفورا اور وہ پڑھنا قرآن کا سر اسرورد کو لسان ہے۔ کہ جس کے پڑھنے اور ورد کرنے اور توجہ و تصرف
 میں لانے سے طالب اللہ کو غنائت ظاہری و باطنی خزانے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی آمل اولاد میں قیامت
 تک اس کا عمل رہ جاتا ہے۔ اور وہ ابداً لایا تک لایحتاج اور حلقہ سواؤ سوس اور خواہشات کفنی جنس سے بے نیاز
 رہتے ہیں۔ آدمی کے وجود میں نفس گویا ایک شجرۃ الزناہ سے جس کی ہر شاخ ہر برگ میں زناہ نکار۔ اور اس کے
 پتے ہر پتے میں بدبودار بدکردار اور ہر بال تن پر مثل خار ہے۔ مرشد کامل توجہ کے تہ اور اسم اللہ ذات کی قوت
 بازو سے اس شجرہ خبیثہ کو وجود طالب سے کاٹ ڈالتا ہے۔ تب کہیں جا کر طالب کا وجود صفا ہوتا ہے۔ اور
 فوق معرفت توحید بقا ہوتا ہے۔ جو مرشد اس طرح محرم راہ نہیں ہے۔ وہ راہ حضور سے آگاہ نہیں ہے۔ طالب
 مرید قادری کو دوسرے طریقوں سے تلبیقن ارشاد حاصل کرنا مطلق گناہ ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقوں والے
 اگر تمام عمر رنج و ریاضت سے سر تقیر پر پارتے رہیں ہرگز طریقہ قادری کی ابتدا کہ بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ

مجاہد مرتبہ مزدوری ہے اور مبتدی قادری کا مرتبہ قرب و مشاہدہ حضور ہے۔ عامل کامل اہل دعوت اس طرح دعوت پڑھتا ہے۔ کہ ہر آفت اور رجعت سے سلامت رہتا ہے۔

ایسا کامل ایک ہفتے کے اندر دشمنانِ دین اہل وار حرب کفار مشرک ہوسو و نصاریٰ اور رافضی و خاں جنوں کے ملک کونا بود اور خاک و خاکستر دیتا ہے۔ اس دعوت کے لوازمات یہ ہیں کہ قریب ہو اور قرآن پڑھے والا صاحب قرب قوی دل مقرب سبحان ہو۔ ایسا عامل اہل قبور اور کامل حضور اگر کسی سنگین یا آہنی قلعہ کی تخریب کے لئے دعوت پڑھتا ہے بیشک وہ قلعہ بغیر تصرف لشکر و خزانہ موسم کی طرح جلدی فتح ہو جاتا ہے۔

جو کہ دعوت دم میں ہے کامل تمام سے نہ مشکل اسکے آگے کوئی کام

لیکن ایسے عامل کو بادشاہ و امراء کی احتیاج نہیں رہتی۔ محض حکم خدا و اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کسی کے لئے عند اللہ دعوت پڑھتا ہے۔ آیات

خلق روحانی کو جانے زیر خاک	جسٹہ لے جائے حضور کی روح پاک
گم قبر گم نام بے نام و نشان	روح کو لے جائے اندر لامکان
نام لینے پر ہو حاضر جلدی	ہم سخن ہو اور کر دے باخبر
موت ہے میرے لئے دائم حیات	قید دنیا سے لے مجھ کو نجات

حدیث! الدنیا سجن المؤمنین و جنة الکافرين۔ ترجمہ "دنیا مؤمنوں کے سجن میں قید خانہ ہے اور کافروں کے سجن میں باغ بہشت ہے۔"

بے جو قید زینت میں قید و غلام بعد مردن ہو گا وہ حاصل مدام

عارفانِ الہی کی موت ساتھ طرح کی ہوتی ہے۔ کہ وہ سات مراتب وصال اور سات مراتب جمال اور سات مراتب مشاہدہ جمال کے ہیں۔ یہ مراتب حسب اللہ چاہے بہر بخت مشق و جہد عطا کر دیتا ہے۔ یہ ہے راہ توفیق اور مرتبہ قرب حضور انوار اور مشرف دیدار تحقیق جو شخص شک لاسنہ مردہ دل سے اور اہل زینت بعض عافیت ہو جب ان اولیاء اللہ کا یہ توں نہیں مرتے بلکہ وہ موت سے مشرف دیدار ہو کر ازل سے اتمک کے حالات سے خبردار اور خواب عقلمت سے بیدار ہو جاتے ہیں۔

میرے ہفت ندامت ذکر حق سے ہیں گویا بدام
بعد مردن کیوں نہ ہو گا واصل مولیٰ مدام

جس شخص کی اصل وصل پر ہے اسے دردموت اور زراعت جوانی بہار فصل کے کاٹے جانے کا کیا خوف
 و خطر ہے جس شخص کا تمام وجود ہفت اندام مشق تصور اسم اللہ ذات سے پاک ہے۔ اسے جان کنڈن کی تلخی اور عذاب
 تیر سے کیا باک ہے۔ کیونکہ سر سے قدم تک صاحب مشق کا ہر عضو چاک چاک ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں صاحب
 تصور کتنے پر ہفت اندام کا عنصری کریمہ جتہ خاک ہے۔ اور بخیر از مرتبہ پاک ہے۔

باطنی موت کی سات قسمیں ہیں۔ اول موت محبت۔ دوم موت معرفت۔ سوم موت مشرف مشاہدہ مولیٰ
 چہارم موت مودی نفس کا قتل کرنا اور بہر دو جہان کا تماشہ پشت ناخن پر کرنا۔ پنجم موت مدام حضور کی مجلس حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا۔ ششم موت ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ۔ سہتم موت محرم امرار پر وہ بردار سحت
 بیدار ہوتا ہے یہ تمام مراتب موت مرادات کامل اسم اللہ ذات سے ملے کرادیتا ہے اور اسم اللہ سے دکھا دیتا ہے
 بعد ازاں طالب کو جگہ ماضی حال مستقبل معلوم ہو جاتے ہیں۔ ایسے روشن ضمیر کو مطالعہ علوم و رسم و رسم کی احتیاج
 نہیں رہتی من لے لے صاحب باطن آباد کرنے کیوں نام و ناموس اور خطاب و القاب کے پیچھے عمر برباد
 کر دیا ہے۔ علم مفتوح الابواب یعنی وہ علم جس سے تمام علوم کے دروازے کھلتے ہیں۔ وہ علم توحید ہے۔ یہ
 علم گو یاد و نول جہان کی تشخیص کی کلید ہے۔ مولیٰ اس کے باقی حسب قدر علوم میں سب ذریعہ روزگار اور
 ہوائے نفس پلیدیں۔ وہ علم جو کہ تمام دعوتوں کی کلید ہے جسے دعوت استجاب الدعوات کہتے ہیں۔ اس

عام کیلئے گویا موت ایک نجات اور صعب ترین واقعہ ہاں ہے۔ لیکن خواص و کاملین کے لئے موت عین حیات ہے۔ کیونکہ موت
 عارفوں کے لئے قید دنیا سے نجات ہے۔ اور موت ان کے لئے باعث صل حبیب اور ذریعہ ملاقات ہے۔ اس لئے قرآن کریم
 میں اللہ تعالیٰ مدیمان صدق حجت سے خطاب فرماتے ہیں۔ کہ قَاتِلُوا مَوْتَ ان کنتم صادقین یعنی اگر تم محبت الہی میں
 صادق ہو تو موت کی تمنا اور آرزو کرو سو اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور محبوبوں کے لئے موت عین مراد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک غیر مسلم حکمران جس سے جنگ چھڑی ہوئی تھی کو یوں خط لکھتے
 ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم بھائی بن جائیں گے۔ اور اگر اسلام نہیں لاتے تو جزیرہ دو۔ پھر بھی تم سے کوئی
 تعرض نہیں کریں گے۔ اور اگر ان بہر دو شرائط میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر تم تمہارے مقابلہ کیواسطے ایسے سرفراز
 مردان مجاہد و جانناز غازی لائیں گے جن کے نزدیک موت اور شہادت ایسی محبوب ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک
 زندگی محبوب ہے۔ فرض اللہ تعالیٰ کے صادق مومن بندے موت سے ڈرتے نہیں ہیں بلکہ موت کے خواہاں اور آرزو
 مند رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں۔ خلق را موت است ما را خوش پیام۔ یعنی لوگوں کیواسطے
 جو موت ہے ہمارے واسطے وہ خوشی کا پیام ہے۔ اب ہر آدمی کو اپنے اندر قیاس کر لینا چاہئے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

علم معرفت اور حکمت کا کیا نام ہے۔ کہ کل و جز علم علوم اس دعوت میں ختم اور تمام ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر طے والے صاحب قرب سبحانی کا کونسا مقام ہے۔ وہ دعوتِ صلاح و کامن رب الرحیم ط اور پڑھنے والا صاحب جمیوت و اہتمام ہے۔

مشورہ!

طے اسم اللذات میں ہر کل و جز موجود ہے کھول اسم اللہ سے ہر در اگر مسدود ہے
 طے کی یہ توفیق بیشک حق سے ہوتی ہے عطا پر وسیلہ اس کا ہے ذات محمد مصطفیٰ
 وہ علم دعوت کونسا ہے کہ اگر ایک دفعہ پڑھا جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے۔ اور جس قدر مشکل
 مہم ہو کہ اس کا عمل وہم اور غم میں بھی نہ آئے۔ ایک شبانہ روز میں سر انجام ہو جائے۔ یہ دعوت مشکل کشا ہے۔
 بشرطِ مع طلب نامتے وہ شخص پڑھا ہے۔ جو عامل شہسوار فوراً اور رخصت اجازت دعوت لینے والا از حضرت
 محمد رسول اللہ صلعم حضور ہو۔ یہ دعوت زبان قلب، زبان روح، زبان سر اور زبان نور سے پڑھی جاتی ہے۔ اور
 لقور، تقور، تہنکر اور توجہ سے ہمیشہ کے لئے جاری کی جاتی ہے۔ ایک دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے دشمن
 کے کام پھیلا رہے کار اور بندو قیں وغیرہ بند ہو جاتی ہیں۔ اور فرشتے توکل فرج دشمن کے بہادروں کو اندھا۔ گونگا
 بہرا اور دیوانہ محجول بنا دیتے ہیں۔ یا ان کے دل پر خوف و ہراس چھا جاتا ہے۔ اور وہ اطاعت مان لیتے ہیں۔
 فقیر اہل دعوت حضور کو اس قسم کی باطنی توفیق ازراہ تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والا صاحب لسان
 السیف مثل ذوالفقار، قاتل موزی اہل کفار، مجلس بنی جانیار اور مشرک و بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ
 اس شخص کو نصیب ہوتا ہے کہ ظاہر جامہ شریعت بردوش ہو اور باطن میں عجت الہی سے خنجر کوش ہو۔
 اہل معرفت کو حسیہ ہو۔ فارغ از تقلید طالب مرید قادری پہلے روز ہی مشل راہ بصری ہوتا ہے۔ اور
 مثل حضرت بابزید بسطامیؒ اقلیس ماسوی اللہ ہو جس۔

مشرک اہل کو چاہیے کہ پہلے روز طالب صادق کو جمیوت نفس کے لئے علم دعوت کا خزانہ بخش دے

کہ وہ موت سے خائف و ہراساں ہے۔ یا اس کا طالب و جویاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فخر والی اللہ یعنی اللہ
 کی طرف دوڑو لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے بھاگتے ہیں کیونکہ موت سے بھاگنا جو باعث اور موجب وصل حبیب ہے۔ عین محبوب
 سے بھاگنا ہے۔ تو، تالی یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فہو اللوق
 ان کنتم صادقیین ولکن یتبنونہ ابدًا بما قدمت ایدیکم واللہ عظیم الظالمین ہ سو میں کو چاہیے
 کہ موت کیلئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ اور اس سے خائف اور گریزاں نہ رہے۔

وہ دعوت کہ جس طالب کو پہلے روز تاشیر اور نفع ہو۔ اور پڑھنے سے دل کو ملال اور پریشانی نہ ہو۔
 علم دعوت میں ہول عامل اور ہول کامل فقیر اور تصور اسم اللہ میں ہول میں روشن ضمیر
 علم دعوت مشکل کشا اور ہر مطلب نام کی اصل اور بنیاد یہ ہے۔ کہ اہل دعوت اپنے نفس کا دشمن اور اس پر
 غالب ہو اور تصور اسم اللہ ذات اور حضرات کلمہ طیبات سے جملہ دعوتوں کی کلیات اپنے تصرف میں لے آئے۔ ایسا
 صاحب دعوت عالم باللہ اور کامل ولی اللہ جب دعوت شروع کرتا ہے تو تمام باطنی اور روحانی دنیا میں
 حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا چودہ طبق زیر و زبر اور فائز از نظر ہو رہے ہیں۔ حضرت خانہ کعبہ
 اور حضرت مدینہ منورہ جنس میں آجاتے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے منورہ اور قبر مبارک سے
 باہر آجاتے ہیں۔ اور اہل دعوت کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اس کا کام سر انجام فرماتے ہیں۔ فتنی اہل دعوت اس دعوت
 کے پڑھتے وقت عرش و کرسی کو زیر قدم اور لوح محفوظ کو زیر مطالعہ رکھتا ہے۔ اور ہر آفت۔ رحمت اور بلا حتیٰ کہ
 دشمنی ہر شہ ہزار عالم اور جن و انس کل مخلوقات کے آسیب سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے۔ اس دعوت
 کے سات قاف لازمی ہیں۔ ق قرب۔ ق قبر۔ ق قرآن۔ ق قوت۔ ق قنوت۔ ق قہر اور ق
 قوی ہو اور صاحب دعوت حاضر مجلس نبی ہو کہ اس حضرت صلعم کی طرح دائیں پاؤں کے نیچے جمالیات اور
 بائیں کے نیچے جلالت ہو۔ یہ دعوت اسم یا مسمیٰ ہے۔ اور اس دعوت میں بہت بھاری مسمیٰ ہے۔ اس دعوت
 سے اعلیٰ اور زبردست دعوت کوئی نہیں ہے۔ کہ ایک شبانہ روز میں کامل اس سے گنج لے لیتا ہے اور ناقص رنج
 سے دیوانہ مجذوب ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

عند فتنی اہل دعوت قافی الرسول ہونم و مقدمہ ادریم جسم و ہم جان و ہم زبان صحوی صلعم جب دعوت شروع کرتا ہے۔ تو ہر شہ ہزار عالم کل
 مخلوقات جن، ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسی دعوت اگر تمام عمر میں
 ایک دفعہ پڑھی جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ دعوت پڑھنے میں بے شمار
 رحمتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں کیونکہ دعوت کا عمل عین لعین باکل ملک گیری اور ملک رانی کی طرح ہے۔ اور ملک بھی خونریزی
 اور جدال و قتال کے بغیر فتح نہیں ہوتے۔ تازنی شیخ دو دستہ ہے۔ ایک بمیراث تیار ہے۔
 السیف لمن غوب والبالک لمن غاب ط یعنی تلوار اس کی ہے جو اسے چلائے اور ملک اس کا ہے جو غالب آجائے۔
 جس وقت صاحب دعوت لطیف نفس اور زبان نفس سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم غیب میں سے عالم جنونیت میں داخل ہوتا ہے۔ اور
 جنات کو مسخر کرنے لگتا ہے اس لئے جنات اس کے ساتھ برسرِ بیکار ہوتے ہیں۔ ہزاروں دکھوں میں سے کوئی ایک آدھ
 سالک پختہ پاک وجود عارف ان ناری مخلوق کی شرارتوں اور آفتوں سے بچ کر نکلتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب پانجم مرشد اور طالب کی صفت

طالب پر فریضہ ہے کہ جو کچھ مرشد فرماتے اس سے سر موخا نہ کرے۔ اور مرشد کے سامنے کسی قسم کا دم نہ مارے اور مرشد کو فریضہ عین ہے کہ جو کچھ طالب مرشد سے طلب کرے مرشد اسے مرحمت فرما دے۔ اگر مرشد نے توفیق ہے ثانی شیطاں طالبوں کا راہزن قاطع الطریق ہے کہ طالبانِ حق کی عمر برباد کرتا ہے۔ طالب کو راہِ حق سے روکنے والی چیز محض حسد دنیا ہے۔ کیونکہ مرشد طالب کا امتحان طلب مال و جان سے کرتا ہے۔ اکثر طالب بے یقین تابع نفسِ محبت دنیا کے سبب مرشد سے روگردان ہو جاتے ہیں۔ ایسے طالب تمام عمر مرشد کے غیول کے جاسوس اور اس کیلئے موجود ہوتے ہیں۔ اور معرفت سے محروم رہتے ہیں۔ مرشد طالب سے متاعِ معرفت کے بدلے عزیز جان کی نقدی طلب کرتا ہے۔ جو طالب راہِ مولیٰ میں سر نہیں دیتا وہ نامرد و معرفتِ حق سے محروم رہتا ہے طالب مردود ہے۔ کہ راہِ مولیٰ میں جان دیدے۔ اور دم نہ مارے۔ ایسا طالب روشن ضمیر یا شعور لائق حضور ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد اور طالب مدعی اولیٰ علیہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اور انکا معاملہ معرفتِ تاصنی قدرتِ حق تعالیٰ کے دربرو پیش ہوتا ہے۔ اور نفس و روح کے حق و باطل کی تحقیقات شرعی مجلسِ محکمہ صلح میں جا کر ہوتی ہے۔ جہاں قدرت کے دو گواہ درکار ہیں۔ ایک علم تصدیق و دوم علم اقرار میر ہیں۔ مرشد اور طالب کے اسرار۔ مرشد کا مل کیلئے طالب عالم اور جاہل برابر ہیں۔ کیونکہ مرشد عالم و عالم باللہ کو علم ظاہری و باطنی یعنی علم رسم و رسوم اور علم ہی و عیون ہر دو بے واسطہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور مرشد عارف باللہ کے

اس کے بعد جب اس کا لطیف دل زندہ ہوتا ہے۔ اور زبانِ قلب سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم ملکوت میں قدم رکھتا ہے۔ اس وقت سالک پر ملائکہ اور فرشتوں کا نزول شروع ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی حضرات اور تسخیر کا عمل جاری ہوتا ہے۔ یہ معاملہ جنات کے معاملے سے بہت سبقت اور صحت ہے۔ اس تسخیر میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے۔ جو اخلاصِ تقویٰ اور حجتِ الہی میں ملائکہ اور فرشتوں سے فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس مقام (باقی اگلے صفحہ)

آگے طالب بالفیہ اور بے نصیب بھی برابر ہیں۔ کہ عارف کامل بے نصیب کو مجلس حضرت محمد حبیب صلعم سے
بے نصیب دلا دیتا ہے۔ لیکن مجلس محمدی محکم اور کسوفی کس طرح ہے۔ صادق طالب وہاں بمقتضائے فطرت
انہی جمالی طالب معرفت و مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ لیکن طالب کا ذہن عجب نبوی سے بموجب جمالی جدلیت طلبگار
کشف کرامات عزوجاہ و دنیا مدار ہوتا ہے۔ اگر مرشد کامل طالب کو رسا درزاواذلی کو آفتاب ذات کی شبلی
شہرگ سے نزدیک بھی دکھائے۔ طالب کو چشم اے پسند اور اختیار نہیں کرتا۔ اور اگر مرشد خود راہ معرفت
سے اندھا کور ہے۔ اس کا طالب بھی اسی طرح خلوت اور چلوں میں پریشان خاطر طالب عزوجاہ و رجوعا
خلق اہل شر و شوبہ ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ طالب صادق کو خوف سویر خاتمہ مشر و شور سے گزار کر صاحب خاتمہ
بالخیر بنا دے۔ مرشد عارف ولی اللہ طالب صادق کو تین علوم کا درس دیتا ہے۔ علم الفہ سے بذریعہ اسم
اللہ مقام الفہ طے کرا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم سلف اہل سلف سے باطنی طور پر سکھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم
خلف بھی با توفیق عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب اسے سیکھ کر بھلا دیتا ہے۔ بعد طالب کا وجود سر اسر نوز ہو جاتا
ہے۔ اور دوام صاحب مشاہدہ قرب اللہ اہل حضور ہو جاتا ہے۔ مقام الست میں جا پہنچتا ہے اور روحی
زبان سے صفت اینیاد و اولیاء میں کھڑے ہو کر لفظ جلی پکارتا ہے۔ اسے مسلمان حقیقی کہتے ہیں۔ جو طالب مرشد

میں جو ملائکہ اور تمام فرشتے اس کے رقیب اور حریف ہوتے ہیں۔ اس مقام میں وہی سالک کامیاب ہوتا ہے۔ جس کا
وجود اللہ تعالیٰ کے ذاتی نوز سے منور ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا کفیل اور یاور و ناصر ہوتا ہے۔ اس کے بعد
جب سالک مقام قلب اور مقام ملکوت کو عبور کرتا ہے۔ تو اس کا لطیف روح زندہ ہو جاتا ہے۔ اور زبان روح
سے دعوت پڑھتا ہے۔ اس وقت جملہ روحانی اور ادواح مقدسہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک
تمام مومنین مسلمین اور جملہ ادواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کی دعوت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ایسا صاحب دعوت اہل
اسم با سمنی ہزود ہزار عالم کل مخلوقات کی رہنمائی اور شہنشاہی کا بارگراں اٹھاتا ہے۔ اور سب سے جان بچا کر اللہ تعالیٰ
کے قرب وصال اور مشاہدے کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد زبان تر اور زبان نوز سے
دعوت پڑھنے کے مراتب اور منازل میں جن کا ادراک اور تیس عوام کیا خواہ کی عقل اور فہم سے بھی بالا تر ہے۔
عام لوگ صرف اسی گوشت کے لوتھڑے یعنی مادی زبان اور ظاہری لسان سے ہی کلام اور دعوت پڑھتے ہیں۔ اور
اسی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ایسے وہ دل نقسانی لوگ بھلا کیا جانیں کہ لطیف قلب اور روح وغیرہ کیا بلا ہوتی ہے۔
اور اس سے کیونکر دعوت پڑھی جاتی ہے۔

”ذوق اہل بادہ نیابی نجد تا پیشی“

کی تلقین سے اس مرتبہ مسلمان کی کورہ پہنچے اور صفت ازل میں اپنی روح کا منصب معلوم نہ کر لے مرشد نادان اور طالب حیوان ہے۔ اسے طالب عالم یا اللہ اور اسے طالب عارف ولی اللہ اگر تو عاقل انسان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور کے مشاہدے کا مرتبہ حاصل کر لے۔ تاکہ تود و نزل جہاں کا تماشہ ایک ملک میں دیکھے لیکن پہلے مرشد سے طلب علم کر کہ وہ بے علم تو ان خدا را شناخت « وہ علم کیلئے ہے۔ علم توحید عنایت۔ علم معرفت ہدایت۔ علم ولایت اور علم عنایت۔ مرشد کامل یہ جملہ علوم طالب صادق کو بذریعہ توجہ اور نظر سکھا دیتا ہے جس سے طالب ایک ساعت میں عالم فاضل صاحب تحصیل ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں علم قرب اللہ نور حضور مشاہدہ حضور، محبت حضور، طلب حضور، لاموت لامکان، حضور علم توفیق تحقیق حضور، ذکر فکر الہام مذکور حضور اور معراج مجلس محمدی صلعم حضور حاصل کر دیتا ہے جس شخص کا ان جملہ علوم حضور اور قوت علم نور سے وجود سرسبز نور ہو جاتا ہے۔ وہ علم نور حضور سے بے کام و بے زبان جب ایک دفعہ اسم اللہ پڑھ لیتا ہے۔ اسے تمام عمر ریاضت اور مجاہدے کی حاجت نہیں رہتی۔ اول مرشد کامل ان جملہ علوم حضوریات سے طالب کو تعلیم دیتا ہے۔ بعد ازاں اسے تلقین و ارشاد فرماتا ہے۔ بعد طالب غلطی اور غضب کے راستے پر چلنے نہیں پاتا۔ اور غالب الاویا ہو جاتا ہے۔ کامل وہ ہے کہ راہ مجاہدہ علم مشاہدہ میں طے کرادے اور راہ ریاضت علم راز میں دکھائے۔ اور مجاہدہ مشاہدے میں اور ریاضت راز میں اس طرح آجاتا ہے جس طرح نمک طعام میں یا انگارہ آگ میں یا سونا بوتلیں اور سانس جسم اور جان میں آجاتا ہے۔ جس شخص نے مراتب معرفت توحید۔ قرب اور مقام قافی اللہ و مرتبہ ہدایت پایا علم نور حضور سے پایا۔ اور اسی علم کو کسلیہ پستوا، رفیق، رہبر یا توفیق بنایا۔ کیونکہ کوئی اہل بدعت کافر خلاف شرع محمدی صلعم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثل شیر
کیسے ہوئے شیر مسکہ کیسے ہوئے پیر پیر

جو طالب مرشد سے معرفت و قرب توحید طلب کرتا ہے۔ وہ اسود سعید ہے اور وہ صاحب مرتبہ حضرت بایزید ہے۔ اور بے پیر و بے مرشد طالب گویا شیطان کا مرید ہے۔ کامل مرشد کی علامت یہ

عاجز طرح بچ بننے کے لئے عورت کو خاوند اختیار کرنا ضروری اور ناگزیر ہے۔ اسی طرح طالب کو باطنی اور حسی طور پر زندہ دل بننے کے لئے مرشد کامل اور پیر استاد کبیر نالذمی اور راشد ضروری ہے۔ بغیر راہبر اور رفیق باطنی حرکت کے اس پر خار و خطر راہ کو طے کرنا تقریباً ناممکن اور محال ہے۔ الہ رفیق غیر الطریق اللہ تعالیٰ کا ہر شخص کے ساتھ الگ الگ معاملہ کرنا اس کی حکمت اور قدرت کے منافی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو براہ راست (باقی اگلے صفحہ پر)

کے کہ نظر اسم اللہ ذات سے طالب صادق کے سر سے لیکر قدم تک تمام وجود نور کرتا ہے۔ اور توجہ سے داخل حضور کرتا ہے جس مرشد سے مرتبہ مشاہدہ اور حضور حاصل نہ ہو وہ ناقص ہے۔ اس سے تعلق اور ارشاد جاری نہیں ہو سکتی۔ حضور کی مشاہدہ کے کئی طریقے ہیں۔ حضور کی مشاہدہ ذکر فکر حضور کی مشاہدہ مرتب اللہ الہام پیغام حضور کی مشاہدہ فالق و لقا، حضور کی مشاہدہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم۔ فقیر کامل طالب کو بذریعہ حاضر اس اسم اللہ ذات ان جملہ مشاہدات حضور کی سے سرفراز فرمادیتا ہے۔

پہر علم قرآن، حدیث اور آیات کو عزت اور شرف اسم اللہ ذات سے ہے۔ اگر کسی نے انبیاء و اولیاء غوث قطب، درویش فقیر، کامرتبہ اور منصب پایا اسم اللہ ذات سے پایا ہے
حجم کو تم اسم میں پہنا کر ۱ زندہ دل سے طالب اسم اللہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں برگزیدہ شخصوں کو لوگوں کے رشد اور ہدایت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور انہیں اپنے اور مخلوق کے درمیان گویا ایک واسطہ اور وسیلہ بنایا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ترجمہ ہے لوگو! جو ایمان لاتے ہو تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو اور اس کے راستے میں مجاہدہ اور کوشش کرو۔ شاید تم چھٹکارا پاؤ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل اور عبادت ہے۔ اگر وسیلہ سے مراد نیک عمل یا عبادت ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرماتا کہ اسے لوگوں کو ایمان لانے ہو تقویٰ اختیار کرو اور اس کے بعد اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ سو معلوم ہوا کہ نیک عمل اور عبادت تو ایمان اور تقویٰ کے اندر آجاتے ہیں۔ وسیلہ کا امر ایمان اور تقویٰ پر اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ وسیلہ نیک عمل اور عبادت اور ایمان اور تقویٰ کے علاوہ اور چیز ہے۔ سو یہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ سے مراد رفیق راہبر راہ باطن یعنی مرشد کامل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے مرستے علیہ السلام سے کہا انا اللہ جہت یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ ظاہر دکھا دے تب ہم مانیں گے۔ ہم کیونکر جانیں کہ یہ باتیں جو تم لاکر بیان کرتے ہو واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔ یا تم خود بنا کر لاتے ہو۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے نادانوں نے تمہیں خداوند تعالیٰ سے دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے اور اپنے درمیان واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کو نہ مانا اور اپنی خدا اور بہت دہری پر اٹھے رہے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی قوم کی یہ جہالت اور بہت دہری بیان کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ انہیں کہہ دو کہ ہر قوم اپنے قبیلے کے معبر اور بڑے طاقتور آدمی کو پیش کرے۔ تاکہ وہ مجھے دیکھنے اور (باتی اسے معبر)

طالب کے وجود میں اسم اللہ ذات کے ہر حرف سے مختلف تجلیات پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کے
 مذکورہ بالا حیلہ مراتب کثوف ہوجاتے ہیں۔ اور جملہ حاجات سے غنی اور لا محتاج ہوجاتا ہے۔ امرتہ غنایت
 اکیس سے فقیر عامل کیسا اگر اور مرتبہ ہدایت اکیس کیسا نظر سے ولی اللہ صاحب بحر و بر ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل
 کو چاہیے کہ یہ ہر دو مراتب طالب صادق کو عطا کرے۔ طالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول طالب
 مثل بچہ شہباز طالب دیدار کی غذا دیدار ہے۔ اور مرشد کامل دیدار بخش ہوتا ہے۔ دوم مثل بچہ غلیو از
 طالب مردار جسکی غذا جیفہ و نیامرد ہے اور مرشد ناقص مردار بخش ہوتا ہے۔

دفع ہو کر جو شخص نفس کا نگہ و شکایت کرتا ہے وہ نامرد ہے۔ کیونکہ نفس مطہر ہر امر نوری ہے۔ اور نفس
 کے طفیل ہی انسان کو سرعرت، شرف، جمیعت، معرفت، تقا اور مشاہدہ حضور ہوتا ہے۔ نفس بھی چار قسم
 کے ہوتے ہیں۔ کافر آدمی کا نفس کافر، منافق کا نفس منافق، مسلمان کا نفس مسلمان اور مومن کا نفس بھی
 مومن ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - لا یکتف الله فئسا الا وسمعھا ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس
 کی وسعت اور طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ نفس جب ایک قدم شرف دیدار پروردگار ہو جاتا
 ہے۔ تمام عمر لذات دنیا اور لذات حورو و قصور سہشت عیشی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر
 تابع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

آیات

<p>بہترین لذت ہی دیدار و لقاء لذت دیدار کہ ہم کو عطا تیرے رخ کے سامنے آیا ہوں لغت رویت ہو دائم لا ذول</p>	<p>لذت دنیا عبت ہو بے لقاء جو کسے دیدار سے بے حیا شکر ہے میں دیکھتا ہوں دبر معرفت تو حید حق ہی باوصال</p>
--	--

کلام سننے کے لئے کہہ طور پر آئیں۔ چنانچہ ستر آدمی متوب ہوئے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے سامنے موسیٰ علیہ السلام
 کے ہمراہ کوہ طور پر پیش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کلیمی تجلی فرمائی تو سب کے سب مر گئے۔ اور کوئی بھی نولے
 ہوئے علیہ السلام کے زندہ دور لا۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! ان لوگوں
 نے بے وقوفی کی ہے۔ تو ان سے درگزر فرما۔ سو موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔
 تب وہ تائب اور پشیمان ہوئے۔ اور سچے دل سے اقرار کیا کہ اے موسیٰ! بے شک ہم براہ راست اللہ تعالیٰ سے
 معاملہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بہتر ہے۔ اور موسیٰ نے ان کے
 اور چارہ کار نہیں۔ یہ واقعہ قرآن کریم میں حرف بحرف تفصیل وار موجود ہے۔

جو شخص باطنی وقت سے محروقت، قرب، حضور اور دیدار کا راستہ جان لے سکو وہ ظالموں کو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر اس مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا سرشد لباس بیگانہ اور دل حق سے یکتا و یگانہ رکھتا ہے چنانچہ شریعت کے اندگاہے طرح طرح کے لذیذ طعام کھاتا ہے۔ اور شیریں مشرب پیتا ہے۔ اور نفس ظلم اور زمین زلفتی لباس پہنتا ہے۔ اور کبھی مفلس گداگر کی طرح دروازوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ یہ ہے مراتب فقیرانہ تمام۔ اے احمق خام !

نفس کو کتنا بھول رہا ہوا ہوا گیا ! در بندہ پھرتا بھول میں بہر خدا

ان فقیروں کے دم قدم کی برکت سے جملہ مخلوق ہر مصیبت و آفات سے سلامت و محفوظ رہتے ہیں۔ اس لئے ہر خاص و عام اور جملہ خلائق پر ان فقرار کا حق ہے۔ اور ان کی خدمت ضروری ہے نہ ہر وجود انسان لائق قرب حضور ہی وصال ہے۔ نہ ہر پتھر کے اندیش بہا سرخ لال ہے۔ نہ ہر زبان قابل قرآن آیت و احادیث تفسیر ہے۔ نہ ہر حرط کی بوٹی لائق کیمیا السیر ہے۔ نہ ہر فقیر صاحب سخن مشاہدہ بین ہے۔ نہ ہر جاہل مثل اجہل یعنی ہے۔ نہ ہر درویش صاحب ولایت نظر ہے۔ اور نہ ہر شخص لائق صحبت حضرت خضر ہے۔ نہ ہر لاکھوار میں کوئی فقیر صاحب تصرف سیم و زر ہے۔ نہ ہر سر لائق بادشاہی ہے۔ نہ ہر عمل میں کچھ اسرار الہی ہے۔ نہ ہر ایک کامرتبہ فقیر ہے۔ نہ ہر شخص نفس پر امیر ہے اور نہ ہر دل رشتہ ضمیر ہے۔

بہت لوگ ہیں جو شخص باس فقر پہن لیتے ہیں اور فقیر اور بزرگ بن بیٹھے ہیں بعض لوگ محض فقر کی باتیں اور قصے کہانیاں لوگوں کو سنا کر فقیری اور بزرگی کی دکان گرا بیٹھتے ہیں بعض لوگ فقیروں اور مشائخ جیسی اٹھک بٹھک اور چال ڈھال اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہر وقت سر راقبے میں ڈالے رہنا، سرواہیں بھڑنا اور چند بوقبول کو اپنے پیچھے لگا کر چاؤر منہ پر ڈھ کر چلنا وغیرہ اس طرح سادہ لوح احمقوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن خدا کے خاص بندے اپنے آپ کو ہر وقت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ لباس بیگانہ اور دل حق یگانہ رکھتے ہیں بقول کسی

از دروں شو آشنا و از برون بیگانہ و شش | کم بود اندر دو عالم این چنین نہ یار کوش

بعض کامل مکمل کمال فقیر جب فقر کے انتہائی مقام پر نائز المرام ہو جاتے ہیں تو سیر و سفر و دلم اختیار کر لیتے ہیں اور کسی جگہ قائم اور مستقر مقام نہیں رکھتے۔ اسی طرح گناہم رہتے ہیں۔ بعض کا سہ گمانی لئے کو در بندہ بھیک مانگ کر اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو مجبوزوں اور دیوانہ بنا کر لوگوں میں پھینچے پھرتے ہیں۔ ہمیشہ خزانے ویرانوں میں چھپائے جاتے ہیں۔ خدا کے خاص بندے شہرت اور انگشت نمائی سے کوسوں دور بھاگتے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ جیسے کسی بزرگ نے فرمایا ہے

تصور ہم اللہ ذات کے ذریعے طالب سالک عرش کو قدم کے نیچے فرش بنا لیتا ہے۔ اور لاہوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدہ الوارہ دیدارہ باعیان کرتا ہے۔ روز اول دولت عظمیٰ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ اور شرف دیدار تھا حاصل کر لیتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات مشق و جویہ سے طالب عاشق معشوق، عارف مجبور، قائل نفس مجبور، کاتب احسام الکتاب، عارف بے حجاب، شب و روز جان کباب ہوتا ہے جو شخص اس طرح عین العزم سخی و قیوم کا مطالعہ کرتا ہے جملہ علوم رسم رسوم کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور روز اول جہان کی آرزو سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا ہے۔ عین سنتا ہے۔ اور عین پاتا ہے جس شخص نے عین پایا۔ علم عین کو اپنا رفیق اور پیشوا بنایا۔ یہ مراتب توفیق۔ قولہ تعالیٰ۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ**۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نور ہے۔ اس نور توفیق سے طالب اپنے وجود کے اندر صورت نفس، صورت قلب، صورت روح اور صورت ستر چاروں صورتوں کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور یہ صورتیں اہل توفیق کے ساتھ سمجھن ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں اہل توفیق سخی لے لیتا ہے۔ اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے جو شخص ان مراتب کو پہنچے اسے طے الفقر و حمی الوجود۔ صاحب معرفت سخی القلب و یمیت النفس کہتے ہیں۔ اسکے لئے زندگی اور موت ایک خواب و بیداری ایک، مستی و ہوشیاری ایک بھول و سیری ایک۔ پڑھنا نہ پڑھنا ایک، مجاہدہ و مشاہدہ ایک، قتل و سکوت ایک اور ہونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔ میں دریا سے وحدت میں ہوں غرق ایسا اہل اور اہل کی نہیں کچھ تہمت بھی

یاد رہے کہ سلوک باطنی کی آخری منزل مقصود مشاہدہ ذات حق معبود ہے اور دوام حضور مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقصود ہے۔ ان دو مراتب کے مابین دیگر منزل و مقام سخی سے دور اور مردود ہے۔ یہ ہر دو مراتب جان بیدار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضو عنہ خاص نور حضور کے لامکان میں ہیں۔ جب عارف باللہ لامکان میں آ جاتا ہے تو ہر دو جہان چھڑکے پر نظر آتے ہیں۔

سلک سلوک باطنی میں مختلف درجات یعنی قبض بسط سکرو صحو وغیرہ آفات ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب تو نفس

گر شہرہ شوی بشہرہ الناسی | در گوشہ نشین شوی بہمہ و سواسی

بہ ازاں بنود کہ ہم چوں خضر و الناس | کس نشناسد ترا تو کس نشناسی

درون کو اس ناقدر زمانے میں بہت فروغ حاصل ہے۔ اور راستی ہمیشہ کاستی میں ہے۔ کامل صادق لوگ گوشہ گنہامی میں منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ اور یہ صفت لوگ معشوقانہ انداز میں ناز و کرشمے دکھا رہے ہیں۔

“ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز

بسوخت عقل نہ سیرت کہ این چہ یو العجیبیت

قلب روح سے بھی جدائی کی بات ہے۔ فقیر کو سلک سلوک لڑاہ کی کیا احتیاج ہے۔ کیونکہ اس کے طالب کو تو پہلے روز ہی نصیب مشاہدہ حضور صوری مصراع ہے۔ اور اس فقیر کو ضرورت الہام و پیغام ہے۔ جو اکیسی قریب حضور صوری میں خام نا تمام ہے۔ قادری مرشد کے ہر دو جہان جن والسن تالیح و غلام ہیں۔

مرشد کی طرح کہہ سکتے ہیں۔ مرشد نام، مرشد نام، مرشد زبان، مرشد قصہ جو ان، مرشد کلام، مرشد لاف، مرشد زبان، مرشد پریشانی اور مرشد حیوان دنیا میں بکثرت ہیں اور طالب احمق نادان بھی بے شمار ہیں۔ اگر مرشد کامل ہے طالب صادق کے لئے دو دنوں جہان باربر وارہا مل ہے۔ طالب بے اعتقاد دشمن جان ہے۔ وہ شیطان سے بھی برا ہے۔ جو کہ غائب دشمن ایمان ہے۔ نافرمان اور بے حیا طالب سے ایک رفیق و آشنا کتا بہتر ہے میں طالب و مرشد کاذب اور صادق کو نظر سے ہی پہچانتا ہوں۔ مرشد کی اور طالبی کا مرتبہ نظر سے ناظر اور حاضر کرتا ہے۔ مرشد طالب کو مرتبہ ابتدا سے چلا تا ہے۔ لیکن طالب کی مراد مرتبہ انتہا یعنی مشاہدہ لقا ہونی چاہیے۔ اگر مرشد کامل ہے ایک ہی تو سب اور نظر سے اپنے مقام انتہا میں پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ طالب ہمیشہ شوق و محبت کی بیاس اور آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اگلا فتظار امتداد من الموت۔ ترجمہ انتظار قتل خود عذاب قتل سے زیادہ سخت ہو کر تا ہے۔ اس قسم کا طالب اہل انتظار یا مجذوب یا مجرب عاقبت مردود ہو جاتا ہے۔ اور کسی مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ عرض مرشد روز اول طالب کو اسم اللہ ذات یعنی قال لا زوال ثقیقین فرماتا ہے لیکن طالب علم معرفت قریب حضور صوری وصال چاہتا ہے۔ مرشد طالب کو پہلے روز دروس تجلی اوتار سکھاتا ہے۔ لیکن طالب مقام انتہا شرف دیدار چاہتا ہے۔ اور مرشد طالب کو علم طریق بتاتا ہے۔ لیکن طالب صادق انتہا علم اعلیٰ قریب حق تعالیٰ توفیق تحقیق چاہتا ہے۔ مگر مرشد کو چاہیے کہ طالب کو اسم اللہ ذات میں مقام انتہا رکھائے۔ تاکہ حق مرشد کا ادا ہو جائے۔ یعنی جب مرشد طالب کو ابتدائی سبق اسم اللہ ذات بتائے۔ تو حرف اسم اللہ ذات میں سے مشاہدہ دیدار دکھائے۔

زندگی کا تجربہ کو میں مقصد بتاؤں اے رفیق | کہ طلب دیدار وحدت اور اس میں ہو عزلی
طالب ہونا بھی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ طالب کو صاحب نفس فنا، روح لقا، بالادب و باحیا،
فانی اللہ تالیٰ با خدا ہونا چاہیے۔

آیات

لقمہ جو کھاوے وہ ہے اس پر حلال !	جس کو ہو دیدار و اتم با وصال !
اس کا حق ہے سب پر چوں عالم امیر	مالک الملکی ہے وہ عارف فقیہ
اس کے ہیں جب ساری دنیا کے طعام	اس کے اندر جائے کیوں لقمہ حرام
بخشتا ہے یہ مراتب مصطفیٰ	عارفوں کی دیکھ یہ حالت ذرا

میں کبھی جذب و غضب میں یا جلال آ رہتے ہیں کہ غرق در بحر جمال
 کہ حیات و گمات آخر نجات
 مردہ دل زندہ کریں باہم ذات

سن لے اے طالب اللہ! اے عالم باللہ، اے عارف ولی اللہ، اے واصل صاحب ہدایت اللہ
 اے صاحب تقویٰ با... توفیق اور صاحب تقویٰ باہم اللہ ذات تحقیق اور صاحب لوجہ
 باہم صلعم خاص طریق۔ یعنی مرتبہ قافی الشیخ و مرتبہ قافی اللہ و مرتبہ قافی الرسول۔ جب تک طالب سرسید تمام
 تک تجلیات انوار مشاہدہ و پیدار میں غرق نہ ہو جاتے بغیر اس کے جس قدر مقامات درجہ سلوک میں آئیں
 سب کو مرتبہ یا رتیبہ کہی جائے اعتباراً جہانہ علم معرفت سبحانی، علم توحید سیرانی اور علم لاہوت لاسکافی محض
 علامت باللہ اور فقیر ولی اللہ ہے واسطہ اور سبے کام وسیلہ زبان پر پڑھتے ہیں

۱۰ مراتب میں ہیں۔ ایک مرتبہ قافی الشیخ۔ دوم قافی الرسول اور سوم مرتبہ قافی اللہ۔

طالب ان مراتب کو تدریج حاصل کرتا ہے۔ پہلے مرشد اور شیخ طالب کے لیے بہتر ہے کہ رسول کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیخ
 کامل رسول کا جانشین اور قائم مقام ہوتا ہے۔ الشیخ فی قومہ کا اہلی فی امتہ یعنی ایک کامل شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا
 ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔
 عشوی

ہست پس پر آفت و خوف و خطر
 اور غولان گمروہ در چاہ شد
 پس ترا سرگشتہ دار و بانگ عول
 سر بیخ از طاقت او، سیج گاہ!
 دیدہ ہر کوزار و روشن کند!
 ہم بسوز و ہم بساز و دیدہ را
 تا بدینی نہ ابتلا تا اضرتا
 دست او جز قبضہ اشد نیست
 چوں نبی باشد میان قوم خویش
 در کشتی سے روضہ دار الجنان
 ہم خدا در ذاتش آمدیم رسول!

پیر را بگریں کہ بے پیر این سفر
 بہر کہ او بے مرشد سے در راہ شد
 گر بنا شد سایہ پیر ایسے فخر اول!
 پس تھرب خودی و در سوئے اللہ
 زانکہ او بہر حار را گلشن کند
 سر مکن تو خاک این بگزیدہ را
 چشم روشن کن ز خاک اولیا
 دست پیر از فائز کویا نیست
 گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش!
 چوں پیمر و در میان امتاں
 چوں تو ذات پیر را کردی بقول

اہیات

سر لہبر ہیر سے اندر خاطر طبع	سر رھو ذاکر کی فطرت سے سادہ
موت سے گو جسم بے آواز ہو	قبر سے پالو صدا و راز کو
و نیت عقبی تلک اک دم تمام	اولیا سگ سے یہ راہ نیم گام
ماہ سے ماہی تلک بکھے عیا	اک نظر سے ظاہر و باطن جہاں

یعنی لوگ تمام عمر ریاضت، مجاہد سے، خلوت اور چلوں میں ذکر فکر اور وظائف، مراقبے وغیرہ کرتے ہیں

طالب شیخ کی ذات میں وہ سب کچھ جو ایک نبی کی ذات میں ہونا چاہیے دیکھ لیتا ہے۔ تو اس کے دل میں نبی کی ہدایت کا عین الیقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ بچے دل سے نبی کا محب اور شہیدانی ہو جاتا ہے۔ اور نبی کی پوری قربانیاں برداری اختیار کر لیتا ہے جس سے وہ مرتبہ فنا فی الرسول کو پہنچ جاتا ہے۔ اور نبی کی شان اور عظمت اور عظیم مرتبت جب اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ اس سے اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اسماء و افعال کا یقین ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وسعت، قدرت، عزت، عظمت اور شان و شوکت کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دل و جان سے طالب صادق ہو کر فطر والی اللہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کی ذات پاک کا والد و شہید ہو کر دن رات اس کی طلب میں لگ دو جاسی رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے قرب وصل اور مشاہدے سے بہرہ یاب اور بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ مثنوی

باز دیوانہ شدم من اے طیب	باز سودا می شدم من اے حلیب
خوش تر از ہر دو جہاں آنجا بود	کہ مرا با تو سرو سودا بود
عاشق من بر فن دیوانگی	سیم از فر سنگی و سوزا تگی
ہر چه غیر از شور و شردیا تگی است	اندیش را ہدی و بیگانگی است
نیت از عاشق کسے دیوانہ تر	عقل از سودا سے او کور است کر

طالب ظاہری مجاہد سے اور ریاضت اور زیادتی ذکر فکر اور وظائف اور چلوں چلوں سے جو نہایت عیب عالم اور سفلی ہو کر اسے معجز ہو جاتے ہیں اور ان کے ذریعے عالم کو تسخیر خلاق اور جماعت خلق پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں میں کامل فقیہ اور خدایار پیدا بزرگ مشہور ہو جاتا ہے۔ اس کا دم درد اور تویذ و ہاگہ محبوب چلتا ہے۔ اور عام جہلا انسانی لوگ مرد و عورتیں اس کے مرید اور تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے سفلی و سفلوں کی کچھ قدر اور وقعت نہیں ہوتی۔ بلکہ جو لوگ معنی لوگوں کی تسخیر کے لئے اللہ تعالیٰ کا پاک کلام پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں ایسے لوگ ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور موت کے وقت خالی ہاتھ دنیا سے جاتے ہیں۔ تسخیر کا راستہ اللہ ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہمیشہ قائم الملک و صائم الدہر، صاحب باکل الحلال و صدق المقال رنج کش تا سا لہا سال رہ کر جو جہات خلق میں گرفتار صاحب عز و جاہ و روضہ خاتقاہ مشہور و معروف ہر دیار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کامرتبہ حاصل کرنا نہایت آسان ہے۔ لیکن آتش تو حید میں دن رات جہنا اور مقام قنانی اللہ طے کرنا اور ریاستے استخراق مشاہدہ ذات میں چلنا غرض نفس کو ایک دم میں یہ بارگداز برداشت کرنا نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ شوق محبت معرفت اور مشاہدہ حضور طالب کے ہفت اندام جان کو اس طرح پاک کر لیتے ہیں کہ وہاہات نفسانی خطرات شیطانی اور حوادث و آفات دنیائے پریشانی کا ایک ذرہ طالب کے وجود میں باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کامرتبہ روز اول سے ہی طالب صادق کو مرشد کامل کے طفیل حاصل ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے قرب معرفت اور روشن ضمیری کا راستہ علیحدہ ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک کالو نام کا ان پڑھ سب فقیر ملا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ میاں کالو تیرے اندر تھوڑی سی تسخیر کی مقناطیسی طاقت ہے۔ یہ تجھے کہاں سے حاصل ہوئی ہے۔ اس نے اپنا فقہ مجھے یوں سنایا۔ کہ میں ان پڑھ اور جہت آدمی ہوں۔ مجھے ایک بزرگ نے رات کو جنگل میں سورۃ منزل پڑھنے کیلئے کہا۔ چنانچہ میں نے وہ کلام پڑھنا شروع کر دیا اس سے میری خوب تسخیر شروع ہو گئی۔ میرا دم درود چل پڑا۔ اور تھوڑے عرصہ کے اندر اپنے ہم جنس جاٹوں اور کسانوں میں فقیر اور بزرگ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے ہمارے گاؤں میں گاہے گاہے ایک مستور مجذوب بھی آ نکلتا تھا۔ میں اس کی خدمت بھی کیا کرتا تھا۔ مجھے پہلے بتائے ہوئے بزرگ کے چلہ سورۃ منزل کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا۔ میں نے اس کے فرمان اور ذن سے سورۃ منزل کے چالیس روز کا چلہ شروع کر دیا اور خلوت میں بیٹھ گیا۔ اتفاقاً میرے اثنائے چلہ میں وہ مجذوب فقیر عامے گاؤں میں آ نکلا۔ اور مجھے ایک آدمی کے ذریعے بلایا۔ میں نے چلے کی خمبوری ظاہر کی۔ اس مجذوب نے اس آدمی کے ذریعے کہا بیجا۔ کہ کالو کو کہو کہ اگر اسے کلام کا شوق ہے تو یہ کلام پڑھا کرے۔ لا الہ من کان الا اللہ فن کان۔ کالو نے کہا کہ اس مجذوب فقیر کے قاصد نے اگر مجھے چلے خانہ میں انکا پیغام دیا۔ اور پڑھنے کیلئے مذکورہ بالا کلام سنایا تو میں اس عجیب و غریب کلام کو سن کر متعجب اور حیران ہوا۔ کیونکہ اس قسم کا کلام پہلے کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔ میں نے بطور یادداشت اسے تین چار دفعہ زبان پر دہرایا اور پھر سورۃ منزل حسب معمول پڑھا۔ ہا جب میں محقرہ تعداد سورۃ منزل پڑھ کر سویا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہفت لطف ذکر لا الہ من کان الا اللہ فن کان سے جاری ہیں۔ اور میرے ہر رنگ و ریشہ اور تمام بدن میں اس ذکر کا اس قدر غوغا اور شور اور جوش و خروش ہے کہ گویا اس ذکر کا ایک طوفان برپا ہے۔ اور میرا تمام وجود اس ذکر کی لذت سے معمور ہے۔ اور وہ مجذوب فقیر میرے سامنے کھڑے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس عجیب ذکر کے تلاطم سے حیران ہو گیا۔ خیر بیدار ہونے پر میں نے پھر سورۃ منزل حسب معمول جاری رکھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مشنوی :- | حالت کو نین گودیکھیں عیاں | پر نہ دم مایل نہ کہتے ہیں بیاں
ہو سکے تجھ سے تو راز اپنا چھپا | خود فرشی سے سے عارف جدا

اکثر اہل دکان مرشد طالب مریدوں کی حاجت روائی میں پریشان رہتا ہے۔ لیکن فقیر کا مل تماشہ بین
مشاہدہ لاہوت لامکان ہوتا ہے۔ اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص پڑھے کامل ہو جائے۔ اگر کامل پڑھے عامل
کل ہو جائے۔ اگر عامل کل پڑھے مکمل ہو جائے۔ اگر مکمل پڑھے اکمل ہو جائے۔ اور اگر اکمل پڑھے مرشد جامع
صاحب جمیعت ہو جائے۔ اور اگر جامع پڑھے سلطان الوہم فقیر کو نین پر امیر نورا الہدیٰ ہو جائے گا۔ اس کا
مرتبہ و ہم و ہم سے بالاتر لا حدود عد ہو جائے گا۔ یہ کتاب مجموعہ الجمعیت، کل الکلید ہے۔ طالب اسے
جس فضل مطالب میں ڈالے کھول لے گا۔ اور ہر دولت و شامع حاصل کر لے گا۔

طالب صاحب قلب سلیم، جان بحق تسلیم کے لئے فرض عین اور سنت عظیم ہے کہ ازراہ توفیق قدیم و مراط مستقیم
عرق مقام فنا، بقا و لقا اور مشرف حضور ضرور اور نظر اللہ میں منظور ہو۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ اول اپنے نفس
کو قتل کر ڈالے تاکہ وجود میں دعویٰ فرعونی افار بکبراکا علی فرعون نے نبی اسرائیل سے کہا۔ کہ میں ہی تمہارا
حقیقی رب اور مجبور ہوں اور نیز سولے لفسانی باطل کو وجود سے مٹا ڈالے تاکہ نفس اپنی ہستی بورد سے نیت
و نابود ہو جائے۔ جب طالب نفس خود پرست اور سوا تو ہوس کے دو معبودوں کو تیغ تصور انہم اللہ ذات
سے اپنے وجود میں قتل کر کے نابود کر ڈالتا ہے۔ تب جا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور مقام فقر میں قدم رکھتا

لیکن جو نہی میں سونے لگتا تو حالت استغراق میں اپنے اندر اسی ذکر لا الہ من کان الا اللہ تن کان کا بدستور شور برپا رہتا
غرض چند روز یہی حالت رہی۔ میں اس حالت سے بہت حیران تھا۔ کہ زبان پر تو سارا دن منزل جاری رہتا ہے۔ لیکن
اندیشہ مجذوب کے ذکر کا خود بخود غوغا اور شور برپا ہے۔ حالانکہ میں اس کی طرف خیال بھی نہیں کرتا تھا۔ آٹھن چار روز
کے بعد پھر وہ مجذوب مستوار ہمارے شہر آ نکلا اور مجھے اسی قاصد کے زبانی بلایا۔ میں نے قاصد سے ہذر محذرت کی
کہ فقیر صاحب کو عرض کر دو کہ چلے کے اب تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ پھر میں خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اس پر مجذوب
نے قاصد کے زبانی کہا بھیبھا کہ کالو کو کہو کہ تم رجوعات کے طالب ہو۔ سب کے طالب نہیں ہو اب تم جانو اور تمہارا چلہ،
جب وہ قاصد یہ بات کہہ کر چلا گیا۔ اور میں سو یا تو باطنی ذکر کی وہ حالت نہ رہی میں چلہ ختم کر کے اس مجذوب فقیر
سے ملا۔ اس کی خدمت کی اور بڑی منت سماجت کی۔ لیکن پھر وہ حالت نصیب نہ ہوئی۔ منزل کے پڑھنے سے میری
اچھی خاصی پیری مریدی اپنے علاقے میں چلی ہوئی ہے۔ لوگوں نے مجھے زمینیں بطور نذرانہ دے رکھی ہیں۔ مجھے
دنیا کی عزت اور وسعت پوری طرح حاصل ہے۔ لیکن ذکر اللہ کی صلاوت جو چند روز اس مجذوب (باقی لگے صفحہ پر)

ہے۔ ایسے مرد عارف باطن آباد کو نفس کا قتل کرنا مبارک اور نادر ہے۔
 کرنے تو قاتل اولاد تہ پرعتین و اعتباراً | چھوڑ دو کو ایک خدا کی بندگی کو اختیار
 قولہ تعالیٰ - اذ ایت من اتخذ الہدھوا کا ترجمہ آیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے
 خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہوئے

خود پرستوں کو نہیں ملتا خدا | خود پرستوں کا خدا ہو گا ہوا
 جس نے کڑا لہر جان تن خدا | نفس چھوڑا اور ہوا اصل خدا

قولہ تعالیٰ - واما من خاف مقام ربہ و نفی النفس عن الہوی فان الجنة ہی الماوی ترجمہ ہے
 لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑے ہوئے سے ڈرا اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی
 سے باز رکھا۔ پس بہشت اسی شخص کیلئے سزاوار ہے۔ فقیر کامل کی علامت یہ ہے کہ سالک سلوک میں صرف
 سالک ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر سالک پر غالب و مالک ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو جہان اس کی نظر میں عیان اور اسکا رتبہ
 باسرا درجہ و گمان ہوتا ہے۔ یہیں مراتب فقیر صاحب تصور اور عامل اہل دعوت قبور فقیر کامل ہرگز زبانی طور
 پر نہ کر سکتے ہیں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ اسے نقل ہی کیوں نہ کر دے۔ کیونکہ فقیر دوام اہل حضور ہوتا ہے فقیر کا دشمن
 عین باطن سے خالی نہیں ہوتا۔ یا سیاہ دل یا منافق بھیر از قرب الیادشمن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 حاصل ہوتا ہے۔ الفقر فخری و الفخر منی۔ اس فقر پر حضرت محمد مصطفیٰ کو فخر ہے۔
 ہر شے بنتا بہت بھاری اور اہم کام ہے۔ جب تک کسی فقیر کو باطن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی توجہ سے حاصل ہوئی۔ پھر بھی نصیب نہ ہوئی۔ غرض رجوعات خلق اور تخریخ خلایق کا ارادہ اور ہے۔ قرب معرفت خالق کا ارادہ الگ ہے
 جب عارف سالک مقام ارشاد پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اسے باطن میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 مرشد کامل کی طرف سے لوگوں کو طالب مرید کرنے اور انہیں فیض و فضل اور رشد و ہدایت سے بہرہ یاب کرنے کی اجازت مل
 جاتی ہے۔ ایسے کامل مرشدوں کے طالب مرید گمراہ نہیں ہوتے۔ اور دنیا سے خاتمہ بالذیر اور ایمان کے ساتھ نہفت
 ہوتے ہیں۔ لیکن آج کل تو رسمی دوکاندار ناقص پیروں نے دنیا میں وہ اوہم مچار کھا ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ دنیا میں
 یہ شمار ایجنٹ پھیلا رکھے ہیں۔ جو ہر جگہ ان کی جھوٹی بزرگی کا پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور ہر سال سینکڑوں بوقریہ
 کو پیر کی قربان گاہ پر پرولان چڑھاتے ہیں۔ ہر سال ایسے اندھے پیر کے ارد گرد اندھے مریدوں کا اچھا خاصہ مجمع بن جاتا ہے
 اگر ان پیروں سے کہا جائے کہ تم اس قابل نہیں ہو تو تم نے یہ بھلا بھیرا کیوں بنا رکھا ہے۔ تو ان میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ
 ہم اللہ کا نام بتاتے ہیں۔ اللہ کے نام بتانے میں ہر جہاں کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کی طرف سے طالبوں اور مریدوں کو تلقین کرنے کی رخصت اور اجازت نہ ملے وہ احمق ہے۔ کہ خود لقبیر
 امر و اجازت کے تلقین و ارشاد کرتا ہے۔ اور آخر کار خراب اور شرمندہ ہوتا ہے۔ مرشد وہ ہے کہ طالب کو
 سوگند دے کر پوچھ لے کہ اے طالب جو کچھ تیرا اصلی مطلب ہے۔ وہ مجھ سے طلب کرنے مرشد طالب کو
 اپنا مطلوب عطا کر دے۔ مرشد کا فیض مثل بارانِ رحمت یا موج دریا یا شعاع آفتاب ہے۔
 نگاہ مرشد اسے توفیق بخدا ہے جو کہ طالب کے وجود سے نفسانی اور شیطانی حجاب اور ظلمت دور
 کر دیتا ہے۔ لیکن مرشدنا فقہ حجام طالبوں کو ہمیشہ آج کل کی کتلی اور تشقی سے مالتا رہتا ہے۔ طالب
 کی یہ محض بے اعتقادی اور بے اعتباری کی علامت ہے۔ کہ خدمت کے دن رات، ماہ و سال شمار کر کے
 جتنے بلکہ اپنے اختیارات مرشد کے حوالے کر دے اور خدمت کی بات زبان پر نہ لائے۔ طالب ہر
 اہل اطاعت و بندگی گزار۔ مرشد ہر حضور کئندہ غرق مشرف دیدار ہے۔
 طالب اسے دیکھ کر حاصل کرے بے ادب ہو جو بندے سر بار کو
 معرفت محض اس شخص کا مقصوم اور مراد ہے۔ جو ازلی ولی مادر زاد ہے۔

کہ ہم اگر کسی قابل نہیں۔ مگر ہمارے دادا پیر کا دل ہیں۔ وہ مرتے وقت اور قیامت کے روز ہمارے
 مریدوں کی مدد کریں گے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر خالی اند کا نام بتانے سے کوئی پیر مرشد بن سکتا ہے۔ تو اس قسم
 کی باتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ پھر یہ لوگ کس مرض کی دوا ہیں۔ کہ صرف بتانے اور صرف باتیں بنانے سے
 اپنے آپ کو مجبور اور مسجود خلاق بنا رکھا ہے۔ یہاں تو صرف بتانے سے نہیں بلکہ راہ دکھانے اور طالبوں کو منہ
 مقصود تک پہنچانا پڑتا ہے۔ باپ دادا کے نام پر ہی اگر پیری مریدی ہو سکتی ہے۔ تو دنیا کے تمام کافر، مشرک
 اور منافق جناب پیغمبر خدا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا فخر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس راستے میں تو ذاتی جوہر
 کی ضرورت ہے۔

”کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیز سے نیست“

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمت اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں

جد لا مجد کل حجدی ولا جد ولا جدل حجدی

ترجمہ: جد بمعنی کوشش۔ جد بمعنی دادا۔ مجد بمعنی بزرگی۔ ہر بزرگی کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ بطور
 وراثت باپ دادا کے۔ اور نہ کسی کا باپ دادا بغیر جد اور کوشش کے بزرگی کو پہنچتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَإِذَا نَفَخَ
 فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ۔ ترجمہ: یعنی جب قیامت کے روز صور اسرافیل پھونکے گا۔ تو نسل اور
 نسل کے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔

گر کہوں میں شرح شرط طالبی

بحضور کی مرشدی ہے نا تمام

مرشدوں سے خوب ہوں میں باخبر

صوت صرف ہوں مردم شناس

جو کرے دعویٰ مرشد طالبی

جنس و نعتی جو میرے پاس

ہر متاع کا مشتری ہوتا ہے پیر

طالب صادق پر شیدائے نبی

ہے وہ مرشد جو دکھائے ہر مقام

طالبوں کو جانتا ہوں بال نظر

جانتا ہر ایک کو ہوں باقیات

جانتا ہوں سب کو از قرب نبی

تا کہ میں تجھ کو خدا سے دوں ملا

ہر متاع کا مے عوفی وہ منظر

جو لوگ جانتے ہیں۔ وہ نہیں کہتے اور جو کہتے وہ نہیں جانتے۔ ومن يتوكل على الله فهو حسبه

طالب صادق مرشد کامل کے سامنے مثل لچک لچکی و دمک دھی کشتہ محبت، جان ندا، دل صد چاک ہوتا ہے۔ اس کے ہفت اندام پر لباس عجز و نیاز مثل پیر اسن خاک ہوتا ہے۔ اگر طالب بے اخلاص مرشد

سے بے اعتقاد ہو کر اس کی مخالفت کرے مثل "خس کم جہان پاک" فی الدنیا والآخرت ہلاک ہو جاتا ہے۔

مرشد کی شرط یہ ہے کہ طالب بارہ سال کے بعد عرق انوار یا مشرف دیدار ہو جائے۔ اور جملہ علایق دنیا و عوانق

اہل و عیال نل و فرزند اور ہوائے نفس وغیرہ سے بیزار ہو جائے۔ ورنہ مرشد اسے اپنے سے بے یقین اور بے اعتبار

بنا دیتا ہے۔ اسنو طالب کا سلامتی سے مرتبہ عظمیٰ تک پہنچانا اس میں ہے۔ کہ مرشد سے خالص اعتقاد طلب کرے

اعتقاد وہ ہے کہ جو نفس اور شیطان مایہ فساد کے شر سے محفوظ رکھے۔ اعتقاد کے چھ حروف ہیں۔ ا، ع، ت،

ق، ا، د۔ حرف ا سے آئینہ دل صاف ہو جاتے۔ حرف ع سے عین دیکھے اور عین بخششے والا ہو۔ حرف

ت سے توفیق ہر دوسرے کو ملنے کی رکھے۔ حرف ق سے قوت قرب اللہ حضور حاصل ہو۔ حرف د

سے اداء صادق رکھے۔ اور حرف د سے دوام حضور کی مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہو جس مرشد سے مذکورہ بالا مراتب حاصل

ہوں وہ مرشد اعتقاد بخش ہے۔ ورنہ خود جب دنیا اور نفس و ہوا کی قید میں رہ کر کش ہے۔

شہباز صفت پیر تو دنیا میں ہے عنفتا

پرواز سے واقف نہیں پیر گلشن آسا

یاد رہے کہ عارف واصل کو اصل اور وصل کے کل و جز جملہ مراتب اسم اللہ ذات کے ذریعے نیت کے

موافق حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابتدا سلوک ہی میں بعض کو مرتبہ علم قبل و قال۔ بعض کو ملکہ معرفت وصال

بعض کو مشاہدہ حضور کی حضرت محمد رسول اللہ صلعم لا ذوال۔ اور بعض کو مرتبہ معرفت ظاہر باطن بیک رنگ

و یک جوال حاصل ہوتا ہے۔

دعوت تکبیر کا عامل ہوں میں
 درہدایت فقر عارف قادری
 مجھ کو بیعت مصطفیٰ نے خاص کی
 دیتا ہوں طالب کو وحدت بالحق
 طالباً۔ آ طالباً۔ آ طالباً
 گر طلب طالب سے مرشد دو گواہ
 گناہی جو شخص ہر دم ہاوسال
 یوں ہی ثابت مرشدی طالبی
 طالبی ہے کام مشکل اور سخت
 دیکھ ازل، دنیا و عقبی و ابد
 کفر اے طالب مال اور تن
 طالبوں کو جانتا ہوں بالظفر

معرفت تو حید میں کامل ہوں میں
 جال فدایم سخن ہوں حاضر نبی
 درس اسرار خدا ہم کو ملی
 خاص طالب جو کہ ہر لائق خدا
 تا نکالوں تجھ کو از کبر و سوا
 جن کی نظروں میں ہر یہ دنیا گناہ
 ایسے طالب کو نہیں ملتا کمال
 جس طرح تمہے خضر اور موسیٰ نبی
 موت پر جس کی نظر وہ نیک بخت
 ایک دم طالب تھا وحدت احد
 حق طلب کر، طالب نانی نذبن
 جس طرح حرف جانے سیم و زر

اگر طالب با اخلاص اور مرشد خاص الخاص ہے تو دونوں کی صحبت موافق ہو کر جلد مقامات ابتدا و انتہاء ایک دم طے ہو جاتے ہیں۔ مرشد کامل طالب کو ہر مطالب دلاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص بغیر طلب خدمت اور زرو مال و وسرار انتہا نہیں جانتا۔ مرشد کامل طالب کو لائبرٹ لامکان میں پہنچاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص محض روٹی کپڑے کی طلب میں پریشیاں رہتا ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو اشد کا نام بتا دیتا ہے۔ لیکن باطن

یہاں پر مرشد اور طالب کی اوصاف بیان کی گئی ہیں۔ واقعی مرشد کامل بننا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اسی طرح طالب صادق بھی دنیا میں کمیاب ہیں۔ جو طالب صادق ہوتے ہیں۔ وہ آخر مرشد کامل بن جاتے ہیں۔ جس طرح طالب صادق مرشد کامل کی طلب اور تلاش میں رہتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب صادق کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل کو جب دولت باطنی کا بھیساب لصاب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ایسے مرشد پر اس مال باطن کی زکوٰۃ فرض اور واجب ہو جاتی ہے۔ مرشد کامل کو دو طالب کامل اور واصل بنانے فرض اور ضروری ہوتے ہیں۔ یہ دو طالب گویا تکمیل شدہ ہدایت کے گواہ ہوتے ہیں۔ اگر زیادہ طالبوں کو اللہ تعالیٰ کے فیض اور فضل سے بہرہ ور کرتا ہے تو یہ اس کیلئے کار خیر ہے۔ لیکن اگر مرشد عارف کامل باوجود کمال اور عرفان کسی طالب کو کمال تک نہ پہنچائے۔ اور اپنا لوری تخم کسی طالب کی زمین قلب میں نہ ڈالے۔ اور سرسبز نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

میں تو جب سے راہ معرفت عیالی طور پر دکھاتا ہے۔ اگر مرشد خود اندھا حیوان ہے۔ تو ایسے اندھے سے ہدایت حاصل کرنی سراسر نقصان ہے۔ اے عالم فاضل عاقل کان لگا کر سن لے کہ محض تقویٰ ہی نہیں بلکہ تقویتِ تقویٰ الہی اور نگاہ مرشد کامل اور اجازتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے مرتبہ معرفت، فقر، رحمتِ جمعیت مشاہدہ قرب اللہ لوز اور مرتبہ حضور حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ راحت و لاغدوم اور نسیم سے بالاتر ہے۔

آیات

بشعور و عقل کلی با ثبات!	جو کہ مستغرق ہو اندر نور ذات
کرتا ہے ثابت یہ حال الہ ذات	ہے مراقب موت و کھلاشے ممت
ہر مراتب اس کو دیتا ہے خدا	دیکھتا ہے ہر طرف ذاتی تقا
خاص ہم مجلس ہی یا احمد حبیب	اس جگہ نے نفس شیطاں قیب
ہیں محرز اور مشرف با خدا	یاں ملک قادی کی ابتدا

طالب کے لئے ضروری ہے کہ تلقین و ارشاد حاصل کرنے سے قبل مرشد کیساتھ علم ظاہری مثلاً درقاتی و حقائق علم معرفت و تصور و منطق معانی قیل و قال زبانی کا مقابلہ کرے۔ بعد ازاں اس کے ساتھ مقابلہ و علم باطن یعنی معرفت اللہ وصال علم باطنی ربانی کا تکرار کرے۔ جب مرشد طالب علم کے اس امتحان سے عہدہ برآور ہو جائے۔ بعد ازاں تلقین کرے۔ طالب اس طرح عالم فاضل صاحب شعور ہو نا چاہیے۔ ورنہ ہر اصول کو دیوانہ اور مجنون بنا نا کیا مشکل کام ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ ذکر کے غلبات اور تصور اسم اللہ ذات سے طالب کو اپنے وجود میں صورتِ نفس و صورتِ قلب و صورتِ روح و صورتِ سر جملہ صورتیں علیحدہ علیحدہ دکھا دے۔

تو وہ اپنی دولتِ باطنی کی زکوٰۃ کے بارے سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے جس قدر طالب صادق کو مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ مرشد کو طالب صادق صاحب استعداد، وسیع بلند ہمت اور قوی دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کا تھم اچھی زمین میں پڑے۔ اور شورہ زمین کے اندر کوئی شخص تھم نہیں ڈالتا۔ کاترک الدنیا فی فواہ الکلب۔ یعنی کتے کے مزین کوئی شخص موتی نہیں ڈالکتا۔ کتے کو بڑی چاہیے۔ خدا سے بیگانہ جس ناقص طالب کو مرشد کامل نظر سے صرف کی طرح پہچان کر دور پھینک دیتے ہیں جس وقت طالب صادق اللہ تعالیٰ کی طلب میں پہلے روز دنیا اور ماسویٰ کو چھوڑ کر نکلتا ہے۔ تو چاروں طرف سے مرشدان کامل اس کی طرف باطن میں دوڑتے ہیں۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اسے خواب میں ملتے ہیں۔ اور جس سے اس کا نصیبہ انہی ہوتا ہو اس کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے۔ ایسے طالب دنیا میں کبریا امر کی طرح بہت کمیاب ہوتے ہیں۔ اگر مل جائیں تو انہیں اسیر لینے میں کیا دیر لگتی ہے۔

مرد فریق صاحب توفیق کی بخشش یہ ہے کہ ہر ایک صورت کے ساتھ ہم سخن و ہم زبان با عیان ہو۔ یہ مرتبہ بھی شریعت محمدی کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ترجمہ "اے میرے بنی صلعم! تو لوگوں سے کہو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے" فقیر کا مرتبہ ابتداء مطالعہ علم علماء ہے۔ اور مرتبہ انتہاء معرفت اولیاء ہے۔ یعنی ابتداء میں وہ عامل ہے اور انتہا میں کامل۔

واضح ہو کہ حیلہ قرآنی آیات و احادیث نبوی و قدسی و اقوال جمیع اصحاب و مشائخ فرماتے ہیں کہ نفس دشمن جان ہے۔ اور شیطان دشمن ایمان اور دنیا موجب فتنہ و بے جمیعتی دل پریشان ہے۔ جو شخص ان ہر سبکی عزت و توقیر کرے۔ اور فقر محمدی صلعم سے شرمائے۔ وہ شخص مومن مسلمان، عالم فاضل، درویش، قطب و پیش تو کیا ابھی صحیح انسان بھی نہیں بلکہ حیوان ہے۔

بہر علم یاب ہیں مولیٰ طالب جان فدا کرتا نہیں ہے کوئی اب

پس علوم ظاہر پودہ ہیں۔ اور ایک علم باطن۔ جب علم باطن یعنی علم معرفت و توحید عارف باللہ کو باطن سے کھل جاتا ہے۔ جملہ ظاہری علوم خود بخود اس میں اس طرح آ جاتے ہیں۔ جیسے دو وہ میں پانی۔ اور روٹی میں نمک شیطان بھی تو ظاہری طور پر بڑا عالم تھا، پس اہل وصل کو نظر اصل پر چاہیے۔ نہ کہ تمتع روزی معاش۔ بیخ خریف فصل اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔ جہل سے نہیں۔ ما اتخذ اللہ ویلاً جاهلاً۔ ترجمہ "اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو دوست نہیں بنایا۔"

سیکھ پہلے علم پھر آجایا قرب حتی ملنا ہے جاہل کو کہاں

کمال مرتبہ حیات انسانی یہ ہے کہ عارف مثل اجسامہ ہدفی الدنیا و قلوبہ ہدفی الاخرتہ۔ ترجمہ "ان کے جسم دنیا میں ہیں اور ان کے دل آخرت میں ہیں" یا حضرت محمد مصطفیٰ ہو۔ آدمی کو یہ زندگی کس لئے دی گئی ہے۔ اور ان ایام و ماہ و سال کا عالم صحت میں کیا حال ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ لیجئنا ج الجی من الیت و یجئنا ج الیت من الجی۔ قولہ تعالیٰ فتمنوا موت ان کنتم صاوقین۔ ط جس شخص کو اپنی زندگی میں مرتبہ معرفت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بعد از موت واصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص زندگی میں راہ دین پر مستقیم اور صادق قدم روال ہے۔ وہ موت کے بعد خاتمہ با ایمان ہے۔

حدیث۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة بلا حساب و بلا عذاب
ترجمہ "جس نے لا الہ الا اللہ (صدق دل سے کہیا) پس وہ بلا حساب و بلا عذاب

بہشت میں داخل ہو گیا"

آنکھ میں جس کے نورِ کرم
وہ نہ کھولے آنکھ جو ہو بیجاں
عین میں ہوں عین گو ہوں عینِ دال
وہ کھتا ہے ظاہر و باطن دوام
کوڑ کو باور نہیں آتا ذرا

انڈیس ماسوی اٹھ ہوس پس مرشد اول طالب سے مرتبہ طالبی طلب کرے۔ اور طالب بھی مرشد سے
شرائط مرشد دریافت کرے۔ طالب کا مرتبہ زندگی میں نفس کی فنا ہے۔ اور مرشد کا مرتبہ اللہ تعالیٰ
کی ذات میں فنا یافتہ ہے۔

بیت

میں جو ذاتِ حق میں فانی ہو گیا
پھر صفاتی سے سیر کیا واسطہ
راہ معرفت و توحید کہاں اور راہ رسم رسوم تقلید کہاں۔ چنانچہ گفت و شنید سب تقلید ہے۔ یعنی قبل و قال

پہلے مرشد طالب کا امتحان لیتا ہے۔ اس سے طالبی کی شرائط اور لوازمات پورے کرتا ہے جس وقت راہِ خد میں
طالب جان و مال فدا کرتا ہے۔ دنیا کی گندگی سے استغنا کر لیتا ہے۔ اور آج تقویٰ سے وضو کرتا ہے۔ تو اس وقت اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور شرف باریابی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس وقت مرشد کامل اسے خدا اور
رسول کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد طالب مرشد سے کمالات مرشدی حاصل کرتا ہے۔ اور صاحب
رشد و ہدایت ہو جاتا ہے۔ اسے خدا اور رسول کی طرف سے طالب مرید بنانے اور انہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے
کا امر اور اذن ہو جاتا ہے۔ ورنہ دنیا میں فانی زبانی طالبوں کی کیا کمسی ہے۔ اور اسی طرح بھی راجھی ناقص
مرشد بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ پس ناقص پیروں کو ناقص مرید مل جاتے ہیں۔ الخبیثات للخبثین والخبثون
للخبثات سے یہی مراد ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ مشنوی

للخبثات الخبیثون حکمت است
پس تو ہر جفتے کہ مخوا ہی بگیر
نور خواہی مستعد نور شو
ناریاں مر ناریاں راجاذب اند
صاف راہم صافیاں طالب شوند
مولس احمد بکس چار یار
فرہ ذرہ کا ندیں ارض و سما
زشت را ہم زشت بخت ثابت است
مخو او باش و صفات او پذیر
دور خواہی خویشین و دور شو
نوریاں مر ناریاں را طالب اند
در در اہم تیز گال جاذب شوند
مولس بو جہل عنتہ و ذوال حمار
حسن خود را ہم چو گاہ و کہ راست

اور دید و نمود سب را تو حید ہے یعنی دغ نفس و تعالیٰ اہل قال اور اہل حال برابر نہیں سکتے۔ مرشد کو چاہئے کہ طالب اللہ کو یکدم بذریعہ مشق و جہد اور حاصلات اہم اللہ ذات حضور میں پہنچا دے۔ اور راہ باطن کی تمام آفتوں سے نجات دلا دے۔ مرشد دوسرے کے ہوتے ہیں۔ ایک مرشد حبیب کو طالب غریب کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ دوم مرشد رقیب کہ طالب کو رنج و ریاضت، چلول، خلوتوں اور رجوعاً خلق سے خراب کرے۔ انسان ضعیف البیان ہوا وجود اہم اللہ ذات کی جباری و قہاری کے بارگراں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ بخیر لطف و عطائے پروردگار قرآن مجید لے۔ افاخر ضنا الا لافہ علی السموات والارض والجال فابین یخلدنا واشققن منها وحملها الا لسان افہ کان خلوا ما جہولاً۔

بادگراں جو ہم نے اٹھایا ہوا نام کس کا جگر ہے اتنے بڑے بھوت کا نام

جب تک مرشد کامل طالب صادق کے وجود کے فائب لطیف لظہور تصرف و تفکر اور توجہ سے غیب الغیب نہ کھولے طالب اللہ کا نفس بہرگز قید میں نہیں آتا۔ اور جب تک ظاہر عواس بند نہ ہو جائیں اور او صادق ذمیرہ خناس خرطوم مدفع و دفع نہ ہوں مجال اور ناممکن ہے۔ کہ طالب معرفت کو پہنچے مجھے ان نادان حماقت شعار لوگوں پر تعجب آتا ہے جو اہل تامل و غیر مخلوق کو فلسفہ معلوس بنا کر حسن و خصال اور ذلت و درخشاں یا اولاد لغو و مطرب ساقی بادہ بدعت و غیرہ کو اہل تامل سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب شرک کفر و طغیان و مہرے نفس اور شیطان کی گھڑائی کے سامان ہیں۔ ناقص فام لوگوں نے لذت دنیوی کیلئے یہ حیلے وسیلے بنا رکھے ہیں۔ بہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ اور انسان کے وجود کی کنجی محض اہم اللہ توحید ہے۔ جو شخص وجود کا تعلق کھو کر قلب سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہے تو تصور اہم اللہ ذات کی کنجی سے اول طالب اللہ کو طے کر ڈالے۔ جب مرشد توبہ کے ذریعے طالب کے وجود کو حرف اہم اللہ ذات میں لپیٹ کر طے کر لیتا ہے۔ تو اس کا وجود زندہ ہوتا ہوا جاتا ہے بعد اس کے ہفت اندام نور اور وہ دائمی صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو توجہ توفیق اور مرشد رفیق صاحب توفیق کہتے ہیں۔ جو مرشد طالب کو حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا چاہتا ہے۔ طالب کے وجود کو حرف اہم اللہ میں لپیٹ لیتا ہے۔ بیشک اہم اللہ ہی طالب کو جسم اور مجلس محمدی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس حضور کی طے کو توجہ کہتے ہیں۔ مرتبہ فانی اشخ میں طالب کا پیشہ کے جسے کے ساتھ اس طرح ملتا ہوا ہے۔ لیکن شیخ صاحب شرف ہونہ حضرت شیطان شیخ کامل توجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ توجہ پانچ قسم کی ہیں۔ لیکن توجہ تقدیق سے طالب مرشد صادق کو پہنچتا ہے۔ اور توجہ وزج سے صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس راستہ کی اصل جمعیت ہے۔ اور جمعیت کے

مجموعیت اس کو کہتے ہیں کہ سالک اپنی باطنی وسیع اور بلند شخصیت کے ذریعے جمیع مراتب اور (باقی اسکے صفوں)

بہت راستے ہیں۔ اصل جمعیت وہ ہے کہ عارف صاحب و جمال کو مشاہدہ جمال لازوال میں حاصل ہو سکے اس مرتبے کو پہنچنا نہایت مشکل اور محال ہے۔ دوسری قسم کی جمعیت یہ ہے کہ عارف کامل کا وجود تمام جہان والوں کے لئے بمنزلہ جان عزیز بن جائے۔ اور دونوں جہان کے دفاتر نیک بد اس کے اختیار میں ہو جائیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہو۔ تیسری قسم جمعیت کی یہ ہے کہ عارف ہر ایک کام اجازت حضرت محمد رسول اللہ اور آپ کی نظر کیمیا سے کرے۔ اور نظر کیمیا سے اثر خیر البشر صلعم سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے خزانہ لایقنی اور مرتبہ مشاہدہ دیدار حاصل کرے۔ لیکن کیمیا سے ہنر اسیم و زرد سے دنیا جیفہ مردار حاصل ہوتا ہے۔ جسے اہل دیدار ہرگز اختیار نہیں کرتا۔

ایات

دیکھ جو کہتا نہیں وہ بولا	حاضر و ناظر ہے و اعلم باخدا
تو جو کہ دیکھے حق کہے کیوں بنسبال	اسے کچھ خود شاہدے دیتی ہے یہاں
جو کہ دیکھے وہ سے دائم خموش	غرق فی اللہ از بکر خوتا ہوش
جو خدا دیکھے خود ہی کرے قتا	حق کے استغراق میں دیکھے قتا
جو کہ دیکھے حق ہے اہل کرم	عارف باللہ ہے با فقر المم
جو کہ دیکھے حق سے ویانے خطا	با عیال دیدار دیکھے ہے حجاب
جو کہ دیکھے حق وہ کمال لغتیر	عارف و اصل ہے وہ نہ شنضمیر
جو کہ دیکھے اسکو ہے جوش و خروش	مست کو رہتا کہاں ہی عقل و ہوش
دیکھتا ہے جو وہ ہے و اعلم حضور	اسکا ہر اک لقمہ بن جاتا ہے نور
جو کہ دیکھے حق دکھا لے ضرور	غرق فی التوحید کر دے حضور
ہم سے گروئے کوئی اس کا نشان	ہو گیاں کیونکر نشان لامکان
جا طلب دیدار کرے بے خبر	انکھ کی ہر بات پیدا کر نظر

مگر درجات کو اپنی تصرف اور قید میں لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کے طفیل بمقتضاتے (اللہ یکل مشی عیال) ہر کل و جز پر حاوی ہو جائے۔ پس اس جمعیت ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ اول جمعیت یہ ہے کہ عارف صاحب و جمال کو مشاہدہ جمال لازوال ذات ذوالجلال حاصل ہو اس ذاتی مشاہدے میں جملہ صفات و اسما و افعال غرض جملہ مخلوقات کا نظارہ سالک کو حاصل ہو جائے۔ دوم جمعیت یہ ہے کہ سائل کا ذاتی نور تمام عالم و عالمیان کے لئے بمنزلہ جان اور بشل روح حور وان بن جاتا ہے۔ اور تمام مخلوقات کے دفاتر نیک و بد اعمال اس کے اختیار لاتی اگلے صفحہ پر

یاد ہے کہ تین شخص گنہگار محمدی یعنی باطنی لغت اور دولت سے محروم اور بے لظیف ہیں۔ ایک زلی منافق۔ دوم جھوٹا کاذب۔ سوم بے ایمان کافر۔ قولہ تعالیٰ۔ اَخْلَاكَ لَا تَقْدِرُ مِنْ اِحْبَابِ مَنْ اَكْبَدَ اللَّهُ يَهْلِي مَنْ يَشَاءُ ترجمہ: اے میرے نبی صلعم! ہر شخص کو جو توارادہ کرے ہدایت نہیں دے سکیگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت پر لاتا ہے۔ لیکن ہر مرض کا علاج ہوتا ہے۔ اور ہر قفل کی کنجی اور ہر شے کے لئے ایک حیلہ اور وسیلہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسا علم بھی ہے۔ کہ ہر بے علاج اور ہر قفل کے لئے کلید اور ہر شے کے لئے حیلہ اور وسیلہ بن جاتا ہے۔ وہ کونسا علم ہے۔ کہ جس کے پڑھنے سے یلیم طالب اللہ حیلہ مطالب حاصل کر لیتا ہے۔ وہ علم تصور حضور اور علم دعوتِ نبوی ہے۔

علم پر مغرور ہے اے عالم نادان فضول
علم نے تجھ کو کیا ہے دور حق سے اجھول
گر تو آکشاف و باریہ رات دن پڑھتا ہے
ہے عبت جتنگ تو کچھ خدیرت خاصا کھے

حدیث۔ من عرف ربه فقد كل دسافه۔ مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سبق علم معرفت اور درس دیدار دیتا ہے۔ اور دنیا کے باطل جفیہ مردار سے بیزار کر دیتا ہے۔ معرفت اور دیدار کا راستہ اسم اللہ ذات سے شروع ہوتا ہے اور پھر اسم اللہ ذات میں ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حیلہ مراتب ابتدا و انتہا اسم اللہ ذات میں مندرج ہیں۔ حدیث۔ الفہایة هو الرجوع الی البدایة جس طرح کہ ابتدا میں ہم خاک سے نکلتے ہیں۔ اور پھر خاک قبر میں چلے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ٹوٹے ہوئے دل اور ٹوٹی ہوئی قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسی ہے۔ شکستہ دل وہ ہے کہ جو

اور اوسے سے ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی قید و قبض میں ہوتا ہے۔ سوم جمعیت یہ ہے۔ کہ سالک جو کام کرتا ہے۔ حضرت آقائے نامدار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی امر اور اذن سے کرتا ہے۔ اور اس کے تمام کام آنحضرت صلعم کی نظر اور توجہ سے سرانجام ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت سلطان العارین نے اپنی تصنیف میں ان دو عملوں کو بہت سراہا ہے۔ اور حد سے زیادہ تعریف فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ فرماتے ہیں کہ یہ عمل دونوں ہی دنیا کی تمام مشکلات کے لئے کلید ہیں۔ اور بے لظیف اور بدخجول کا بخت ان دو عملوں سے کھل جاتا ہے۔ ایک تصور اسم اللہ ذات حضور۔ دوم علم لقرون علم و دعوت القبور۔ فقیر کامل جب تصور اسم اللہ میں کامل اور عمل دعوت القبور میں عامل ہو جاتا ہے تو اس کی نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کن کا نور آ جاتا ہے جس کام کا ارادہ کرتا ہے اور جس مشکل کے لئے توجہ اور فکر اور اپنی لویا ہمت سے توجہ ہو جاتا ہے۔ اس کام کے قفل میں اس کی توجہ کن کی کلید بن کر چڑھ جاتی ہے۔ اور وہ مشکل جلدی یا بدیر ضرور حل ہو جاتی ہے پس یہ دو عمل گنج داریں کے لئے بمنزلہ کلیدیں ہیں۔ ان عملین کا حصول بہت مشکل اور دشوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیض فضل اور رحمت کے الوان سے اس قدر پروردگار کو جو جانتے کہ غلبہ نور حضور سے مسکونہ دل پارہ پارہ اور مضبوط قلب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اور دل کے پھول کی سر ایک پتی گل گلاب کی طرح سرخ رنگ معطر اور معتبر ہو۔ حدیث شریف - ان الله لا ينظر الى صویرکم ولا الی اعدا لکم و لکن ینظر فی قلوبکم و ینیا قلمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں اور نیات کو دیکھتا ہے۔

مشاہدہ کیلئے دل کی آئینہ سے لازم
یہ آئینہ ظاہری عینک کی طرح ہی ہے
نظر جو حق پیکر سے دل کی آئینہ ہونا طر
وگرنہ رکھتے ہیں حیاں بھی دیدہ ظاہر

لیکن سیکسہ قبر وہ کہ اہل قبر اللہ تعالیٰ کے انوار وحدانیت میں پٹا ہوا ہو۔ اس بلاہ باطن علم غیب کا عالم صرف عارف غیب دان اور غیب خواں باعیاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو مراتب بیان کا صحیح نشان پیش کرتا ہے۔ اور لاہوت لامکان میں پہنچا ہے۔ مرتبہ غیب دانی اور غیب خوانی یہ ہے۔ کہ باطنی معاملہ ظاہر کے موافق دکھاو اور ظاہر کو باطن سے بناوے۔ جو دل اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کی تجلی دوام میں لپٹ جائے۔ ایسے ذکر قلبی کے ایک دم اور ایک بار کے ذکر کا ثواب تشریح ہزار بار تہم قرآن کے ثواب کے برابر ہے۔ اس قسم کے ذکر قلبی حضور صاحب قلب نور کو کھانا نظر بانی کہتے ہیں۔

ذکر وہ ہے جس سے ملتا ہے خدا
یہاں یہ ذکر ہے حضور ہی خود نما۔

ذکر ایک نور ہے جو وسیلہ حضور ہے۔ اور علم بھی ایک نور ہے۔ اور اصلی علم وہی ہے جو کہ وسیلہ حضور ہے جس مرشد سے روز اول طالب مرتبہ حضور حاصل نہ کرے وہ مرشد لائق ارشاد نہیں ہے۔ اور محض تصور مشق وجودیہ سے طالب صاحب حضور ہوتا ہے۔

شرح حضوری

بعض لوگوں کو جنونیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو اپنے وہم اور خام خیال کی حضوری ہوتی ہے۔

۱۔ حضوری کسی خاص باطنی مقام اور غیبی مجلس میں حاضر ہونے کو کہتے ہیں۔ پس باطن میں انسان قسم کا مرتبہ اور جو استدار رکھتا ہے۔ باطن میں اسی قسم کی حضوری اسے حاصل ہوتی ہے۔ سو حضوری دو قسم کی ہوا کرتی ہے۔ ایک نوری قسم ناری۔ نوری حضوری ارواح انبیاء و اولیاء یا حضوری ملائکہ یا حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا حضوری شرف و یدرب اللعالمین میں حاضر ہونے کا نام ہے حضوری ملائکہ میں مساکل لطیفہ قلب کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ اور حضوری ارواح انبیاء و اولیاء و الصالحین عارف لطیفہ روح کے جسے سے (باقی اگلے صفحہ پر)

ایسے لوگ ہمیشہ پریشان احوال رہتے ہیں۔ بعض کو دنیا سے وظل کی حضوری یعنی کو حضور کی نفس ہمیشہ اہل ہواؤ ہو جس کو حضور کی شیطاں مثل تارک الصلوٰۃ احمق حیوان۔ بعض کو حضور کی روح مثل تجلی روشنی لوح ہرگ میں جو جرن مثل طوفان روح۔ بعض کو حضور کی حضرت محمد رسول اللہ صلعم ختم النبی صاحب دین قوی۔ بعض کو حضور کی اہام مع ویدار قرب اللہ حضور کی تمام۔ بعض کو غیب سے نگاہ۔ بعض کو غیب سے ہم۔ بعض کو غیب سے دلیل۔ یہ مراتب شہرگ سے بھی نزدیک تر کے ہیں۔ قولہ توالے سخن اقرب الیہ من جبل اورید۔ یہ تجلی انوار قرب اللہ سے ہے۔ مرشد کے دو مراتب ہوئے چاہیں۔ ایک ظاہر یا بند شرع متین دوں باطن حضور کی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کہ ظاہر طالبوں کو اسم اللہ ذات میں مشغول کرے اور باطن میں مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں توجہ سے پہنچا دے۔ ظاہر صاحب گنج غایت اور باطن میں کامل فقیر صاحب ہدایت اور حق سے جدا نہ ہو

ایک ساعت سے
مثنوی

سایہ کی طرح تو اہل صحبت تو نہیں جا کر تاہم کہ اس کو منظور نہیں
جب تجھ کو نہیں دعویٰ وصل خورشید اس سائے سے مل کہ اس سے کچھ نہیں

طالب وصل کو سالہا سال ریاضت درکار ہے۔ لیکن طالب حق کو مرشد توجہ سے مقام وصال سے نکال کر یکدم قافی اللہ کے اذوال مقام میں غرق کر دیتا۔ یعنی اپنی ہستی سے فنا ہو کر حق میں بقا پاتی۔ اور ان ہر دو مراتب فنا و بقا میں وحدانیت حق بقا پاتی۔ یہ ہیں فقیر کے مراتب ابتداء۔ یعنی فقیر کا ابتدائی مرتبہ فنا ہے عرفی رصنا۔ الرضا و فوق الفضل۔ ترجمہ دو مرتبہ رصنا مرتبہ فنا سے بھی بالاتر ہے۔ جہاں فقیر عارف یا اللہ وحدت میں غرق

شامل ہوتا ہے۔ اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقیر کامل حسبہ نور کے اور لطیفہ نور کے ذریعے حاضر ہوتا ہے۔ اور حضوری شرف و دیار پروردگار میں ذاتی نور کے نور سے جیسے کے ذریعے مشرف ہوتا ہے۔ دو قسم ناری حضوریات کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض کو حضوری جنونیت غیب عالم کی حاصل ہوتی ہے۔ بعض حضوری شیطاں اور شیطاں میں شامل ہوتا ہے۔ بعض کو حضوری اپنے ہم و خیال سے متشکل اور متشکل ہوا کرتی ہے۔ بعض کو باطن میں دنیا سے جینمروا کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور شیطاں ہر قسم کی ناری ناسوتی تجلیات اور خوبصورت مجلسیں دکھا کر طالب کو فریاد اور منور کرتا ہے اور اس کے دل میں باطل و ہم و گمان ڈال دیتا ہے۔ کہ یہ خاص مجلس ایسا، واویلا ہے۔ اور یہی دیار پروردگار ہر حال کے وہ سب کچھ شیطانی دھوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔

بعض طالب تمام عمر اس غلط فہمی میں مبتلا رہ کر اپنی عاقبت برباد و تباہ کر دیتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر قسم کی ناری حضوری والے بھی اپنے آپ کو حق رسیدہ اور فائز المرام خیال کرتے ہیں۔

ہو جاتے۔ وہاں فنا، قضا اور رضا والے نہیں پہنچتے۔ یہ ہے مقام قائمہ از وسعت۔ درمغز و پوست۔ وہ شخص
مقام سہ از وسعت و مراتب نور میں پہنچتا ہے۔ جو مقام وصل و حضور سے گذر جاتا ہے فقیر کو اس مقام پر پہنچنا
ضروری ہے جس شخص کا دل سخن غلیظ غضب الہی سے پر اور مخلوق سے وہ ہمہ تن بدکار اور بدخوش سے زندہ قلباً
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں دوام حضور ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں نفس مثل
یزید، قلب سعد سعید اور روح مثل بایزید ہے۔ اور انسان کی زندگی کی اصلی غرض علم لدنی اور مرتبہ نعم البدل
کے ذریعے حصول اسرار توحید ہے۔ لیکن مرتبہ نعم البدل کامل فقیر کی توجہ ہی سے جاسکتا ہے۔ توجہ یعنی وجہ
رخ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ صاحب توجہ کامل جس شخص کی طرف توجہ کرتا ہے اسے اپنے روبرو لاکر جملہ مطالب
اور مقاصد سے بہرہ و پیکر دیتا ہے جو شخص اتنی توفیق نہ رکھتا ہو وہ توجہ اور نعم البدل کے مراتب سے بے خبر ہے
جس نے حاصل کر لیا نعم البدل ہے چھٹی مرتبہ مقام اس کا عمل

ہر حقیقت جانتا ہوا زحمت ہے سدا وہ ہم جلیس مصطفیٰ

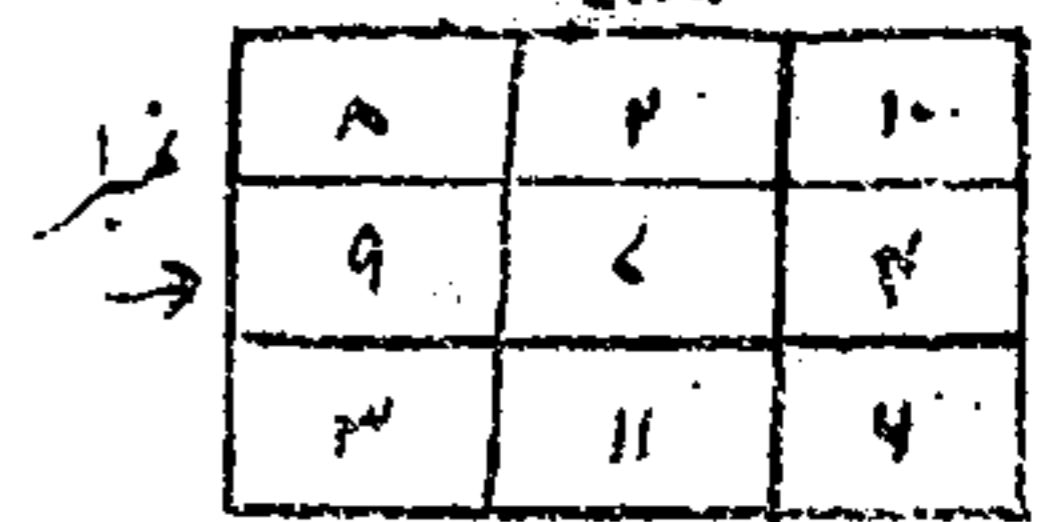
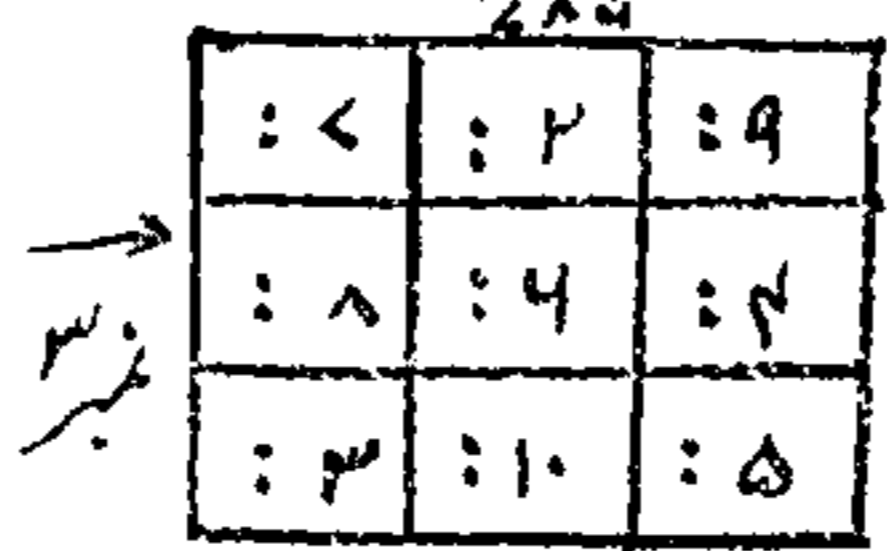
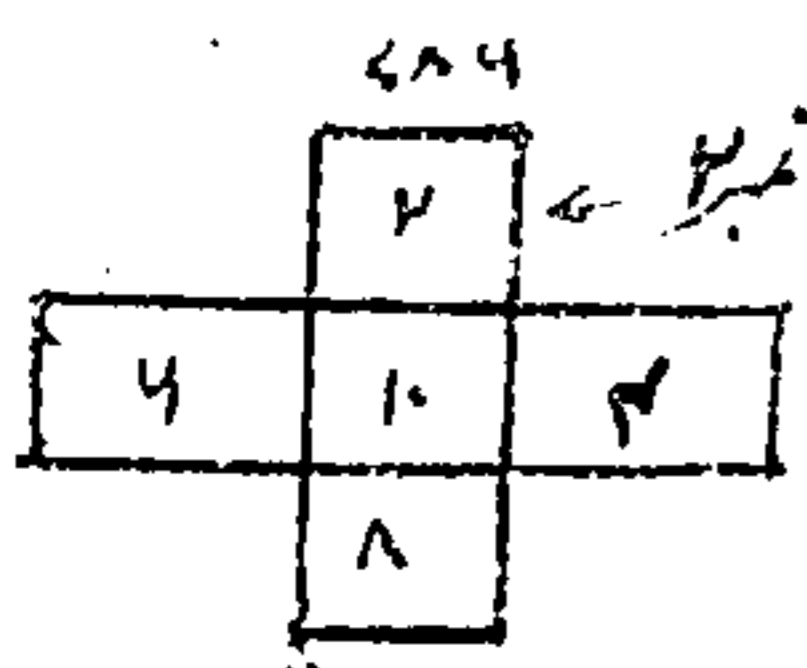
جو شخص ان مراتب کو پہنچے وہ سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ علم راستے کی روشنی ہے اور بغیر
روشنی علم جاہل فقیر گمراہ ہو کر راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ علم جان کا مولس اور معاون ہے۔ جاہل فقیر شیطان
سے بدتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہزن ہے۔ لیکن علم دو قسم کے ہیں۔ علم ظاہر قال و بیان اور
علم باطن معرفت وصال و عیان۔ جہاں معاملہ عیان ہے۔ وہاں کیا حاجت قال و بیان ہے۔ جو شخص نہ
واقف علم لقیف و عیان اور نہ عالم علم ظاہر فقہ مسائل بیان ہے۔ وہ فقیر نہیں بلکہ حیوان مطلق اور بندہ
نفس و شیطان ہے۔ حدیث۔ لا خرق بین الحيوان والانسان الا بالعلم والعقل ترجمہ حیوان
اور انسان میں فرق صرف علم اور عقل کا ہے۔ اور عقل بھی دو قسم کی ہے۔ ایک عقل کل و دوم عقل جزئ۔ عالم
عامل اور فقیر کامل صاحب عقل کل ہوتے ہیں۔ اور اہل دنیا منصوبہ ساز مغضوب حق و غاباز عقل جزئ رکھتے ہیں
علم کے تین حروف ہیں۔ ح ل ص۔ حروف عین سے عین (آ نکھیں حاصل کرے اور عین حق کے
ساتھ واصل ہو۔ حرف لام سے لایحتاج ہو۔ اور حرف میم سے محرم امر پروردگار ہو۔ اور عقل کے بھی
تین حروف ح ل ص۔ حرف عین سے عاقل اعلیٰ ہو۔ حرف قاف سے صاحب قرب حق اور طاہر نفس
ہو اور حرف لام سے لائق تقار رب العالمین ہو۔ حدیث۔ العقل حراتة الانسان اور الانسان
حراتة الرحمن۔ ترجمہ "عقل انسان کا آئینہ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے"

آئینے عین ہوتے ہیں۔ آئینہ سکندری، جام جہان نما، اور خاتم سلیمان علیہ السلام۔ لیکن ان
آئینوں کو روشنی، عزت اور شرف آئینہ فقر، آئینہ معرفت اور آئینہ مشاہدہ حضور سے حاصل تھی۔

پس اہل علم ہدایت و نہایت بھی خود شہ چین اہل ہدایت ہیں اور اہل ہدایت امیدوار اہل ولایت ہیں جو شخص بندۂ نفس و تابع ہوا ہے۔ اسے مراتب ابتداء و انتہا کی کوئی تخیر نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم اور بے نوا ہے۔ جو شخص ایسے مقام پر پہنچ جاتے کہ جس وقت چاہے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ہر سوال کا جواب با صواب پائے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ اسم اعظم بد و شوم کے ساتھ ملا کر پڑھے اور کیا ضرورت ہے کہ مخطوطہ کھینچے اور مثلث نسبت در نسبت پڑھے۔ ان باتوں کی ضرورت اس آدمی کو تو پتی ہے۔ جو ابھی ناقص ہے عمل اور خام نامتام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و حضور سے بہت دور اور ناکام ہو۔

چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے طلب اس سے عارف ہو گا تو با قربت

یہاں پر ہم اس اسم یا ہن و وح کی تھوڑی سی تشریح کر دینی ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسم بدو ح اہل جبر کا اختراع اسم ہے۔ کیونکہ اس کے تمام حروف زوج در زوج اور جفت در جفت ہیں۔ یعنی حرف ب کا عدد ۲، حرف د کا ۴ اور حرف و کا ۶، اور حرف ح کا عدد ۸ کے برابر ہے جن کا میزان کل ۲ + ۴ + ۶ = ۱۲ ہوتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اسم دو کو لانے اور محبت کے لئے کسیر ہے۔ اس لئے اس کے مثلث بنانے کا سودا ہر توفیق باز کے سر میں سمایا ہوتا ہے۔ لیکن عدد بیس کے تین برابر حصے نہیں بن سکتے اور اس کا مثلث چونکہ مشکل اور محال ہے۔ اس لئے اسکے مثلث بھرنے کے محتاج حتن کے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اگر اسم بدو ح کا مثلث ٹھیک طور پر تیار ہو جائے اور اس میں کسیر بھی نہ آئے تو محبت کیلئے واقعی مثل کسیر اور تیرہ ہفت چیز ہے۔ چنانچہ بعض عامل اس کی خانہ پرسی غنبر کی طرح کرتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی گوشے کی ایک لائن میں کسیر نہ جاتی ہے۔ گو باقی سب نسبت در نسبت ہیں۔ اور بعض لوگ اس کا یوں مثلث بناتے ہیں جو نقش نمبر ۲ میں دیا گیا ہے۔ اور بعض لوگ عدد اٹھارہ کا مثلث بنا کر اس کے ہر خانے میں دو نقطے لگاتے ہیں۔ اس مثلث کی صحت کی توجیہ وہ یہ کرتے ہیں کہ عدد ایک (۱) تین نقطوں کا مجموعہ ہوتا ہے پس ہر خانے میں ۶ چھ نقطوں کا مجموعہ عدد ۲ کا منظر ہے۔ سو اس طرح مثلث نسبت در نسبت بن جاتا ہے۔ جیسا نقش نمبر ۳ سے ظاہر ہے۔



اسم بدو ح تو ریت کا اسم اعظم ہے۔ اور یہ اسم واقعی بہت موثر ہے۔ لیکن اس کے پڑھنے میں بی شمار پیش کشیں آتی ہیں۔ جسکی برداشت اور دقیقہ آج کل کے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی باتوں کے بتانے میں (باقی اگلے صفحہ پر)

کامل وہ ہے کہ اگر چاہے تمام جہان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت اور ہلاکت کے گھاٹ اتار دے اور اگر چاہے جملہ جہان کو فیضِ باطنی اور ظاہری سے بہرہ ور فرما دے۔ عالم اہل قبل و قال بائکل عاجز اور محتاج سوال ہے۔ عارف صاحب مشاہدہ احوال ہے خادم ذکر فکر کے نشے میں مست خیال ہے۔ جاہل ہمیشہ اہل سوال اور فقیر و المی صاحب مشاہدہ جمال ایزد متعال ہے۔

علم حاصل کریں تو پاسے خدا جن ہے جاہل اور شیطان فنا

علم کے تین حروف ہیں اور ان تین حروف کے مطابق تیس پاسے قرآن کے بنائے گئے۔ چنانچہ تیس حروف کے جوڑ توڑ سے جملہ قرآنی آیات ناسخ، آیات منسوخ، آیات وعدہ، آیات وعید، آیات نقصان انبیاء، آیات امر معروف اور آیات نہی منکر وضع ہوئے جو تمام کونین زیر و زبر کی خبر دینے والے ہیں۔ جو مرشد روز اول طالب اللہ کو حقیقی و فضل کے ذریعے اس علم کی تعلیم نہ دے۔ اور حضور سے متیقن نہ تھنستے۔ وہ پیر مرشد احمق ہے کیونکہ کوئی جاہل فقیر اور ولایت کے رتے کو نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف قل خیرا واکافا سکت ترجمہ "اگر تو بولنا چاہے تو خیر کی بات کہہ ورنہ خاموشی اختیار کر" حدیث شریف من صلح لآخرہ المسلف فی وجهہ فکا لہما ذبحہ بلا مسکین ترجمہ "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی اس کے سامنے تعریف کی تو یا اس نے اسے بغیر چھری کے ذبح کر ڈالا" حدیث شریف حثونی وجوزہ المداہین التراب ترجمہ "اپنی تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو"

اگر کسی شخص سے دعوت و رد و وظائف کا عمل جاری نہ ہو اور ذکر فکر سے وجود کو فائدہ اور تاثیر نہ ہوتی ہو۔ اور تو جہد و تصور سے اپنے مقصود کو نہ پہنچے اور تفکر و تصور قابو میں نہ آتے۔ اور جو کچھ باطن میں نظر آئے اس کا ظہور ظاہر میں نہ ہو۔ اور سد سکندری کی طرح حجاب حائل نظر آئے۔ یا اگر کوئی شخص دعوت سے رجعت کھا کر ذکر فکر سے دیوانہ ہو گیا ہو یا اس احمق نے فقیر کی نظر سے چھوٹ کھائی ہو۔ یا اگر کوئی مفلس کنگال مرتبہ شاہی یا معرف الہی کا خواہاں ہو۔ یا اگر کسی شخص کا نفس سرکش ہو یا باطنی قند و نساد سے بد اعتقاد کرے۔ یا اگر کسی شخص کو علم یا فیض کا نلکہ نہ ہو اور اسے کسی طرح علم یا فیض نہ کھلے یا اگر کسی کے چاروں طرف خونخوار جانی دشمن ہوں اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ یا اگر کسی شخص کو کوئی لا علاج مرض لاحق ہو۔ اور اس سے

بہت بخل کرتے ہیں۔ بلکہ بعض نے ہمارے ان اہل کے اظہار پر بھی ناراضگی ظاہر کی ہے۔ کہ ایسی باتیں عام کر دینی اور نالوں کے آگے کھول کر رکھ دینی حکمت کے منافی ہے۔ لیکن خلق خدا کے نفع کے لئے کسی چیز کو چھپانا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور بہر حال بخل سے کسی کی بہتری بہتر ہے۔

یہ سب مذکورہ بالا مرادیں اور مقاصد فقیر ولی اللہ سے یک دم حاصل ہو جاتی ہیں فقیر ولی اللہ کامل وہ ہے جو کہ تصور اسم اللہ ذات حضور میں کامل ہو۔ اور توجہ و تکریم و عورت و عزت میں عامل ہو۔ جملہ فرض ایک فرض میں اور تمام سنتیں ایک سنت سے اور کل واجب و مستحب ایک ہی واجب اور مستحب کے اندر مشدود کھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم و علم فقہ مسائل ایک ہی مسئلے میں معلوم کر دیتا ہے۔ عرض جملہ علم فضیلت جو قید تحریر میں آسکتے ہیں اور تمام درجات عظمیٰ اور دولت و سعادت کبریٰ ایک ہی ساعت میں فقیر عالم باللہ واصل سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ مگر جو کچھ علم ضروری متعلق اسلام ہے۔ اتنا پڑھنا کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا اور گناہ سے باز آنا اور ہر قسم کی غیر آرزوئی نفس و دُعا سے باہر آ کر اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کو پہنچا فرض عین ہے۔ قدیم اور یہی ہے شاہراہ عظیم صراط المستقیم اور ابدی علاج بذریعہ قلب سلیم اور جان حق سلیم اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَلِكُنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ۔ تہ دل سے پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم اشارہ ترک الدنیا راس کل عبادۃ و حیا لہ فی ارض کل خطیئۃ۔ ترجمہ دینا کا ترک کرنا ہر عبادت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے یعنی ترک دنیا اور حب دنیا جملہ عبادت و ہدایت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام فتنوں اور فسادات کی جڑ ہے۔ وہ لوگ نہایت احمق ہیں جو اس سرمایہ ضلالت کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا کریں وہ تاریک دل اور کور چشم ہیں۔ عالم عال وہ ہے کہ علم کے نور اور عقل کی طاقت سے ہمیشہ مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں حاضر رہے۔ اور وہاں سے علوم باطنی حاصل کرے۔ اور فقیر کامل وہ ہے کہ دن رات تمام حالات عالم حیات اور عالم ممات کا تماشا اور نظارہ عمل و عورت و عورت و عورت اور وقت قرب اللہ حضور سے کیا کرے۔ قولہ تَعَالٰی۔ حَیْثُ مَكَفَرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ ترجمہ کہہ طرح اسے لوگو! اللہ تعالیٰ کے عہد کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم ہو جو جنہوں میں تم سے پہلے تم کو پیدا کر دیا۔ پھر تم کو اس طرح فاکر و بیکار اور پھر زندہ کر ڈالے گا پھر تم اسکی طرف لوٹنا و یہ جاؤ گے۔ فقیر زندہ جان، زندہ زبان، زندہ دم، ثابت قدم، زندہ دل، زندہ روح، زندہ سخن، مردہ نفس، مردہ حس، مردہ جسم اور مردہ طبع ہوتا ہے۔ اس قسم کا فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں دوام حاضر ناظر ہوتا ہے۔ اس کا حق جملہ مخلوق اللہ خاص و عام پر ہوتا ہے۔ ہر قسم کا لقمہ ظاہر اندر و باہر جو بھی وہ اپنا مقسیم کھاتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہوتا ہے۔

بعض لوگ صاحب پرہیز ہوتے ہیں وہ کھانے پینے میں سخت احتیاط برتتے ہیں۔ اور کوئی مشتبہ چیز نہیں کھاتے۔ اور طریقت کے بارہ سال تک ایک لقمہ حرام اور مشتبہ اپنے اندر نہیں جانتے دیتے۔ بلکہ بعض کی نسبت یہاں تک بڑی سنا گیا ہے۔ کہ اگر اتفاقاً آواز کے اندر کوئی حرام یا مشتبہ چیز چلی جاتی ہے۔ تو وہ فوراً کھانے کو دیتے ہیں۔ اور حرام چیز ان کے اندر قرار نہیں پکرتی۔ بعض اہل پرہیز یا صوفی آدمی کے ہاتھ سے کھانا اور روٹی پکواتے ہیں۔ بعض سخت احتیاط والے اس کے لیے عین دن (باقی اگلے صفحہ پر)

جس سے اس کا حق ساقط ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر واصل جس کی اصل اسم اللہ ذات سے وصل ہو کر مل جاتی ہے وہ اپنے جملہ احوال و افعال میں جمال الیز و متعال اور اللہ تعالیٰ کے وصال میں محو اور غرق رہتا ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام خلق اللہ کے لئے صرف اور قبضے میں ہوتے ہیں۔ اس کی برکت سے جملہ آفات اور بلیات سے محفوظ اور مامون رہتے ہیں۔ اس لئے تمام مخلوق پر اس کا حق اور سب کی کھانی میں اس کا حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ جہاں سے کھاتے اس کیلئے حلال ہے چونکہ عارف کامل مجسم نور جلال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے حلق میں ہرگز لقمہ حرام داخل نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ وہ دیکھ بھال کر کھاتا ہے۔ اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ چاہے ظاہر میں لوگوں کے سامنے وہ لقمہ ناجائز اور حرام بھی ہو۔ اور عارف فقیر کی ہر بات سچی و صحیح ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ عوام کے نزدیک وہ غلبہ مستی و حال کے طور پر محض نذوبانہ طور پر واصل فقیر کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصال سے ہوا کرتی ہے۔ اور اس کی حلق میں پاکیزگی کی وجہ سے حرام لقمہ داخل نہیں ہو سکتا۔ فقیر کا پیٹ نور کی طرح ہوتا ہے۔ وہ آتش شوق سے جو کچھ بھی کھاتا ہے۔ جل کر نور ہو جاتا ہے۔ اور خواب میں فقیر مشرف دیدار حضور ہوتا ہے۔ اور بیداری میں باطن محور ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر کامل نافع المسلمین مثل آفتاب فیض بخش عالم میں مشہور ہوتا ہے۔

کامل ہوں بابت اہل ہوں باکرم	جو دیکھ لے تجھے اے مطلق نہیں ہو غم!
کافور لاکھ ظم ہوں تر سے ویسے مرے	غم اس کو ہو سدا جو طلب غیر کی تجھے
قریب دین میں غم نہیں ہرگز فقیر کو	دنیا کی عز و جاہ ہے لغزت امیر کو
دنیا نون کا گھر ہے درم و دام دروہیں	جو ترک کرتے ہیں اسے بشک و مردہیں
جب جان اس جہاں چلے وہ جہاں ملے	جب اس جہاں جہاں چلے لامکا ملے

موت اور روزہ وصال کا رکھتے ہیں یعنی تین دن متواتر کچھ نہیں کھاتے پیتے۔ بعد تین روز کے کچھ کھاپی لیتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ تین دن متواتر فاقہ کرنے کے بعد اگر ہر گز حرام چیز بھی کھالی جائے تو حلال ہو جاتی ہے۔ بعض اہل پیمبر آدمی کے اندر اگر لقمہ حرام یا مشتبہ داخل ہو جائے اور وہ قرار رکھتے تو ان کی باطنی صفائی اور کشف میں فوراً فو تو واقع ہو جاتا ہے۔ لیکن لاکھوں میں بعض مالک الملکی ذاتی فقیر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کے شوق اور اشتیاق کی آگ سے تنہا اور بھٹی کی طرح بھڑکتا رہتا ہے جو لقمہ بھی ان کے اندر جاتا ہے۔ اس کی حرمت اور نجاست زائل ہو کر نور بن جاتا ہے۔ خواہ وہ لقمہ ازوجہ حلال ہو یا ازوجہ حرام ان کا وجود دریا کی طرح نور محیط ہوتا ہے۔ کوئی ناپاکی اس میں پڑ جائے وہ کدرا و پلید نہیں ہوتی۔ دوم تمام خلائی پران کا حق ہوتا ہے۔ آسمان ان کی برکت سے بارشیں برساتا ہے۔ اور زمین سبزہ آگاتی ہے۔ اور جملہ ظاہری اور باطنی آفات ان کے دم اور قدم کے طفیل دنیا سے رفع دفع ہوتے رہتے ہیں۔ تمام جہان والوں پر ان کا حق (باقی اگلے صفحہ)

جو غیر تافی اللہ ہو کر اللہ کے قرب میں غرق ہو جاتے اسے صاحب انتہا اہل الوصول کہتے ہیں۔ اس کی نظر قبول تصور تصرف قبول، توجہ فکر قبول، دلیل آگاہ قبول نظر نگاہ قبول اور ہم و خیال قبول ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ جن، شیطان، نفس خبیث، دنیا جنس اور راسخین الیٰس سے بھی بدتر اور درشت تر و جاہل مجہول ہے کیونکہ سہرات اور ہر کام جو بھی وہ کرتا ہے محض حسب خواہش نفس و مواعلاف رخصا و خدا نامقبول ہے۔ فقیر ایک ایسا مہر کہ جتنا ہے کہ اسے اللہ کے در و محبت کا داغ داغ میں لگا رہتا ہے۔ ایسے شہباز عارفوں کی حقیقت ذرا غ کیا جائے تمام مرتبے، علمینا حسب کل علوم اور حکمتیں اور کیمیا کے سارے خزانے اور یہ سب حالات ایک دم میں اور ایک قدم پر طالب اللہ کو حاضر ت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ کہ طالب کے دل میں کسی قسم کا غم اور ارمان باقی نہیں رہتا چنانچہ تیس قسم کی حاضر تیں حروف تہجی میں ہیں۔ اور تانویں سے طرح کی حاضر تیں فودونہ ناموں میں ہیں۔ اور ہر

فائق ہوتا ہے۔ غرض ہر خاص و عام کے مال اور رزق میں اسکا حصہ ہوتا ہے۔ اور جہاں سے جو کچھ بھی وہ کھائے اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ مثنوی سے ہر کر اللہ بود و نواز حلال آنچہ داندے خورد بود حلال مالک الملکی بود عارف فقیر حق شود بر کل و جز حاکم امیر

حاضر ت کی بہت قسمیں ہیں، حاضر ت ذات، حاضر ت صفات، حاضر ت اہل حیات، حاضر ت اہل ممات، حاضر ت ہر وہ ہزار عالم مخلوقات، حاضر ت جنات، حاضر ت اہل کوکب غوث، قطب، اوتاد، ابدال، اہل تصرفات، حاضر ت جمیع انبیاء و اولیاء و صلحاء و الشہداء۔ روحانیات، ارواح، فلک، عرش و کرسی، مومکانات مذکورہ بالا حبلہ حاضر ت اور اس کے علاوہ دیگر حاضر ت کی کلید ت ان چھ اسماء کے تصورات ہیں۔

اسما میں ہیں۔ اللہ - لله - هو - محمل - فقر - ان چھ اسماء کے حروف اٹھارہ ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار مخلوقات ان اسماء کی قید میں ہیں۔ کہ جن میں چھ ہزار انواع ہوا میں اٹھنے والے ہیں۔ اور چھ ہزار پانی میں اور چھ ہزار خشکی پر رہائش رکھتے ہیں۔ اسی طرح باطن میں فوری، ناری اور خاکی غیبی مخلوقات بھی ان کے تصرف میں ہیں۔ اس کے علاوہ چوبیس قسم کی حاضر ت کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چوبیس حروف ہیں۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور دن رات میں انسان اوسطاً چوبیس ہزار فوسلس لیتا ہے۔ اور تیس قسم کی حاضر ت تیس حروف تہجی میں ہیں۔ اور ان کے مطابق پہننے کی تیس تاریخیں مقرر ہیں۔ اور تانویں سے یعنی ایک کم سو قسم کی حاضر ت اللہ تعالیٰ کے تانویں اسماء صفات میں مندرج ہیں۔ اور نیز قرآن مجید کی ہر آیت ایک نئی قسم کی حاضر ت کی کلید ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بیسٹ اسماء میں جن کا علم محض اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ کے غیبی لطیف شکر کی حاضر ت کی جاتی ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا هو اور نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے شکر و کوسولے اس کے اور کوئی شخص، (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک آیات قرآن اور ہر حدیث نبوی و حدیث قدسی میں حضرات ہے۔ اور حضرات کبر طیبات میں جملہ درجات ہیں۔
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات فنا فی اللہ حضرات اذا لم یبق فی اللہ فہو اللہ حضرات
 قافی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ملاقات انبیاء و اصفیاء اللہ، حضرات جملہ عنایت قطب و انبیاء اللہ اور
 حضرات ملاقات جملہ مجتہدین و اسکندرین متین جو شخص مذکورہ بالا حضرات کا عمل جانے وہ کل مخلوقات اور تمام کائنات
 کی ارواح اور تمام متوکلات ملکہ اور کل جنات کو جس جگہ جس وقت چاہے حاضر کر سکتا ہے۔ اور جس مقام ناویدہ یا مدیہ
 کو فوراً پہنچا چاہے پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص ان حضرات کے راستے اور طریقے نہ جانے وہ نہ علم ظاہری میں عالم عامل
 ہے۔ اور نہ معرفت توحید میں فویر کامل ہے۔ جگہ نفس کا زیر بار مثل حاصل ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی
 العظیمہ اعوز باللہ من الشیطن الرجیمہ لیس اللہ الرحمن الرحیمہ ہوا اول و الاخر و الظاہر و
 الباطن۔ لیس کلمتہ شئی و هو المسیح العلیمہ ترجمہ "وہ اقل ہے اور وہ آخر ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اور
 وہ باطن ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ ہر چیز سننے اور جاننے والا ہے۔"

ان چار مراتب کنہ و حدایت الوہیت حقیقت معرفت حقیقی اور باطن حقیقی کو وہ شخص پہنچتا ہے۔ جو صدیق
 کا مرتبہ صدیقی رکھتا ہو۔ اور جملہ ماسوی اللہ کو دل سے مٹا دے اور اللہ تعالیٰ کی لذت دیدار میں چار جسمانی لذتوں کو
 بھول دے۔ چار ظاہری لذت یہ ہیں۔ اول لذت کھانے پینے کی۔ دوم لذت شہوت جماع۔ سوم لذت حکومت
 بادشاہی۔ چہارم لذت مطالعہ علم نیک گاہی جب عارف باللہ تصور اسم اللہ ذات کی باطنی چاشنی چکھ
 لیتا ہے اسے پھر یہ ظاہری فانی لذت پسند نہیں آتیں۔ بعد ازاں اسے درگاہ رب الارباب سے صادق کا خطاب
 مل جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کوفوا مع الصادقین۔ اول طالب ہر ایک ظاہر باطن مرتبے کو
 آرزو کر دیکھے۔ بعد ازاں معرفت اور فقر میں قدم رکھے کہ اس کا یقین درست ہو جائے۔ اور دنیا و آخرت
 میں کہیں بھی ناکام و نادم نہ ہو۔ کیونکہ اول طالب کو مشاہدۃ اللہ دیدار ہوتا ہے۔ تب اسے درست اور صحیح اعتبار ہوتا
 ہے۔ اول طالب مشاہدین ہوتا ہے۔ پھر اہل یقین ہوتا ہے۔ اول انما چاہیے پھر اعتقاد اول مرتبہ خاص پائے پھر اخلاص

قولہ تعالیٰ و عند ما مقامہ الغیب کا علم ہوا اور اللہ تعالیٰ کے قبض میں میں غیب کی کنجیاں اور نہیں جانتا
 سوائے اس کے اور کوئی "جو شخص اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم یعنی ذاتی اسم کے تصور، تصور، فکر اور توجہ میں کامل ہو جاتا ہے
 وہ ہر قسم کی حضرات کر سکتا ہے۔ اور ہر شے ہزار مخلوقات علوی، سفلی، نامی، نوری اور خاکی جملہ اہل حیات اور اہل ممات کی حضرات
 پشت ناخن یا ہاتھ کی ہتھیلی پر کے جملہ مخلوقات کا تماشہ اور نظارہ کرتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
 و اللہ ذو الفضل العظیم۔ و ما ذالک علی اللہ بعزیز ط

جب جان اس جہاں چلے وہ جہاں چلے
جب اس جہاں جان چلے لامکاں!
جو اولیا میں آگے ہے تو نین عطا
ہے قرب حق سے قدرت کامل انہیں
قولہ تعالیٰ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ ترجمہ: "خبردار! اولیاء کو کسی چیز
کا خوف نہیں اور نہ کسی بات کا غم ہے۔"

باب پنجم

علم و معرفت

اس کتاب تفسیر التفسیر کے مطالعے سے طالب نفس پر غالب میر تقی میر اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ آواز اس
روز الست کی ہے۔ اَلَا اِنَّ كَمَا كَانَ "اب بھی ویسا ہے جیسا پہلے ہی تھا" یہ علم حق الحق آیات قرآنی اور کلمات ربانی سے
ماخوذ ہے۔ کیونکہ قبیل وقال ربانی، تمام احوال روحانی، کل علم علوم عیانی اور سب مراتب لاہوت لامکانی قرآن کے اندر موجود
ہیں قولہ تبارک "وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا اِلَّا هُوَ وَيُعَلِّمُهَا فِي الْبُرُوجِ وَالْجِبْرِ وَمَا نَسَقَطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا
يُعْلَمُهَا وَلَا حِجَابَ فِي ظِلْمَتِ الْاَرْضِ وَلَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ اِلَّا فِي كِتَابٍ مِّبِينٍ طَرَجْمَةٌ اِسْمِ كَيْفِ الْغَيْبِ كَيْفِ الْغَيْبِ
سوائے اس کے نہیں کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے جو شکی اور تری میں ہے۔ اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ
کو ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہے۔ اور نہ کوئی تر اور خشک چیز دنیا میں ہے۔ مگر اس کا حساب اللہ تعالیٰ کی کتاب
مبین (روح محفوظ) میں مرقوم اور مندرج ہے۔ اور توحی علم لفظ حدیث، علم توحیدیت، علم انجیل، علم زبور اور وہ جملہ
علوم جو عرش و کرسی اور لوح محفوظ پر مرقوم ہیں اور کونین کے جملہ کل و جزو علوم لوح ضمیر یعنی دل کی تختی پر ایک نقطے کی طرح معلوم
ہوتے ہیں۔ جس وقت لوح ضمیر کا سودا سودا بذر لیا ہم اللہ ذات علم باطنی سے کھل جاتا ہے تو محض الف سے ہی الفت
علوم معلوم ہو جاتے ہیں عمل کیلئے بس یہی ایک علم کافی ہے۔ اور اس کے ماسویٰ جن قدر علوم میں محض ذریعہ معاش اور باعث
کسب روزگار لذت نفس اور ہوا و ہوس ہے لیکن عامل اور کامل مرشد کی عطا سے بنتے ہیں۔ اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ
كَالْمَيْتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَاسِقِ۔ ترجمہ: طالب مرشد کے سامنے اس طرح بے اختیار ہو جیسا طرح غسال (مردہ شو) کے سامنے
مردہ ہوتا ہے۔ لے طالب! اگر تو سچا طالب ہے تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔ مردہ کی مانند ہو جا۔ اور کسی قسم کا
درد نہ مار تاکہ میں تجھے معرفت کا غسل دے کر شیطانی آلائشوں سے پاک کر دوں۔ میں اسی نیک کام کا خواہش مند ہوں۔

اور ایک مکمل مرشد اور راہبر کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات اور منازل سے پوری طرح واقف ہوں
 اسی نیک جذبہ کے زیر اثر میں ساہت سال طالب کی طلب میں رہا ہوں۔ لیکن افسوس میں نے کوئی ایسا
 طالب صادق نہ پایا جو لقاء الہی کے لائق اور قابل ہو۔
 اے کیمیائے سیم و زر کے طالب! تجھے کوئی کیمیادار کار ہے۔ اور تیرا کوئی کیمیا پر اعتبار ہے۔ کیمیادار

کیمیادار وہم کی ہیں۔ ایک کیمیا ہر معنی سونا چاندی بنانے کا علم۔ دوم کیمیا، نظر کہ جس کے ذریعے مرشد کامل طالب ناقص کے میں وجود
 کو قیمتی خالص سونے کی طرح کر دیتا ہے۔ اور بازار آخرت میں ایسے وجود کی بڑی قدر اور قیمت پائی جاتی ہے۔ کیمیائے ہر معنی سونا
 چاندی بنانے کا سودا سے خام بہت لوگوں کو خصوصاً مولویوں۔ صوفیوں۔ قرآن کے حافظوں اور اسی قماش کے مفت خور اور
 کام چور اشخاص کو ہمیشہ دلکش رہتا ہے۔ اور اپنی عمر گراں باری اور کل اثاثہ اور اندوختہ اسی ہوس کے نذر کر دیتا ہے اور آخر نام
 نامراد خالی ہاتھ دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے ہماری نصیحت اس کتاب کے ناظرین کے لئے یہی ہے۔ کہ اس نامراد سے
 اور خام خیال کے نزدیک نہ بھٹکیں کیونکہ یہ کام نہایت مشکل۔ سنت دشوار اور تقریباً محال ہے۔ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے سونا
 بنا کر دکھائی دے۔ تو ایسے مداروں کا کھیل اور کرب اور ہاتھ کی صفائی سمجھنا چاہیے۔ جب ہزاروں تماشائیوں کے سامنے دن
 کی روشنی میں ایک مداری کئی چیزیں پیدا کرتا اور گم کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ کی صفائی ہے پھر بھی معلوم
 نہیں کر سکتے۔ تو بھلا ایک تاریک گوشے میں آگ کے اندر کیمیا کا مداری کیا کچھ نہ کر سکتا ہو گا۔ یہی بات کہ آیا کیمیا کا وجود بھی
 ہے یا نہ۔ ایک مثل مشہور ہے۔ کہ کاٹھ کی ہنڈیا صرف ایک بار چڑھتی ہے مگر کیمیا کا وجود نہیں ہے۔ تو صد ہا برس سے یہ
 سلسلہ کیوں قائم ہے۔ اگر یہ محض ڈھکوسلا اور ہاتھ کی صفائی ہے تو آج تک یہ بھانڈا کیوں نہ چھوٹا۔ اور یہ راز طشت اند
 با کیوں نہ ہوا۔ اور صدیوں سے بھی کیمیاگری کی بے بنیاد حقیقت بے نقاب کیوں نہ ہوئی۔

واقف یہ ہے۔ کہ حرص اور طمع انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور ساہا سال کی خاک رانی اور شجہہ بانڈوں کی مکاریاں اور
 عیاریاں صحیح ار انسان کو تلافی مانات کے لئے اس راستے کا شکار سی اور مہوسی کا ایک ماہر کا تدار بننے پر مجبور کر دیتی ہیں۔
 لیکن ان باتوں کے باوجود بہت کامل عارفین اور مکمل محققین اور بزرگان دین خصوصاً ہمارے باطنی روحانی مربی حضرت
 سلطان العارینؒ اپنی تصانیف میں اس علم و فن کے وجود کے قائل ہیں۔ اور اس کے علاوہ آج کل کے علم سائنس کے ماہرین
 نے بھی ماہیت قلب یعنی ایک چیز سے دوسری چیز کے بن جانے کا امکان ثابت کر دیا ہے۔ ہم اگر اس موضوع پر سیر حاصل بحث
 کریں تو ہمارے اس کتاب کے کافی اوراق اس بحث کے تدریجاً جائیں گے۔ لیکن ہم یہاں اختصار کے طور پر موجودہ
 سائنس کے ایک اہم اور ضروری مسئلے سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ سائنسی فنک ایجادات ان معلومات کی
 صداقت کی بہترین اسناد ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ ایک کیمیا ہنر حصول دنیا مردار۔ دوم کیمیا سے نظر شرف دیدار پس دیدار کے لئے کوستا علم اور راہ اور کوئی دلیل آگاہ اور کوئی نظر نگاہ ہے۔ من لے اسے جاہل عالم۔ اسے عارف واصل عامل! اس آیت قرآنی سے دیدار کے امکان کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ قول لیس۔ ومن کان یوجوالقاء ربہ فالیحمل عملاً صالحاً ۛ تو جہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو ہو پس وہ عمل صالح اختیار کرے ۛ

آج سے پچاس سال پہلے دنیائے سائنس میں یہ بات مسلم تھی کہ دنیا کے تمام مرکبات اور اجساد کے سب سے چھوٹے ذرے کو عمومی کیوں کہتے ہیں۔ دراصل مولی کیوں بھی بچائے خود ہزار ہا چھوٹے چھوٹے ذروں کا جنہیں ایٹم کہتے ہیں۔ مجموعہ ہوتا ہے۔ اور مولی کیوں ذرے کے خواص ان ایٹمز کے شمار اور اختلاف پر ہی نہیں بلکہ ان کی طرز اجتماع پر منحصر ہوتے ہیں۔ پس جس چیز کے مولی کیوں میں ایک ہی قسم کے ایٹمز ہوں اسے مفرد کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے مولی کیوں میں مختلف قسم کے ایٹم ہوں اسے مرکب کہتے ہیں۔ مفرد چیزیں دنیا میں تقریباً تو کے قریب مانی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہا۔ کونکر۔ سونا۔ چاندی اور آئین وغیرہ۔ مولی کیوں کے قدر قامت اور جسامت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کہ فرض کرو تمام سطح زمین پر گیندیں بچھادی جائیں۔ پھر جس قدر گیندیں سطح زمین پر بچھنیگی اتنی ہی مولی کیوں کی تعداد پانی کے ایک قطرے میں ہوتی ہیں۔ ایٹمز اور بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور وزن اور حجم میں بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ اب فرض کیجئے کہ ہم نے سونا بنانا ہے۔ تو ہمیں ایسے مولی کیوں اکٹھے کرنے ہونگے جن میں خالص سونے کے ایٹمز ہوں۔ گذشتہ زمانے کے سائنس دانوں کا یہ خیال تھا۔ کہ ایٹم کا ذرہ حد تقسیم ہے۔ اور اس سے زیادہ چھوٹے ذرے کے وجود کا امکان نہیں ہے۔ لیکن آج کل کے سائنسدانوں نے ایٹمز کی ساخت کے سلسلے میں جو معلومات حاصل کئے ہیں۔ اس نے سائنس کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ریڈیو۔ کاسکی اور وائرلس وغیرہ ایجادات اپنی معلومات کے صدقے میں ہوتی ہیں۔ اور اب یہ بات مسلم ہو گئی ہے کہ ایٹم کا ایک باریک ترین اور ناپہیز خردہ بجائے تو دو ایک کائنات ہے۔ ایک دنیا ہے جس میں ایک مرکزہ سورج کی طرح موجود ہے اور جس کے ارد گرد بیشمار اور لاتعداد برقی ذرے نظام شمسی کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان حقیقت بنیان کی صداقت بیان کر رہے ہیں۔ و تری الجبال تحسبھا جامدات وہی تم مکر السحاب صنع اللہ اللہ الی اتقن کل شیء ۛ و ترجمہ ۛ اور تو جب پہاڑوں کی طرف دیکھتا ہے۔ تو تجھے ٹھوس جامد معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ بادل کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کائیگی ہے۔ کہ اس نے ہر چیز کو ساکن اور قرار حالت میں قائم کیا ہوا ہے ۛ

غرض ایٹم کے ایک ذرے میں ایک مرکزہ ہوتا ہے۔ جسے نیوکلئیس کہتے ہیں۔ اور اس کے ارد گرد ہزاروں بلکہ بے شمار برقی ذرات الیکٹرونز حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ نیوکلئیس اصل جو اس بجلی کا مسکن، مرکزہ اور صدر ہے۔ یہ خود بھی ایک مستقلاً ذرے کی بجلی کے ذروں کا مجموعہ ہے۔ جو اپنے ارد گرد دھکر کھانے والے الیکٹرونز یعنی بجلی کے ذرات کو اپنی برقی طاقت سے پکڑے (راتی رنگے صغیر)

عمل صالح معرفت اللہ کی طرف رجوع لانا ہے۔ اور شرک کفر عمل طالح اللہ تعالیٰ سے انحراف کرنا ہے۔ اب جو راستہ تو چاہے اختیار کر۔ واضح ہو کہ جو شخص علم و فصیلت ظاہری زبان سے بہرا تہ ہو لیکن بقدرتِ دل اور علم باطن سے بے خبر ہے وہ مطلق حیوان تابع و شیطان ہے۔ اگرچہ وہ ظاہری زبان سے علم نفس و حدیث پڑھتا ہے لیکن باطن میں اس کا نفس دیو جاہل خبیث اور منافق ابلیس بیٹھا رہتا ہے۔ بعض لوگوں کا نفس درجہ بدرجہ کافر، منافق، مشرک، کاذب ظالم ہوا کرتا ہے۔ اور بعض کا مسلمان۔ لیکن صاحب نفس مطمئنہ مثل انبیاء و اولیاء اہل تصدیق اور صاحب علم تو فریق

اور حرکتے ہوتے ہے۔ اب اگر کسی ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنا ہے۔ تو اس کے بیرونی الیکٹرونز یعنی برقی ذروں کو کم بیش کرنے سے یہ عمل ہو سکتا ہے۔ مگر الیکٹرونز یعنی باہر کے رقصاں اور محرک ذروں میں کمی بیشی کرنے سے مرکز یعنی نیوکلی اس کی برقی طاقت اور الیکٹرونز کی جتنی طاقت میں وہ توازن جو ایٹم کی بقا اور وجود کا باعث ہے قائم نہیں رہتا۔ اور یہی عدم تعادل ایٹم کا راز ہے۔ اس لئے کسی چیز کے ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنے کے لئے اس کے بیرونی بیرونی رقصاں الیکٹرونز یعنی بیرونی برقی ذرات اور مرکزہ نیوکلی اس کے اندرونی برقی ذروں میں کمی بیشی کرنی پڑے گی۔ اور یہ بات ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ اور یہ جاہل نادان مہوسوں کا کام ہرگز نہیں ہے۔ پہلے زمانے میں یہ علم بزرگان دین اور کاملین عارفین کو ملا کہ فرشتوں اور ارواحِ مقدسہ کے ذریعے خلوت میں سکھا دیا جاتا تھا۔ بلکہ کامل فقیروں کی نگاہ نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کن کی بجلی ہوتی ہے۔ جو تمام کائنات کی تخلیق کی کلید ہے۔ سو وہ جس چیز کی ماہیت قلب کرنی چاہیں اللہ تعالیٰ کے لہرکن کی ذاتی بجلی سے اس کے برقی ذرات میں کمی بیشی کر کے اس میں تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض بزرگان دین نے مٹی ڈھیلے کو اپنی نظر اور نگاہ سے سونے میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور کامل فقیروں کیلئے یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا گشتند سنگ را کتد و گس را نماکتند

لیکن کامل فقیر بنا سب سے مشکل کام ہے۔ اس لئے کوئی شخص از خود یا کتابی نسخوں کے ذریعے یا جھوٹے مہوسوں کے کچھ پیر کیمیا گری کے سونے تمام میں نہ چھینے اور اپنی ہر گراں مایہ کو برباد نہ کرے کسی کامل مردِ خدا کا دامن پکڑے اس میں تمام دنیا کے کیمیا کے نالہ اور وین و دنیا کی نعمتیں اچھے شیشے میں آس جاتی ہیں۔ کامل فقیروں کے نزدیک مٹی سے سونا بنانا بھی حیوانوں کا کام ہے چنانچہ سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

خاک را بنظر کیمیا گسیم و زند این مراتب چسبیت یعنی کاغذ و

تمت و در دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی

نہیں تمنا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ چہ ان خرقہ پوشوں کی امدت ہو تو دیکھ انکو

یہ بیضام لئے بیٹھے ہیں اپنی سرستینوں میں

ہوا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تصور سے مشرف دیدار، قلب سیدار، مشاہدہ بین۔ اہل معرفت صاحب مرتبہ حق الیقین ہوتے ہیں۔ حدیث شریف

حسب نے اپنے نفس کو پہچانا پس اس نے اپنے رب کو پہچانا جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔

اللہ تعالیٰ چار تصور سے پہچانا جاتا ہے۔ اول تصور موت، دوم تصور محبت یا مشاہدہ۔ سوم تصور معرفت یا معراج مشرف دیدار پروردگار چہارم تصور مدام ملازمت مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ جو مرشد و زاوّل طالب اللہ کو دیدار سے ان تصورات کی تسلیم نہ کرے وہ مرشد خام نامکام ہے۔

اے جان عزیز! تمام مسائل فقہ اور جلد وینی کتب کا مطالعہ محض حق و باطل بتاتے ہیں۔ لیکن مرشد عالم باللہ راہ دیدار با توفیق اور حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طور پر دیکھنا ہے۔ اہل علم صاحب شنید اور اہل معرفت صاحب دید ہیں۔ ہر دو برابر نہیں ہو سکتے۔ جو مولا فرض اولیٰ ہے۔ ترک دنیا سنت عظیم، ترک نفس مستحب جامع اور خلاف شیطان واجب کل ہے۔ حدیث شریف طالب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة ترجمہ "علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلم مرد اور مسلم عورت پر فرض ہے" اور آیت اول العلم درجات۔ ترجمہ "علم کو اللہ تعالیٰ نے بڑے درجے عطا کئے ہیں" میں جس علم کی طرف اشارہ ہے وہ یہی علم ہے۔ اہل دیدار کو کیا سہم و ذریا سنگ پارس محض نفس کی تسلی اور جمعیت کے لئے چاہیے۔ مرشد ناقص خلوت اور چھوٹوں میں بھاگ کر ریاضت کرتا ہے۔ لیکن مرشد کامل بذریعہ معجزات اور تصور اہم اللہ ذات طالب اللہ کا تمام وجود آئینے کی طرح صاف کر دیتا ہے۔ جس کے باعث تمام عمر اسے مجاہد اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ مشاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا بخوار و غرق ہو جاتا ہے کہ دونوں جہان کو بھلا دیتا ہے۔ مرشد کامل ایسا چاہیے کہ ایک ہی توجہ سے حضور پہنچا دے۔ جو مرشد با توفیق نہ رکھے وہ بیوقوف احمق راہ معرفت اور دیدار سے بالکل بے خبر ہے۔

مرشدان فروش اہل نام بہت ہیں اور نانی زبانی طالب بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ غرض مرشد اہل تقلید اعمال ظاہر و باطن کی مشقت یا ورود و طائف دعوت اور ذکر مجلس دم وغیرہ سے طالب کو پریشان کرتا ہے۔ لیکن مرشد کامل نظر سے طالب کو ناظر اور مشاہدہ دیدار میں حاضر کر دیتا ہے۔ اسے عاقل ہوشیار اسے عارف لائق دیدار اے طالب اہل دنیا مزار۔ اے عالم فضیلت آثار۔ اے جاہل بدکردار کان لگا کر سن لے کہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن آساء فعلیہا۔ ترجمہ جس نے نیک عمل کئے اس کے نام سے اس کی ذات کیلئے ہیں اور جس نے برے عمل کئے اس کا عذاب اسے ہی ملے گا۔ عمل صالح اولیٰ رحمت اور جملہ امراض باطنی کفر و شرک زحمت سے نکلنے کا علاج ترک دینا ہے۔ کیونکہ حب دنیا ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دہمال میں حجاب الہی ہے۔ سو جب تک اول طالب اللہ کا دل دنیا سے سیر نہ ہو جائے

اور تمام دنیا تصرف اور قبضے میں نہ لے آئے۔ وہ احمق ہے کہ فقر اور معرفت میں قدم رکھتا ہے۔ پس طالب کیلئے فریضہ عین ہے کہ اول تمام دنیا ملک سلیمان اپنی قید تخییر اور حکم میں لے آوے۔ بعد ازاں یہ بھی فریضہ ہے کہ تصرف اور تخییر میں لا کر ایسے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مشاہدہ جمال کی طرف متوجہ ہو جائے۔ محض یہ راہِ قبل و قال اور گفت و شنید کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ راہِ مشاہدہ عین جمال کے دیدار کل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید میں ہی شخص قدم رکھتا ہے۔ کہ جو اول اپنا وجود علم سے آراستہ اور پاک کرے۔ کیونکہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا ہے۔

علم دو قسم ہے۔ ایک ظاہر اور اسم رموزِ زبانی۔ دوم علم باطن حقیقی و قیوم، جسے کرمیہ رقم رقوم، تصدیق القلب لحدت بخش روحانی، فیض فضل اللقا، فیض فضل البقا، فیض الحیا، جب علم باطنی تصور اسم اللذات سے کھل جاتا ہے۔ تو عالم ظاہر زبانی علم باطنی یعنی عین علم عیانی میں نمود نمود آجاتا ہے۔ ایسا طالب زندہ قلب، فانی نفس جملہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ روحانی مدارس میں جسم و جنبہ ظاہر نفس اور دنیا شیطاں کو دخل نہیں بلکہ طالب ان باطنی درسگاہوں میں قلب اور روح کے جنبہ انوار سے مشرف دیدار ہوتا ہے یہیں سے ہوتا ہے عالم بالیقین و اعتبار اور عالم ولی اللہ کم آزار۔

تصور اسم اللذات سے تمام جنبہ سفت اندام نور اور اللہ تعالیٰ سے مشرف حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو اولیسی ولی مادر زاد سروری قادری اور قادری سروری کہتے ہیں۔ اس طرح عالم ابرار زبانی اور عالم فانی اللہ فانی، شامل مدت لاپوت لامکانی طالب مرید قادری ہوتے ہیں۔ دوسرے اس مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر کوئی دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں۔ کیونکہ طالب مرید قادری روز اول سے ہی مدد لاپوت لامکانی میں درس خوال اور سبق خوال ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب راز بے نیاز کو ریاضت سے کیا کام۔ علم ظاہر ادب آداب کی راہ ہے۔ لیکن علم باطن رویت کے لئے نور نگار ہے۔ علم ایک نور ہے۔ اور عالم صاحب حضور ہے۔ اس علم سے محروم احمق بے شعور ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کے کھڑکن کا ایک راز ہے جہاں نہ حرف و عبارت اور نہ صوت و آواز ہے۔ عالم محرم راز علم کسی سے بے نیاز ہے۔ عالم علم معرفت و توحید۔ عیسے کی طرح مردہ دل کو سخن فقہ سے زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ علم معاملات اور علم عبادات سے ہرگز مردہ دل زندہ حیات نہیں ہوتا۔ یہ اعمال اور عبادات ظاہری محض درجات بہشت بہار کیلئے وسیلہ وسیلہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ علم لقصوف معرفت دیدار سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اے طالب! میں نے ہر علم کی تحقیق اپنی باطنی توفیق سے مکمل طور پر کی ہے۔ میں لاف نزن نہیں بلکہ کامل فقیر ہوں اور کوئین کی ہر ایک چیز کل و جز مجھ پر اللہ کے فضل سے عیاں ہو گئی ہے۔ کوئی چیز مجھ سے مخفی نہیں۔ نیز مجھے ہر مجالس مصطفوی صلعم میں حضور صلی علیہ وسلم سے دل میں ہے اور اسی کجہ میں ذاتی نور جلوہ گر ہے۔ اور میں ہر وقت اللہ کے حضور میں حاضر رہ کر تقا اور دیدار کے مشاہدے میں غرق ہوں۔

اے طالب! مجھ سے جلدی اپنا مقصود طلب کر۔ میں تجھے ایک ہی نگاہ سے روشن ضمیر کر دوں گا۔ الغرض جس

طرح بے سمجھ مہوں کا کیمیا سیم وزر کے لئے پارہ مارنا مشکل ہے۔ اسی طرح ناقص بے عمل کیمیا تے نظر کے لئے نفس کا مارنا بھی بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ لیکن عامل کامل استاد طالب کے بارہ نفس کو کشتہ کر کے معرفت اللہ کی اکیسے بہت جلدی بہرہ ور کر کے روشن ضمیر بنا دیتا ہے۔ بہر علم اور مطالعہ اللہ کی معرفت محبت کلی انوار اور شرف و یدار کے حصول کیلئے ہوتا ہے۔ ایسا عالم صاحب مشاہدہ عالم صاحب عین العلم۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام لوگوں میں گنہگار ہو لیکن باطن میں خواص روحانیوں اور ملائکہ کے درمیان نامور اور مشہور ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو مجلس و ملاقات انبیاء کا وسیلہ ہو۔ ایسا علم نصیب اولیاء و وارث الانیاء ہے۔ زبانی علماء صاحب نفس و ہوا و اہل ریا کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہوا اور ریا انسان کو معرفت خدا اور مجلس انبیاء سے باز رکھتے ہیں۔ کہ موافق رحمن اور مخالف شیطان ہو۔ ایسا عالم خدا کا دوست اور اس کا وسیلۃ النجات مشرف کفئۃ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الحیات ہوتا ہے۔

جملہ علوم قرآن و حدیث کی کلید اور ذریعہ حصول علم عین ہے۔ اور اس علم کا پڑھنا فرض عین ہے۔ اور عالم عین عین

بعض مشائخ اور بزرگ لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت سے بہت دور ہوتے ہیں۔ ایسے ریاکار، دکاندار، رسمی و ظاہری مرشد (سند خلق دنیا میں بے شمار ہیں۔ لیکن دنیا میں گنہگار عالم کامل بحق شامل پسند خالق) دنیا میں کیاب اور قلیل و اقل ہیں۔ ایسے عارف کامل اگرچہ عوام جہل میں گنہگار اور پہناں ہوتے ہیں۔ لیکن خاص نورج حسنائی آسمانی یعنی ملائکہ اور ارواح مقدرہ انبیاء اور اولیاء کے درمیان مشہور و معروف اور نامور نمایاں ہوتے ہیں۔ ہر کہ باشد پسند خالق پاک و دیند باشد پسند خالق چہ پاک

علم عین سے مراد آنکھوں کا کھل جانا ہے۔ جو شخص کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ وہ شخص اس کے ذکر اور کار اور قیل و قال سے بے نیاز اور لایحتاج ہو جاتا ہے۔ ع شنیدہ کے جو ما مند دیدہ

جس جگہ عین عیان ہے وہاں کیا حاجت بیان ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کو اور خصوصاً حضرت بنی امیٰ خلدہ اسی و ابی کو شرف علم عین سے حاصل تھا۔ یہی وہ ایک حرف عین ہے۔ جس کا حصول فرق عین ہے۔ العارفین دینہ یہی علم اُم العلوم ہے۔ اور یہی علم لہنی علم حقیقی القیوم ہے۔ اسی کے حق میں کہوں نے کہا ہے۔ اگر در خانہ کس راست یک حرف بس است حضرت بھتے شاہ صاحب بھی اسی حرف کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

علموں بس کر کے یار ہر حرف ہے تینوں درکار

اسی کے متعلق عارف کا قول ہے۔ اہل نکتہ و کثرتھا لاجہال۔ ترجمہ۔ علم ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت یعنی بہت علم ان لوگوں کیلئے ہے جو اس نکتہ سے جاہل اور بے خبر ہوں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کیا ہے عین سنتا ہے۔ عین دیکھتا ہے۔ عین جانتا ہے۔ اور عین لے لیتا ہے۔ اور بحر عین سبب ماسویٰ کو دل سے بھلا دیتا ہے۔ عین ایک حرف ہے اور اس حرف عین اور علم عین سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو عین شرف حاصل ہے۔ اور اسی علم عین سے آنحضرت صلعم کو مشاہدہ حضور صلی معراج ہوا۔ اور علم عین کا عالم نا بحتاج ہوتا ہے۔

قل حضرت علی کرم اللہ وجہہ من تعلمنی عرف فافوا مولا فی ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا مالک ہے۔ وہ حرف عین۔ عین عبادت۔ عین ارادت، عین اجازت اور عین غایت ہے۔

عفو کا سخن و کاتخف ترجمہ اللہ لیس ماسویٰ اللہ موسیٰ

عارف چند قسم کے ہیں۔ اور عارف کے چند قسم موافق چند اسم ہیں مثلاً عارف مسمیٰ اور عارف حکم در حکمت مسمیٰ، عارف نفس، عارف قلب، عارف روح، عارف رب من عرف نفسه عارف نفس نے نفس کو پہچانا اور اسے لذت ہوا اور شہوت دینا اور شرک کفر ماسویٰ سے بذریعہ تقویٰ باز گردانا۔ اسی طرح نفس لذت بہشت اور شہوت و ہوائے حور و مقصور نعمت عظمیٰ کی امید پر خوش، مسرور اور مغرور ہو کر ہوا کہ ہوس سے مرتا نہیں بلکہ اور بھی زندہ ہوجانا ہے۔ اور معرفت مولا کی طرف رجوع نہیں لانا لیکن بمقتضاتے۔ من عرف ربه جس نے رب کو پہچانا۔ بقول اسم اللہ ذات کے ساتھ مقام توحید و قافی اللہ کا عزم بالجزم کیا اور آخر غرق حضور پر نور اور شرف دیدار ہو گیا۔ کہ اسے نفس دینا و شیطان کیا بلکہ بہشت بھی یاد نہ رہی۔ یہ ہے مرتبہ عارف باللہ صاحب مشاہدہ و لقاء اللہ موافق او فوجہل ی اوف بعد کم۔

قوله تعالى - الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور ترجمہ اللہ دوست ہے۔

ان لوگوں کا جو اس پر ایمان لے آئے ہیں نکالتا ہے انہیں تاریکی سے روشنی اور نور کی طرف، عارف چند قسم کے ہوتے ہیں۔ عارف عام، عارف نام، عارف اقدام، عارف علم مطالعہ کتاب خوانی، عارف تلاوت حافظ قرآنی عارف فکر سلطانی، عارف ذکر قربانی، عارف عیانی، عارف مستحزات خلق امراء بادشاہ اہل نقش دائرہ کش در پریشانی عارف علم دعوت مردمیانی، عارف فرشتہ اہل حیرت و عارف جنونیت شیطانی بہت ہیں۔ لیکن ہزاروں

مشنوی

ہست دید رنگ لے نور رسول	ہم چمن نور خدا کے اندر دل
ایں برول اند آفتاب طرز سہا	دال درول اند عکس انوار عسلا
نور چشم خود نور دل است	نور چشم از نور و لہا جان است
بانہ نور نور دل نور خدا است	کوہ زندگ خاک و خس پاکت است
ہدیہ جو عالم در نظر پیدا کت	چونکہ چشم را بخود عینا کند

عارفوں میں سے کوئی ایک دھڑکتا ہے۔ قافی اللہ فقیر برکونین امیر عارف ربانی۔ واقف السرا قدرت سبحانی۔ عارف
 قاف۔ عارف بقا۔ عارف محبوب عارف مجذوب۔ عارف مرغوب۔ عارف مطلوب۔ عارف کشف اللذات
 وکشف القلوب۔ عارف مشرف دیدار کو مطالعہ علم پیامِ اعلام اور آواز الہام کی منزلت نہیں رہتی ہے
 باہواز بہر حزن و وحدت دکھا سرکار طالب ابابلی

طالب تقلید کو دل میں مرضِ خطرات دینا ہمیشہ سنا ہے۔ یہ مرض لا علاج اور لا دوا ہے۔ اس کا تزیان محض
 استغراقِ مقام فنا حصولِ بقا اور شرف دیدار بقا ہے۔ اول تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے دل پر ہر قسم کی وارفت
 غیبی اور فوجاتِ لایمی دن رات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ بعد اللہ تعالیٰ طالب کو اپنی قدرت سے جذب کر کے
 لاپرواہی میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت طالب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کے انوار میں غرق ہو کر اس
 سے یکتا ہو جاتا ہے۔ اور سب باسوئی طبع طالب مرید مسخراتِ خلق اور نفسِ شیطان و دنیا کو طلاق دے دیتا ہے۔
 ایسی حالت میں سب مرید اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ طالب مرید جو خطر اور موسیٰ کے قصے کی طرح مرشد کے
 احوال سے باخبر ہو درست اتفاقاً و بر حال رہ جاتا ہے۔

یہ طالب بہر حال و افعال و اعمال و اقوال میں مرشد کا امتحان کر لے۔ یہ راستہ غیبِ دانی۔ غیبِ خولنی
 اور سرعینی کا آسان نہیں ہے۔ یہ محض نصیبِ صاحبِ توفیق اہل تحقیق بحق رفیقِ کاسے۔ مردہ دل و مہر و مہرِ حتم
 زندقہ سے کیا جانے، عارف وہ ہے کہ لقاءِ الہی کے لائق ہو اور توحید میں مستغرق ہو کر اللہ تعالیٰ کا دیدار کھسے
 اسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت نہیں رہتی کیونکہ ایسا عارف خدا کے مقبول و کرم سے سب کچھ عیاں طور پر دیکھتا ہے
 کوئی مرتبہ اور کوئی مقام بغیر تصورِ حضراتِ اسم اللہ ذات کے ثابت نہیں ہوتا۔ تصورِ حضراتِ اسم اللہ ذات سے
 شعور انوار توحید نمودار ہوتا ہے۔ ان انوار کی لپیٹ میں۔ صاحب تصور غرق مشرف دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ اس
 طرح کا دیدار اور رویت روا ہے۔ کیونکہ یہ محض جذب۔ لطف، فیض اور فضل و عطائے خدایہ ہے جو شخص رب معبود
 کی عطا اور مرتبہ محمود کا منکر ہے وہ خواہ عالم جاہل ہو یا جاہل عالم عاقبت مردود ہے۔
 میں ہوں عارف معرفت میں نچھرتا جانتا ہوں حق و باطل بالظر

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا منکر مردہ دل، اندر وہ تن، طالب دنیا ظالم بخیل دل سیاہ ہے۔ قولہ لعلی۔
 ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار ترجمہ اور نہ جاؤ قریب ان لوگوں کے جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں
 بھی ظلم کی آگ لگ جائے گی۔

کامل فقیر پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اول کامل عارف انزل لازل وال و باوصال لاخلل۔ دوم کامل عارف
 ابد قافی ذات صمدانہ ہدایتا لعلی سوم کامل عارف دینا مے دولہ اہل دکان درچرا و چول بنامہ ناموس نفس نبلون

چہارم کامل عارف عقیقی امیدوار جو تصور بامید بہشت خوش وقت دوسرے پنجم کامل عارف نفس فنا روح بقا۔
 مشرف دیدار بقا۔ نہ خدا و نہ خدا سے یک دم جدا۔ دوام طرز مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہے مراتب
 کامل پنجم، عارف کامل قدیم اور عارف صاحب صراط المستقیم۔ مردہ دل جاہل سے اللہ پناہ دے۔ اعوذ
 باللہ من الشیطان الرجیم

تصور اسم اللہ ذات سے دل میں انوار دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ اور فکر و فکر و وظائف سے رجوعات خلق پیدا
 ہو کر نفس موٹا و مخروہ ہو جاتا ہے۔ اور صحت و سوسہ و اہمات خیالات مشکل ہو کر متجلی ہو جاتے ہیں۔ اور احسن
 اسے حضور وصال سمجھتا ہے۔ خبردار! کل افاء یترشح بما فیہ۔ ترجمہ "سہررتن سے وہی پکتا
 ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے" اپنے وجود میں قیاس کہے۔

باب پنجم

بیان احوالات حضرت نقشبند دایرہ وجود

اس نقش دایرہ وجودیہ اور مشق اسم اللہ معبود سے کلیہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ مشق وجودیہ مرقوم سے کل وجہ
 حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس دایرہ سے گزرتا ہے اس کی کنج و وجود کے طلسم کو کھول کر دولت، محبت،
 معرفت مجلس محمد معلم طالب اللہ کو دے۔ وہ مرشد بیشک کامل با توفیق اور طالب حق و باطل میں صاحب
 تحقیق ہے۔ دایرہ سے گزرتا ہے۔ ہر ایک دایرہ مثل آئینہ روشن نما از معرفت قرب خدا!

کلید	نقش و حروف تصور	کلید	ب مقدرات تصور	کلید	حاضر و غائب تصور	کلید	نقش و حروف تصور	کلید	حاضر و غائب تصور
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"	"	"	"	"

جملہ علم بیان و علم عیان حروف سے روشن ضمیر کو مکشوف ہو جاتے ہیں۔ طالبان حق کو مشورہ اعلیٰ ہو کر ہر ایک دائرے میں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفين نے اپنی کتاب میں حرف ہیجی لکھ کر بچوں کا قاعدہ درج کر دیا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ یاد رہے کہ علم الحروف دنیا کے تمام علوم میں سے نہایت اعلیٰ و افضل اور بہت دقیق اور عمیق علم ہے۔ کیونکہ یہی تیس تیس حروف ہیجی ہی وہ عناصر ہیں جو کہ انسان کے اندر فطرتی اور قدرتی طور پر دینا تھے لفظ و علم کلام اور جان بیان کی تخلیق کا موجب اور باعث بنے ہیں۔ انہی کے ذریعے انسان میں علم و معانی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مسما تظہی واردات اور باطنی خیالات انہی کے ذریعے مترشح ہوتے ہیں۔ اور ایک انسان سے دوسرے انسان تک پہنچتے ہیں۔ اور تمام علوم فنون اہل سلف سے اہل خلف تک انہی کے ذریعے قلمبند اور محفوظ ہو کر پہنچتے ہیں۔ دنیا میں تقریباً چار ہزار زبانیں مروج ہیں وہ سب کی سب انہی تیس تیس حروف ہیجی کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے بنی ہیں۔ گو انسان کا قلب صفات اور خیالات کا آئینہ اور مظہر ہیجی تیس تیس حروف ہیجی ہے۔ اگر تیس حروف نہ ہوتے تو کوئی شخص اپنے خیالات کا اظہار دوسرے آدمی سے کر سکتا۔ اور نہ کوئی علمی دنیا میں مروج اور مدون ہوتا۔ اور تمام انسانی دنیا جہل اور نادانی کے ایک تاریک و تیرہ ماحول میں گرفتار رہتی۔ اور سہم کے علم و عقل کی روشنی سے محروم رہتی۔ یہی حروف ہیجی ہی وہ اہل اصول ہیں جن سے کلام کی بنیاد پڑی۔ اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے اسما سے روشناس کیا خصوصاً انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسما اور صفات اور ذات کا پتہ دیا۔ اور انہی کے ذریعے عبد انبیاء پر آسمانی کتابوں کی آیات نجات نازل فرمائیں۔ اور اپنی مخلوق کو اپنی طرف ہدایت کا راستہ دکھایا۔ چنانچہ فرمایا۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ قولہ تعالیٰ۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علماً ابیاناً یہ دنیا کی تمام چیزیں مادہ ایشیائی یعنی ایتھر کی صفات و نوعات اور اسکی مختلف حرکات کی پیداوار ہیں۔ اسی ایتھر اور ایتھر کی مختلف حرکتوں سے جس طرح مختلف عناصر بن گئے۔ مثلاً لوہا۔ سونا۔ چاندی، آکسیجن وغیرہ جن کی تعداد تقریباً سترہ کے قریب ہے۔ اسی طرح حروف ہیجی کے تیس۔ سو مختلف عناصر کی نوعات اور ہوائی اور ایتھری حرکات سے دنیا میں ہزاروں زبانیں وجود میں آئیں۔ حسب طرح ان سترہ عناصر کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے تمام موجودات کا مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات، اور انسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح ان تیس حروف کے عناصر کے جوڑ توڑ سے مختلف زبانیں بن کر مختلف ذہنی دنیائے علوم کا وجود ظاہر ہوا۔ غرض تمام موجودات کیا ذہنی اور کیا خارجی سب حرکات ایشیائی کی مختلف حرکات اور نوعات کی پیداوار ہیں۔

کما قال عز ذکراً۔ و من ایا قہ خلق السموات والارض واختلاف السننکم والوا حکمان فی ذالک لایات للعالمین ۵ ترجمہ۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق ہے۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ جس میں عالم ان ربانی کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ۵

خزائن بخشش و واعم اور علم کیلئے تمام ہے۔ اور ہر موکل قیاد اور غلام ہو جاتا ہے۔ حصول نعم اللہ نوریہ نام اور ساخت اسم اعظم لاکلام اس دائرے میں ہے۔

یا اللہ	یا رحمن	یا رحیم	یا مالک	یا قدوس	یا سبح
یا سلام	یا مومن	یا مہین	یا عزیز	یا جبار	یا متکبر
یا خالق	یا باری	یا مہرور	یا غفار	یا قہار	یا وہاب
یا رزاق	یا شکور	یا علی	یا کبیر	یا حافظ	یا مقیت
یا حسید	یا جلیل	یا کریم	یا رقیب	یا عجیب	یا واسع
یا ودود	یا مجید	یا باعث	یا شہید	یا حق	یا وکیل
یا قوی	یا فتاح	یا عالم	یا قابض	یا باسط	یا خافض
یا رب	یا رافع	یا معز	یا مذل	یا سمیع	یا بصیر
یا حکم	یا عدل	یا خبیر	یا حلیم	یا عظیم	یا غفور
یا محمد	یا فقر	یا هو	یا جمعیت	یا کل	یا متین
یا ولی	یا حمید	یا خفی	یا بدیع	یا محی	یا ممیت
یا حی	یا قیوم	یا واحد	یا احد	یا صمد	یا قادر
یا مقتدر	یا مقدم	یا مؤخر	یا اول	یا آخر	یا ظاہر
یا باطن	یا والی	یا متعالی	یا بر	یا توأبیر	یا منعم
یا منتقم	یا عفو	یا رؤف	یا مالک الملک	یا ذوالجلال والاکرام	یا جامع
یا غنی	یا مغنی	یا معطی	یا مانع	یا ضار	یا نافع
یا نور	یا ہادی	یا فی السقا با	یا ستار	یا باقی	یا رشید
یا صبور	لیس کثل شیء	وہو السميع العليم	وعدا للہ الحق	انک لا تخلف المیعاد	انک لیس بسوی السہوین

ص اللہ تعالیٰ کی یوں توبے شمار صفات ہیں۔ اور اس کی ہر صفت کا ایک اسم منظر ہے لیکن احادیث میں تناوے اسماء صفات مذکور ہیں جیسا کہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تناوے اسماء ہیں جس نے انہیں پڑھا وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ وہ تناوے اسماء حضرت سلطان العارفين قدس سرہ العزیز نے اس دائرے میں درج فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر اسم ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس صفت کا ایک عالمگیر دائمی حل دنیا میں کاسرنا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسم (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ ہر حال میں آدمی کو چاہیے کہ صاحب علم و شعور ہو۔ خواہ مقام ناسوت ہو یا مکان لا مکان و حضور ہو۔ اور ذکر مذکور سے مقام حق و باطل کی تمیز و تحقیق کرے۔ خواہ مقام غرق فنا فی اللہ نور ہو اور مجلس محمدی صلعم حضور۔ طالب مبتدی صاحب حضرات اہل خواب، اہل مراقبہ اور اہل عیان کو چاہیے۔ کہ جب بذریعہ تقویٰ، توجیہ و تفسیر باطن میں جائے۔ تو زبان سے درود شریف لاجل یا کلمہ طیب پڑھے۔ اگر وہ باطنی مقام مجلس نورسی حضور حق حقیقی ہے۔ تو ان پاک کلمات کے نور سے قائم اور بر حال رہ جاتا ہے۔ اور اگر وہ احوالات شیطانی نفسانی یا جنونیت پریشانی ہیں۔ تو غائب اور رفع ہو جاتے ہیں۔ تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد سرور کائنات صلعم طالب کو مجلس محمدی صلعم میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت اہل تصور کو تاثیر مجلس محمدی صلعم اس طرح قبض اور جذب کر لیتی ہے کہ اسم اللہ ذات کی گرمی اور مجلس محمدی صلعم کی عظمت سے اس کی جان جاتی ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو جان جاتی ہے۔ اور اگر نہیں دیکھتا تو حیرت میں پریشان ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص کا ہفت اندام جب سے اس طرح نور ہو جاتا ہے۔ وہ شخص لائق حضور ہو جاتا ہے۔

رب الرحیم کو لو چنانچہ اس اسم کے فعل کی ہمہ گیر کار فرمائی کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو انسانی عقل ذنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے ادنیٰ مثال یہ ہے کہ دنیا میں جب قدر مخلوقات ادنیٰ اعلیٰ انسان، حیوان، چرنڈ پرنڈ، کیڑے مکوڑے، کیا خاکی، آبی، ہوائی وغیرہ سب کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس اسم کے عالمگیر قدرتی فعل کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یعنی ہر جاندار کی مادہ اور مال کو جو رحم اور شفقت اپنے نیچے اور اولاد سے ہے اس اسم رب الرحیم کے فعل کا ایک ذریعہ ہے۔ یہی رحم اور شفقت تمام مخلوقات کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ اور سبب ہے۔ نہیں دیکھتے کہ انسان تو کیا ایک ادنیٰ ناپسندیدہ لاجل حیوان بلکہ کیڑے مکوڑے تک اس اسم کے عالمگیر استیلا اور تصرف میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور کس قدر جانفشانی اور جانثاری سے اس اسم کی ہمہ گیر فعل کے تحت کام کرتے نظر آتے ہیں۔ واوحی الی النحل ان اتخذن من الجبال میو قاط اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے دل میں اپنے نیچے کی محبت، شفقت اور خدمت کا جذبہ ڈال دیا ہے۔ اور اسی کے سبب اس کی پرورش ہوتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک چڑیا گھر میں ایک شیرنی کو دیکھا۔ جس کے ساتھ پتھرے میں تین نیچے تھے۔ اسی وقت ہی چڑیا گھر کا ایک خادم ان کے کھانے کیلئے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لایا۔ اور ان کے سامنے پتھرے میں ڈھکڑے ڈال دیئے۔ جونہی کہ اس شیرنی نے وہ گوشت دیکھا بھوک کے مارے اس گوشت پر چھپٹ پڑی۔ اور اسے کھانے لگ گئی۔ اتنے میں اس کے تینوں نیچے اپنی مال پر پل پڑے۔ اور اس کے سر اور منہ پر اپنے تیز ذائقوں اور پتھروں سے حملہ کر کے اس سے زبردستی وہ گوشت چھین لیا۔ شیرنی دم دبا کر ایک طرف کونے میں صبر سے بیٹھ گئی۔ اور وہ نیچے مزے سے گوشت کھاتے رہے۔ اور پچاسی ماما کی ماری تندرست کی پچارن ترستی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر جب نیچے سیر ہو کر گوشت چھوڑ گئے تو بوندہ وہ اگر بچا کھچا گوشت اور ہڈیاں کھانے لگ گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے (باقی صفحہ پر)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

عَرَفَهُ بِسَمِيِّهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اللَّهُ

حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى بِاللَّهِ

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
جَمِيعًا كُلَّهَا



الله

الله

الله

عَيْن بَيْن

عَالِمُ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ
هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

عَيْن بَيْن

تَصَوُّر

له هو الحق

الله الله

بِاللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

مُحَمَّدٌ
فَقَرْنَا

بِاللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

له

الله

الله

الله

الله

حَدِيثُ - مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

حَدِيثُ - مَنْ عَرَفَ اللَّهَ مَكَانَ اللَّهِ مَكَانَ اللَّهِ يَكُونُ لَهُ الْقُدْرَةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

صَاحِبُ الْمَدْرَجَةِ بِالْأَنْفُسِ كَيْ تَشْرِيحِ الْكَلِمَةِ فِي مَحَلِّهَا

رب الرحيم کے زبردست فعل کا مظاہرہ قابل دید تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ سبحان اللہ تیری قدرت کی شان۔ یہ خود بخود درندہ اپنی بھوک کے سبب کس طرح دوسرے جانور کو بلے رچی سے چیر بھاڑ لیتا ہے لیکن اس وقت تیری ربوبیت اور رحمت کے زبردست فعل نے اسے کتنا شفیق اور مہربان اور عاجز و ناتواں بنا رکھا ہے۔ عَزَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت (باقی اگلے صفحے پر)

مجلس محمدی صلعم صبح کی علامت یہ ہے کہ اس مجلس میں نص حدیث کا تذکرہ یا تسبیح یا کلمہ طیب یا درود شریف کا درود اور ذکر ہوتا ہے۔ اور دیکھنے والا دیدہ، یقین اور چشم اعتبار سے دیدار پر انوار حضرت احمد مختار سے موافق تجلیہ مشرف ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کا رنگ گندم گول، ناک بلند، پیشانی کشادہ۔ ہاتھ لمبے، دانت کشادہ اور اور اڑھی مبارک گھنٹی اور گنجان تھی۔ آنحضرت صلعم کے بدن مبارک پر ہر نبوت تھی سے

روئے نبوی دیکھ لے جو ایلیار عالم و عارف ہوا ز پروردگار

اس حضرت صلعم فرماتے ہیں۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے تسبیح مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری مش اور قرآن پاک و خانہ کعبہ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ (اگر شیطان ہر شکل ہو سکے تو سخی و باطل کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور تمام باطنی دنیا کا اعتبار دنیا سے اٹھ جائے۔

دیکھتا دیدار ہوں میں ہر دوام درو ہے دیدار میرا صبح و شام
مصطفیٰ پر یو یقین رکھتا نہیں کاذب و مردود حق ہو وہ لعین

تجوید حدیث قدسی۔ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں۔ کہ ان کے قلوب عرش ہی اور بدن ان کے وحشی۔ ان کی ہمت آسمانی لوگوں کی طرح ہے۔ حجت کے پھل ان کے دلوں میں لگے ہوتے ہیں۔ وہ جا سوس القلوب ہیں۔ آسمان انکی چھت اور زمین ان کے لئے بمنزلہ فرش ہے۔ ذکر ان کا نہیں اور رب انکا جلس ہوتا ہے۔

کے لئے ایک اہم مقرر ہے۔ اور ہر اہم کا ایک عالمگیر فعل اس دنیا میں کار فرما ہے۔ جو شخص جس اہم کا عامل ہو جاتے وہ اس اہم کی صفت سے متصف ہو کر اس کے نور صفات و اسما و افعال سے منور ہو جاتا ہے۔ اور عالم انفس و آفاق میں اس نور کے ساتھ کار فرما ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہر اہم کے بے شمار موکل ملکہ اس کی خدمت پر سامور ہیں۔ وہ سب اس عامل کے عمل اور تصرف میں آ جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل بہت طویل اور لمبی ہے۔

صاحب شخص کا تمام وجود اور ہفت اندام اہم اللہ ذات کے نوری تحریر سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک نوری لطیف وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اسی وجود سے وہ باطن میں مجلس محمدی صلعم اور مجلس انبیاء و اولیاء میں حاضر ہوتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ سے سالک کا ایسا نوری لطیف وجود زندہ نہ ہو جاتے۔ اپنی کوشش اور تکیوں مارنے سے اس کیفیت عنقریب خاکی جتنے کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک مجلس میں حاضر نہیں ہو سکتا جس وقت مجلس خاص میں حاضر ہو اس وقت مجلس حق و باطل کے امتحان کے لئے درود شریف اور کلمہ طیب اور لاجل پڑھ لے۔ اگر مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہوگی تو ان کلمات طیبہ کے پڑھنے سے قائم اور برقرار ہو جائیگی۔ دیگر اگر کوئی شخص خواب یا مراقبہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو دیکھے تو یہ سمجھے کہ اس نے تسبیح اس حضرت صلعم کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ترجمہ حدیث قدسی، اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں۔ کہ ان کا وجود دنیا میں با زبان رحمت کی طرح ہے۔ کہ جب خشکی پر برسے تو سبزہ اگتا ہے۔ اور اگر سمندر میں گرنے تو موتی پیدا ہوتے ہیں۔
حدیث: اگر فقیر نہ ہوتے تو دنیا کے لوگ نہ رحمت سے ہلاک ہو جاتے۔

کل سلک سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالب ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو۔ اور جس وقت چاہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو۔ اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء اور اولیاء سے ملتی اور ہم مجلس ہو۔ طالب کو اول خواب میں توفیق حضوری حاصل ہوتی ہے۔ وہ خواب جس میں غفلت کا شائبہ تک نہ ہو۔ ایسا خواب خلوت گاہ معرفت و وصال ہے۔ نہ کہ خواب و خیال۔ دوام حضور سی الہام صحیح مقام قرب اللہ میں تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ سووم حضوری روشن ضمیر کو مراقبہ کے اندر تصور اسم اللہ ذات سے پیدا ہوتی۔ چہارم حضوری عیاں طور پر تصور اسم اللہ ذات سے اس فقیر فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ کہ جو مردہ نفس اور زندہ دل ہو اور اس کی روح مشاہدے میں محاور مستغرق ہو۔ پنجم حضوری صاحب تصدیق کو مراتب۔ سو تو اقبل ان لتوقوا۔ میں حاضر نام اسم اللہ ذات سے ملتی ہے۔

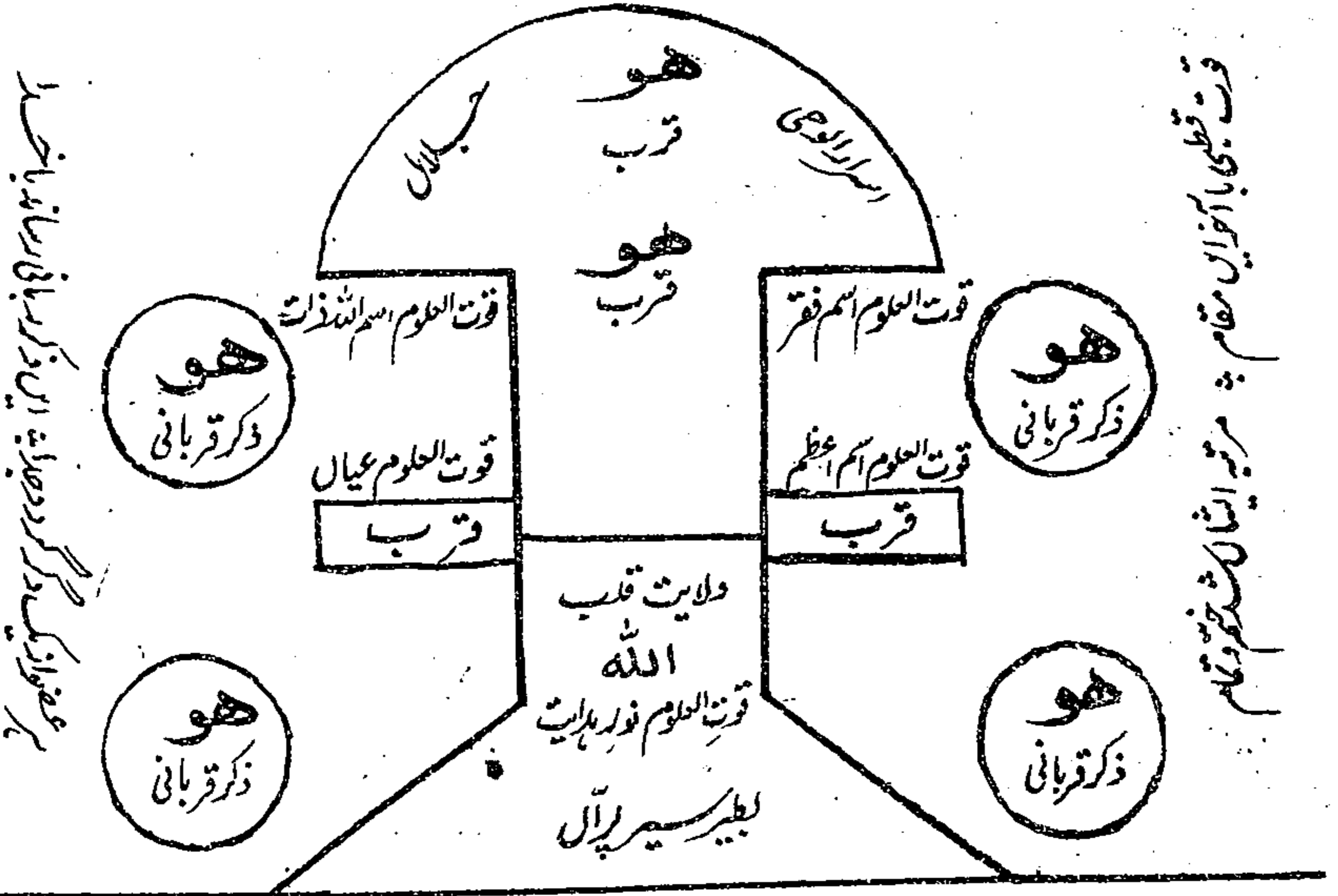
ابیات

بائو سے ہر ایک نعمت کر طلب
دین و دنیا تجھ کو بخشے بہر رب
دین کو توحید میں ہے پالیا
چھوڑا ہے دنیا کو از بہر خدا

اللہ	دلہ	دلہ	ہو	صحل	فہتر
ازل	ابد	دینا	عقبے	معرفت	انوار
دیدار	قرب	حضور	نور	جمعیت	ایمان
رجا	خوف	توحید	سودا	سویدا	ہویدا
نفس	قلب	روح	سر	لاہوت	لامکان
عیان	سزق	کلید	تقل	کل	جز

کیونکہ شیطان کو قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل پرتمش ہو سکے۔ اور نہ وہ خانہ کعبہ کی صورت اور نہ قرآن مجید کی صورت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مظاہر نور و ہدایت ہیں۔ اور شیطان مجسم نارضالت ہے۔ لہذا جس مجلس میں قرآن کی کوئی آیت یا کلمہ یاد رو یا ذکر اللہ پڑھا جائے وہ مجلس رحمانی ہے۔ اور شیطان اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ اور جس مجلس میں ان مظاہر ہدایت میں سے کوئی چیز نہ نظر آئے۔ تو ایسی مجلس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یہ نقش وجودیہ عویش قطب دہقانی صاحب ذکر قربانی جان فانی کا ہے۔ جس سے ذکر کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں اور ہر بند سے ذکر کا ایک حصہ باہر آتا ہے۔ اور جب ذکر سے فارغ ہوتا ہے۔ تو عجلہ جتے پھر اسی ایک حصے کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اس مراتب کو قرب و جہانی کہتے ہیں۔ فقیر کہنے یہ مرتبہ بھی نیچے کی طرح ابتدائی قاعدہ خوانی کا ہے۔ کہ عویش سے اوپر تیس ہزار مقام طے کرے۔ اور حق سے الہام اور مطالعہ لوح محفوظ دوام حاصل کرے وہ نقش یہ ہے۔



بعض فقیروں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ ذکر قربانی کے وقت ان کے ساتھ اندام کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر بند سے ایک ذکر کا لوری لطیف سبب پیدا ہو کر ذکر قربانی ہو ہو میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جس وقت ذکر اس ذکر قربانی سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو ہر حصہ پھر اپنے عویش میں قائل ہو کر اپنے جسم سے جدا جاتا ہے۔ بعض فقراء کی نسبت بروایت صحیح مشہور ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں مختلف جہوں کے ساتھ مختلف مقامات پر حاضر ہوتے۔ چنانچہ ایک بزرگ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک شہر کے مختلف لوگوں نے بطور آناش آپ کی ایک ہی وقت میں اپنے اپنے گھر پر دعوت کی۔ آپ نے سب کی دعوت قبول فرمائی۔ اور ہر شخص کے گھر میں الگ الگ بنے سے ایک ہی وقت پر کھانا تناول فرمایا۔ اور یہ بات فقراء کے لئے کوئی بڑا کمال نہیں ہے۔ بلکہ بعض کامل فقراء اتنے مختلف بیشار نوری لطیف جسے بن جاتا ہے کہ دنیا کے تمام مساجد میں ایک ہی وقت میں نماز ادا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر محبوب سجانی قدس سرہ العزیز اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

لیکن کامل فقرا عارفان خدا کے نزدیک یہ مراتب بھی بازی گری کے ہیں۔ اور جو شخص لوح محفوظ کے مطالعہ سے لوگوں کو نیک و بد طالع بتاتے فقرا اسے بخومی کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص پورا پر اڑے فقیر کے نزدیک وہ مکھی اور پروانے کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شخص دریا پر اس طرح چل پڑے کہ اس کا پاؤں بھی پانی سے تر نہ ہو۔ فقرا اسے خسن یعنی تنکے کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص کشف و کرامات سے مرے کو زندہ کر دے اور جو شخص کسی کے دل کو نظر سے زندہ کر دے یہ سب مذکورہ مراتب والا بھی خام نامم ہے۔ اور معرفت اور توجہ سے بعید ہے۔ فقر کی ابتداء ذکر کلمہ طیب سے شروع ہوتی ہے۔

فقر کی شرح گر چاہے تو تمام فقر کا سرگز نہیں کوئی مقام کیونکہ کسی درجے میں منزل اور مقام پر فقرا کے لئے ساکن ہونا اور قرار پکڑنا حرام ہے۔ عشوی نہیں ہے عشق کو حاصل قرار دینا لیکن مگر کرمیت سے اسکو ملے کہیں تسکین ان عاشقوں کا حال میں کیسے یا کورڈ مرنے کے بعد بھی نہیں ملتا نہیں سکول

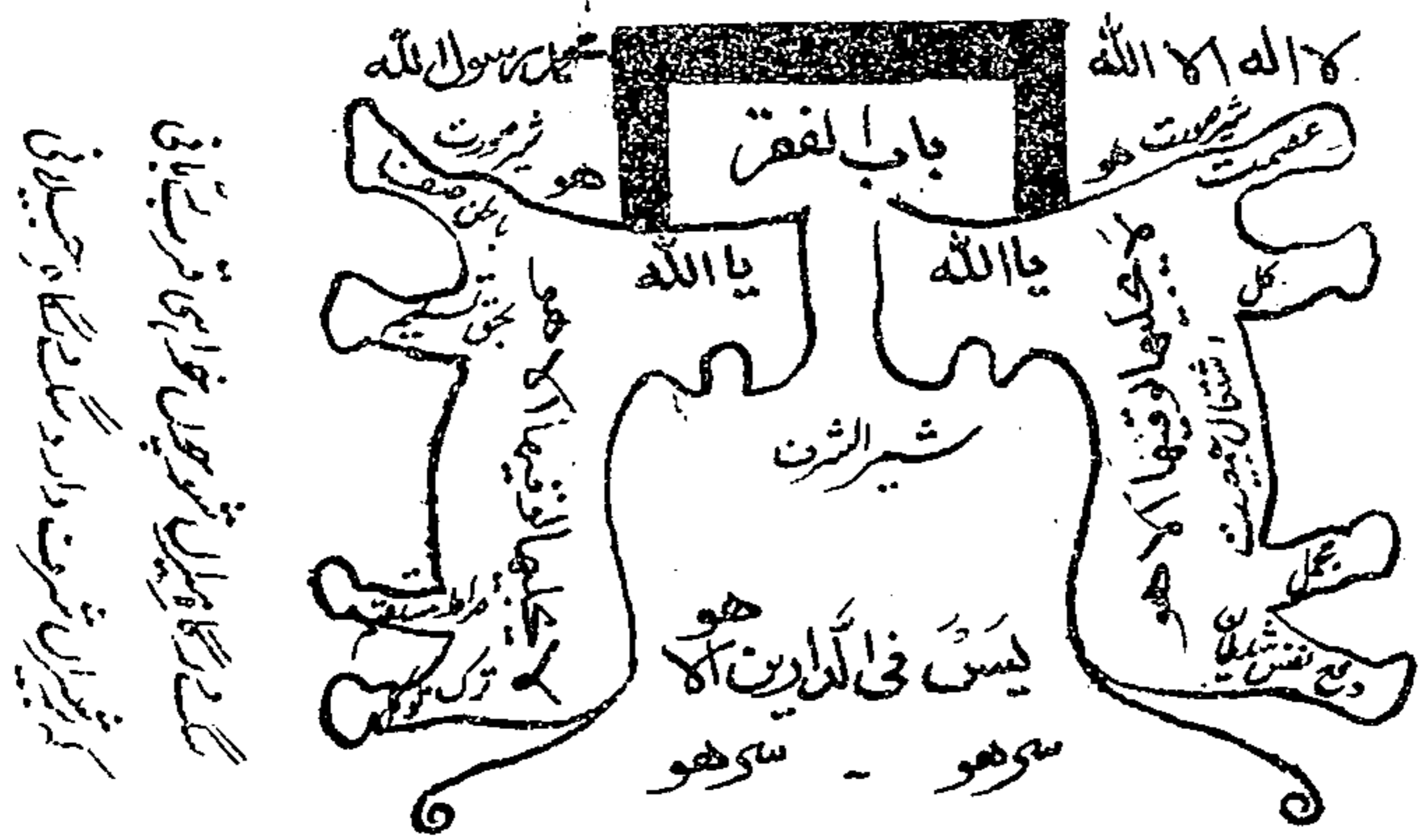
اسکون حرا علی قلوب لا ویاء۔ ترجمہ "سکون اور قرار دینا اللہ کے دلول پر حرام ہے" مازغ البصر و ما طغی۔ ترجمہ "معران کی رات" آنحضرت صلعم کی آنکھ نہ دنیا کی جانب پھری اور نہ معنی کی طرف متوجہ ہوئے "فقیر کا ابتدائی مرتبہ بہت بلند ہے پسند صاحب توفیق الہی ہے۔ اور فقر کی انتہا حصول سراسر اہنا منتہا ہی ہے۔ فقر حاصل کرنا ہر دو جہان کی بادشاہی ہے۔ یہ مرتبہ کامل فقیر کو مین حاکم غالب امیر کا ہے۔ فقیر کے تین مراتب ہیں۔ اول اطیعوا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر لیتا ہے۔ اور جملہ ماسوی اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے مرتبہ فنا فی اللہ بولتے ہیں۔ دوم مرتبہ فقیر کا اطیعوا الرسول ہے۔ سنت عظیم محمدی صلعم یعنی ترک دنیا اختیار کر لیتا ہے۔ اور ہر شیان روز دیدار محمدی صلعم

ولا یسب الا و لی فیہ رکعتہ ولا یسب الا و لی فیہ خطبتی

ترجمہ "دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ میں اس میں نماز کی رکعتیں ادا کرتا ہوں۔ اور نہ کوئی دنیا میں ایسا منبر ہے کہ جس پر چڑھ کر میں خطبہ نہ پڑھتا ہوں" موقوف فقرا کے ایک ہی جسم سے ہزاروں بلکہ بے شمار نوری لطیف جسے پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اسی ایک جسم میں غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن کامل فقرا کے نزدیک یہ مراتب باہر گریں کے ہیں۔ اور جو لوگ لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک اور بد طالع اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات بتاتے ہیں۔ فقرا کے نزدیک وہ بخومی کہلاتے ہیں۔ اور جو ہوا میں پرواز کرنے پڑتے ہیں۔ فقرا انہیں مکھی کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو پانی کی سطح پر چلنے کو اپنا کمال بتاتے ہیں۔ فقرا انہیں تنکا خیال کہتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے قرب مشاہدے اور وصال کے بغیر حقیقتاً مراتب میں کامل فقرا کے نزدیک سب بیچ ہیں۔

درود شت جنون من جبریل نبول ہمد
بزدل بکند اور اسے بہت سروانہ

مے مشرف ہوتا ہے۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔ سو مہر تیرا اولواکام صوفی یعنی شیخ کی اطاعت ہے۔ جسے مہر تیرا فنا فی
 ایشخ کہتے ہیں۔ ان مراتب سے طالب باطنی نظر اور توجہ سے ہر ایک پر غالب اور حاکم ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ طیب
 کی برکت سے مراتب حیات اور ممات کو طے کر لیتا ہے۔ پس علماء و ارباب الایمان دراصل فقرا ہیں کہ نفس کو حواس
 طمع، عجب اور ہوس سے باز رکھتے ہیں۔ ابتدا میں طالب عامل عالم ہوتا ہے۔ اور انتہا میں فقیر کامل۔ سچے عالم فقیر
 کاملین کے مدام حلقہ بگوش غلام ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاں علم اور علما کی انتہا ہے۔ وہاں سے فقر کی ابتدا ہے۔ انصافیۃ
 ہوا از حوصالی البلیاۃ۔ جب فقیر کامل چاہتا ہے۔ کہ طالب صادق کو پہلے روز بندہ یوسفین اور فضل نگاہ لطف سے
 سرفراز فرمادے۔ اور مراتب فقیر کی انتہا پر پہنچا دے۔ تو معاضرت اسم اللہ ذات اور حضرات اسم محمد سرور کائنات صلعم
 اور حضرات کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو باطن میں لے جاتا ہے۔ اس وقت طالب کو ایک جلا میں کیا جاتا ہے۔ اگر تو سچا
 حق کا طالب ہے تو اس پیالے کو پی لے۔ جب طالب ساغر موت پی لیتا ہے تو اس کا نفس مردہ اہل ممات اور قلب
 زندہ حیات اور روح نفس سے خلاصی پاکر اہل نجات ہو جاتی ہے۔ جب طالب اس مقام سے آگے گزرتا ہے تو
 اس کے سامنے ایک دروازہ آتا ہے جس کے دائیں بائیں دو شیر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس وقت ہاتھ غیبی سے
 اس کے کان میں پھر آواز آتی ہے۔ کہ اے طالب حق! ان دو شیروں کے درمیان سے بھی گزرنا پڑھے گا۔
 ان دو شیران معکوس کا نقشہ یہ ہے۔

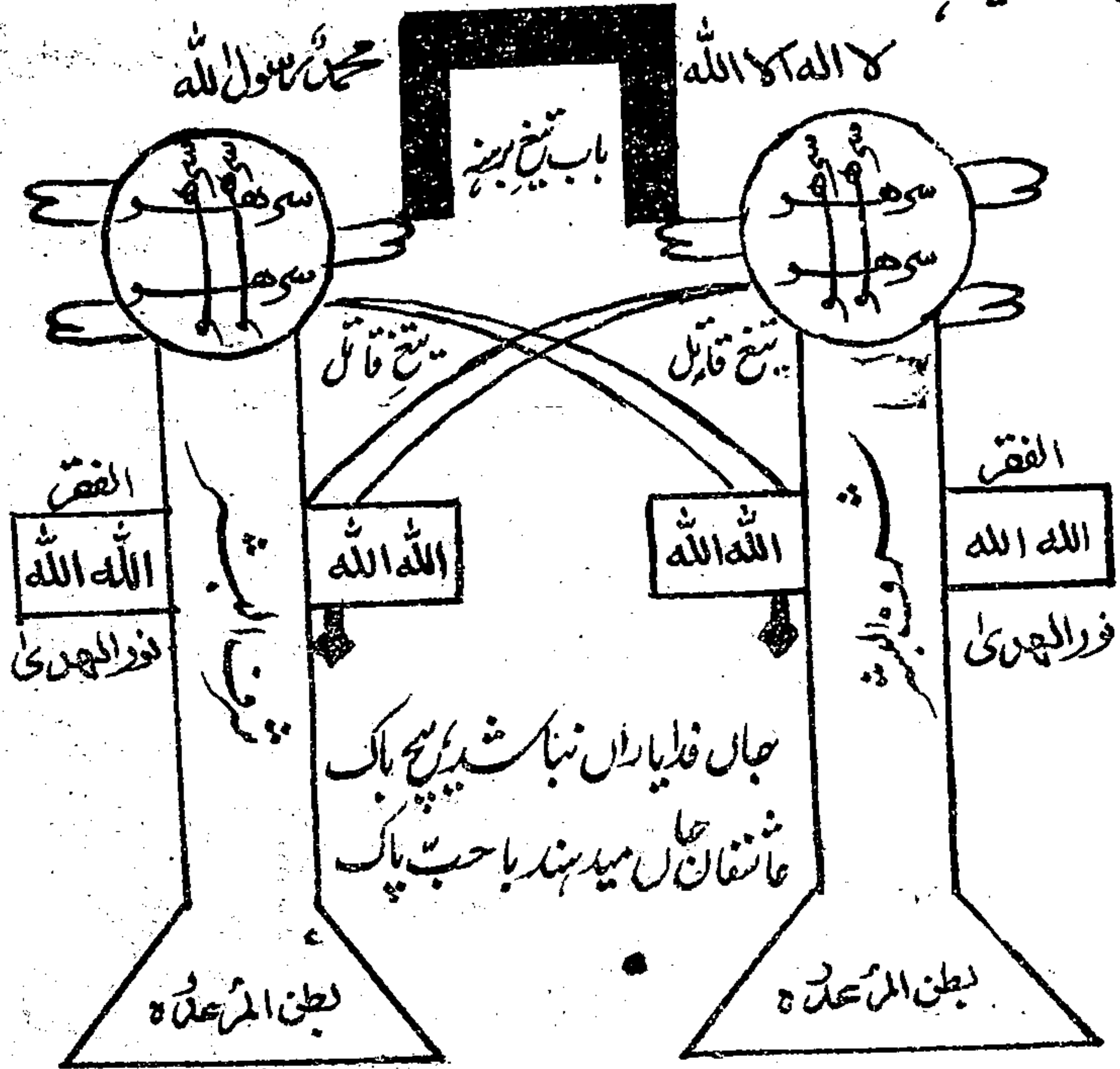


صراطِ سلوک میں سالک طرح طرح کی معنوی موت مرتا ہے۔ اور مختلف باطنی زندگیوں سے زندہ جاوید ہوتا ہے۔

حج "یک باد میر و ہر کسے بیچارہ جامی بارہا" مثنوی

عاشقان را ہر زمانہ مرد نیست مردن عشقان خود یک نوع نیست (باقی اگلے صفحہ پر)

جب طالب اللہ و شیروں کے درمیان سلامتی سے گزر جاتا ہے۔ اس کے آگے دائیں بائیں دو آدمی ہاتھوں میں تنگی تلواریں لے کھڑے نظر آتے ہیں۔ طالب کو الہام ہوتا ہے کہ اسے طالب باقر فقیر چاہتا ہے تو سر کی پرواہ اور طبع نہ کر۔ اس راہ میں سر قربان کر دے۔ کیونکہ بغیر سر سے سر الہی حاصل نہ ہوگا۔ ہر دو موکل صاحب شمشیر و تیغ زن کی صورت یہ ہے۔



اور دو صد جاں دار و انوریدی

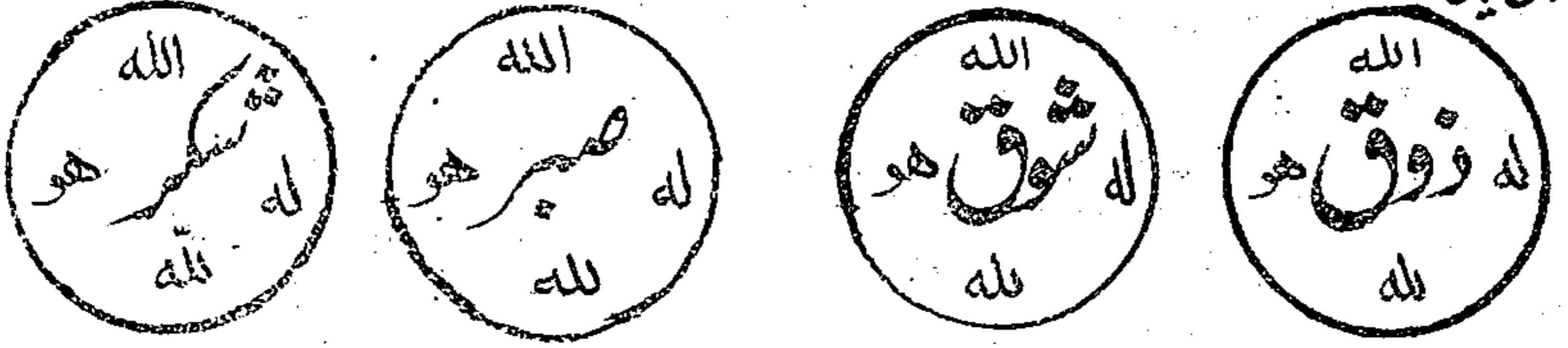
او یکے جاں راستانہ ہوا

دال دو صد راے کند ہر دم فدا

از نبی خواں عشرۃ اشہاب

اور ظہر لیت کے اس دشوار گزار پر خار راستے میں بے شمار خونخوار باطنی درندے اور غول بیابانی اور ہزاران شیطانی موجود ہیں اور قدم قدم پر خطرناک عین گڑھے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پاؤں پھسلے تو نہ جان کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔ اس لئے اس راستے میں رہبر رفیق کامل ہادی کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کی چند آفات اور خطرناک منازل کا ذکر حضرت سلطان العارفین بیان فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ فقیر ماٹن میں ایک نوری دریا میں سے کچھ پانی پینے کیلئے روانہ ہوا۔ تو جب اس دریا کے کنارے پہنچا تو دیکھا کہ میرے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین اس نوری دریا کے عین کنارے پر لیٹے ہیں جب یہ فقیر آنحضرت کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھے اپنے نوری ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے اوپر سے (باقی اسکے معجزے)

جب طالب سر سے کرم حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس مقام میں اللہ سے واصل ہو جاتا ہے۔ ہزاروں سالوں میں سے کوئی ایک آدمی عاشق جاں نذاں مقام کو پہنچتا ہے۔ اس کے آگے طالب چار فوری چشمے دیکھتا ہے۔ ایک چشمہ شوق، دوم چشمہ ذوق، سوم چشمہ صبر، چہارم چشمہ شکر۔ ان چاروں چشموں سے آب رحمت، آب جمعیت، آب آبرو اور آب کرم پی لیتا ہے اس کے وجود سے جملہ اوصافِ ذمیرہ اور خصائلِ ناشائستہ نکل جاتے ہیں۔ وہ چار چشمے اس طرح ہیں۔



اس سے آگے کرم پروردگار کے دو چشمہ ہائے انوار نمودار ہوتے ہیں۔ ان چشموں کا نام چشمہ رضا و چشمہ قضا ہے۔

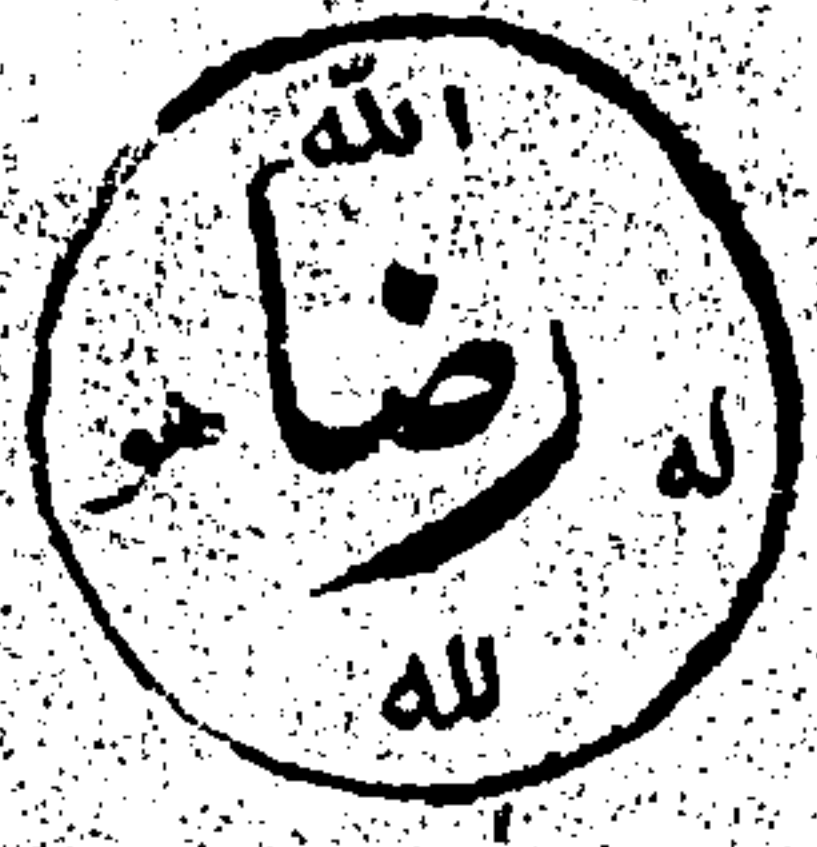
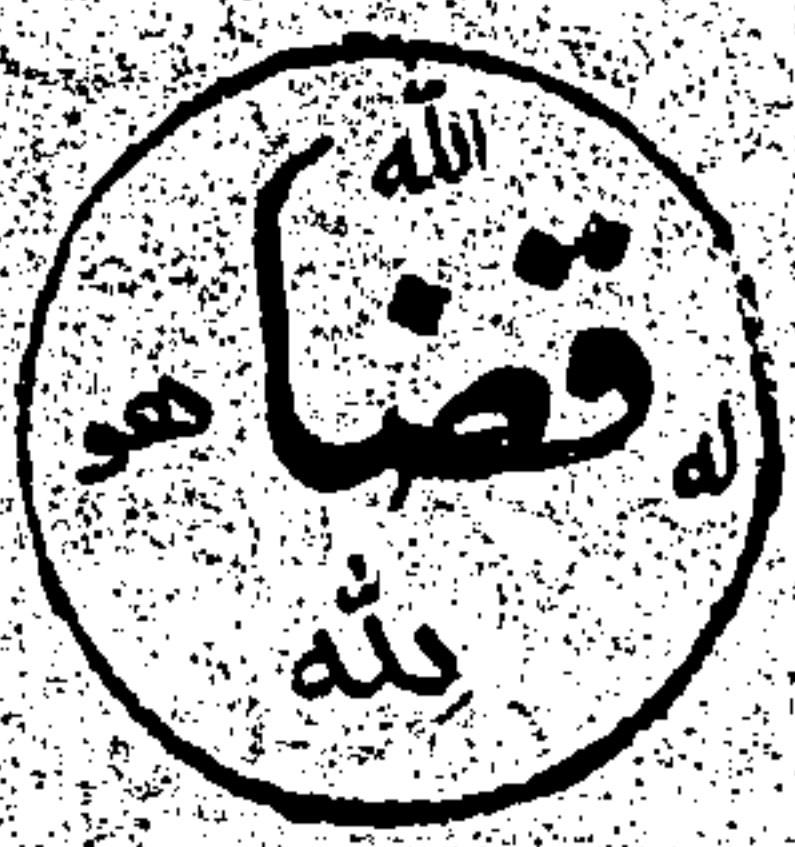
دریا کی طرف گذار دیا۔ چنانچہ میں دریا میں داخل ہوا۔ اور تین ذمیرہ لٹھ کر اپنے دونوں ہتھلیوں سے وہ نوری پانی اٹھا کر پی دیا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہوا۔ تو پھر اسی جگہ پہنچا۔ جہاں سلطان العارفين گھاٹ پر بدستور بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے نہیکہ کہ پھر اپنے اوپر سے گھاٹ کی طرف آثار دیا۔ جب میں اس دریا سے چند قدم آگے بڑھا۔ اور پیچھے کی طرف دیکھا تو حضرت سلطان العارفين اس گھاٹ پر سے جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے اٹھے۔ اور وہاں ایک غار اور کھڈ نظر آئی۔ اور آپ باکل اس کے منہ پر اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے جسم مبارک نے اس غار اور کھڈ کے منہ کو پر اور بند کیا ہوا تھا۔ جب آنحضرت اس غار سے الگ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اس غار میں سے ایک ایسا مہیب اور ہونناک شکل کا اثر دہا نکلا کہ جس کے دیکھتے ہی خوف سے کنبو منہ کرا آتا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر آنحضرت کی باطنی تائید اور روحانی رفاقت میرے شامل حال نہ ہوتی۔ تو اس وقت یہ خونخوار درندہ مجھے اپنا لقمہ بنا لیتا۔ اور میرا خاتمہ کر دیتا۔ عرض اس راستہ میں اکیلا بے حیدر اور بے وسیلہ سالک ایک قدم بھی نہیں چلی سکتا۔

مشنوی شکر لہب

چونکہ بائگی تو دور اندز شستی
روز و شب میاری و در شستی
در پناہ جان جان بخشے تویی
کشتی اندر خفتہ رامہ روی
گسل از شمشیر ایام خویش
تیکم کن بر فن و برگام خویش

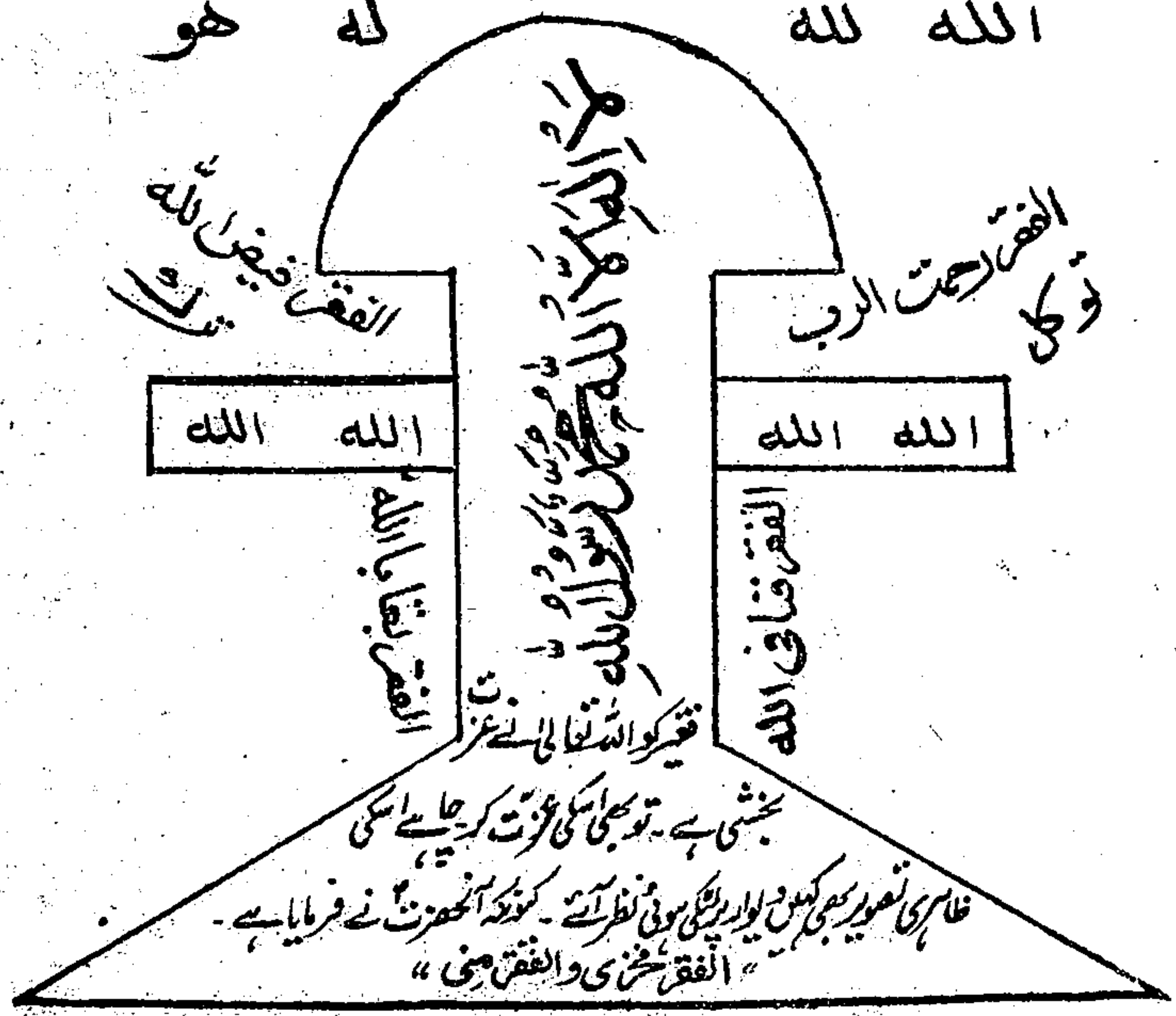
ہیں میرا لاکہ با پر ہائے شیخ
تا بہ عین عین شکر ہائے خویش

وہ چشمے میں - الرضا فوق القضا



جب طالب مقام رضا و قضا سے قدم آگے رکھتا ہے تو وحدت کبریا اور تقا و خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس وقت ایک نورانی صورت از سر تا پا انوار دیدار سے منور، حورِ بہشت سے نہایت زیبا تر نمودار ہوتی ہے۔ اس صورت کا نام سلطان الفقیر ہے جو عاشق ہوشیار، سونختہ محبت و مشاہدۂ دیدار کو اپنے بغل میں پکڑ لیتا ہے۔ اس وقت طالب کو سر سے قدم تک دنیا و عقبی سے بے غم اور لایحتاج کر دیتا ہے۔ صورت سلطان الفقیر یہ ہے۔

الله لله له هو



ص۔ اس جگہ میں ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو باطنی شیروں اور دو تین زینتوں اور حضرت سلطان الفقیر کی صورتیں نورانی کلمات اور اسماء الہی سے مرقوم اور منقوش ہیں۔ یہ یکجہ نبی نورانی لطیف صورتیں ہیں۔ یا یہ سمجھو کہ باطنی ملازمت اور روحانی منصب کی ایسی مخصوص غلظتیں اور نورانی دریاں ہیں جو جس اہل منصب باطنی کو جو وہ وردی پہنا دی جاتی ہے۔ اسی وقت اس میں اس منصب اور عہدے کی بیاد و قابلیت، طاقت اور علم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں (باقی اگلے صفحہ)

جب نوازش سلطان فقر سے بہرہ یاب ہو کر گے قدم رکھتا ہے۔ تو اس کے سامنے انوارِ توحید کا ایک گھرہ کھنڈ ٹھہرائیں
 مارتا نظر آتا ہے۔ اس مقام میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم حسن سعادتمند طالب کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اس بحرِ
 انوار میں غوطہ دیتے ہیں۔ وہ ترک، توکل، تجرید، تفرید اور فقر کے اصل مقام کو پہنچ جاتا ہے۔
 یہ مرتب ہیں نصیبِ عاشقان ابتداء ہوتی آخر لامکان

بڑی آزمائشیں اور سخت امتحانات کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ راہ پروردگار اور کشاکش ہے۔ مذکر خانہ مادر و خالہ ہے۔

صنوی شریفہ عشقِ ازل پر اخونی بود تا گریز دہر کہ بیرونی بود

تو بیک خواہی گریزانی ز عشق تو بجز نامے نمی دانی ز عشق

خون شہید ز آبِ دل تری است این خطا از صد صواب اولی تراست

پس گئے بے دود بے دام نیت جو بگلو نگاہ حق آرام نیت

حضرت سلطان العارفين نے سلوک کے ان باطنی بلند مقامات کو درجہ بدرجہ اویسے اویسے بیان فرمایا ہے۔ اور ان
 سب مقامات تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ شد کامل ساکرم اللہ لطف بتایا ہے۔ یہ مقامات طالب کی اپنی کوشش، جدوجہد
 دوز و صوب، ریاضتوں، مجاہدوں اور چلوں چلوں سے سرگز حاصل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔

آئینہ تبریز یافت یک نظر از شمس الدین : طعنه نذر بردہ و سجزہ کند بر چہلہ

یعنی مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو چیز ہم نے تبریز میں اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی ایک نظر سے پائی ہے۔
 وہ دس روزہ اخوتوں اور چالیس روز کے چلوں پر طعنے اور مسخر کرتی ہے۔ یعنی خلوتوں اور چلوں میں محنت اور ریاضت
 کرنے والے اس نعمت کو سرگز نہیں حاصل کر سکتے۔ جو مرشد کامل کی ایک نیم نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے مادی

دماغ و اول، ظاہری کسی علوم پر مغز و رول اور زبانی ورد و وظائف اور چلوں اور مجاہدوں میں سرکھپانے والوں کو حضرت
 سلطان العارفين کے ان بیانات اور باطنی مقامات پر بہت مشکل سے یقین آئیگا۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات
 لاحد ولا عدا اور وہم و قیاس و گمان سے بالاتر ہے۔ اسی طرح اس کی طرف چلنے والے باطنی سالکوں اور عارفوں

کی منازل اور مقامات بھی عقل و دانش سے بالاتر ہیں۔ بعض طالب خلوتوں اور چلوں سے لوگوں میں شہرت اور رجوعا
 حاصل کر کے اسی کو اصلی منزل مقصود اور سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ بعض طالب کشف و کرامات کی دلیل میں پھنس جاتے ہیں۔
 بعض طالب سفلی اور علوی مقامات صغیرہ اور کبیرہ کی طیر سیر کو اصل مقصود خیال کر کے اسی پر غور و وقت اور مغز و رول

جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی قرب مشاہدے اور وصال کے لئے یہ سب منازل اور مقامات بیڑھی کی طرح
 ہیں۔ اول مشاہدہ ذات کے باطنی پر پہنچنے والوں کے لئے بیڑھی کے پاولوں پر ٹھہر کر (باقی اگلے صفحہ پر)

جو شخص دریائے شرف تو سید میں غوطہ کھا کر پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ وہ مقام فقر تمام کے ایسے لاجوردی لاجوردی
 مہینے کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ اس کا مرتبہ وہیم اور فہم میں نہیں آتا۔ اس کے بعد علم لدنی کی تعلیم اور یقین شروع ہوتی ہے۔ طالب
 صادق فقیر ایک شب روز میں علم معرفت اور توحید کے حصول سے فارغ ہو کر اذات الفقر فہو اللہ کے مقام کو پہنچ
 جاتا ہے۔ جب اس سے آگے جاتا ہے۔ تو سیارہ ہی سے پر اور مملو ایک باطنی چشمے کو دیکھتا ہے۔ یہ چشمہ کن فیکون
 قدرت الہی یعنی کن کی سیارہ ہی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ طالب کو ہاتھ سے آواز ہوتی ہے۔ کہ اے طالب! اس چشمے
 کی کچھ سیارہ پاٹ لے۔ جب قدرت الہی کی وہ سیارہ طالب چاٹ لیتا ہے۔ تو اس کی زبان سیاہ ہو کر سیف الرحمن
 ہو جاتی ہے۔ اور صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اور قائل قتال خطاب پاتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ اس کی ہر بات موافق
 شرع محمدی صلعم اور مطابق قرآن اور مخالف نفس و شیطان ہو۔ جب طالب اس مقام سے گزر جاتا ہے تو اس
 کے آگے ایک نخل کا پتھر ٹاک دریا آتا ہے۔ طالب کو اس وقت غیب لغیب ہاتھ سے آواز آتی ہے۔ کہ اے
 طالب! یہ ان عاشقان الہی کے خون جگر کا دریا ہے۔ جن کی قوت اور قوت تمام عمر خون بگر رہی ہے۔ اگر تو عاشق
 صادق ہے تو تجھے بھی ہمیشہ خون جگر بننا پڑے گا۔ اب اس دریا میں سے اپنا حصہ خون پی لے۔ جو شخص یہ خون
 جگر پی لیتا ہے۔ وہ شخص عاشق صادق ہو جاتا ہے۔ اسے چلوں، خلوتوں اور ریاضت و مجاہدے کی احتیاج نہیں
 رہتی۔ یہ سب مذکورہ بالا مراتب فقر کا صرف ایک دھندلا سا بیان ہے۔ اور فقہ کی انتہا مراتب عیاں ہے۔ یعنی
 مشاہدہ حضور اور قرب وصال نور عیاں یہ ہے۔ کہ قیل و قال اور بیان سے گذر جائے۔ اور ہر مقام کو اپنی
 آنکھوں سے حقیقی طور پر دیکھ پائے۔ فقیر صاحب عیاں اسے کہتے ہیں۔ کہ حقیقت احوال کن فیکون یعنی حقیقت
 احوال انل، حقیقت احوال ابد، حقیقت احوال دنیا۔ اور حقیقت احوال حیات اہل قیور، اور حقیقت احوال
 شہرگاہ و احوال اہل صراط و احوال دوزخ و بہشت اور حقیقت احوال ساغر شراباً طہوراً حضرت محمد مصطفیٰ صلعم
 کے ہاتھ سے پینے اور حقیقت احوال مشرف دیدار ہونے کے ان تمام حالات کو ابتداء سے انتہا تک دیکھنے
 اور پھر سب کو بھلا سکے۔

رک جانا سخت مہلک جان اور موجب حرمان ہے۔

اے برادر بے نہایت درگاہیت آنچہ تا دے میری بر سے مالیت

حضرت سلطان العارفين نے جو کچھ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ شاید حال ہے۔ کہ یہ حرف برف صحیح اور درست ہے۔ آنحضرت کو یہ مقامات
 حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے طالبوں کو بھی یہ مقامات اور منازل ہو سہو اسی طرح دکھاتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے ساری عمر
 مادی خاکرانی میں گزاری ہو۔ ان باطنی مقامات اور روحانی کمالات کا اندازہ کس طرح لگ سکتا ہے۔

مرشد صاحب عیال طالب کو توجہ سے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ اس سے کوئی حال محقق اور پوشیدہ نہیں رہتا۔ یہ مرتبہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے حاصل ہوتا ہے۔
 گر تو چاہے دیکھنا ہی با عیال غرق فی التوحید ہو درامکا
 صاحب عیال جس طرف متوجہ ہوتا ہے ہزار ہزار عالم مخلوقات کو اس نقش اور والہ سے کی برکت سے اپنے سامنے حاضر کرتا ہے۔
 نقش یہ ہے۔

لہ	لہ	بہا اللہ اللہ امرت
فقہ	عجل	ہو
جامع	فضل	فیض

باب سوم حضرت پیر و شکر و صفت طریقہ قادری

اے طالب غافل، اے عاقل، اے عال اور اے کامل! ہماری اس بات کو مول کے کافل سے سن لے۔ اور یقین کر لے اور اس بیان اور حکایت کو یاد کر کے ہمیشہ توفیق یا ہزار و قہر پڑھا کر۔

اس باب میں حضرت سلطان العارفين قدس سرہ نے اپنے شیخ الشیوخ، اپنے سردار و سالار طریقت اور اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کے طریقہ قادری کی تعریف اور توصیف بیان فرمائی ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ حضرت پیر و شکر محبوب سبحانی کا باطنی مرتبہ اور روحانی درجہ حیطہ تحریر سے باہر ہے کسی نے آپ کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔
 (باقی سکلے صفحہ پر)

واضح ہو کر طریقہ قادری حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجائے ریاضت راز بخشنے والا اور بجائے ریخ گنج عطا کرنے والا ہے۔ طریقہ قادری جلالیت میں تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ جو شخص حضرت پیر و شکیبہ رضی اللہ عنہ کے طالب مرید سے دشمنی رکھتا ہے۔ بے شک اس کا سر جلائی تلوار سے کٹ جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر و شکیبہ کا طالب مرید فرزند صالح ہے۔ تو حضرت پیر و شکیبہ کی اسمتین میں رہتا ہے۔ اور اگر طالح ہے تو حضرت پیر قدس سرہ العزیز اس کی اسمتین میں ہے۔ جب کبھی کوئی شخص انہیں آزار پہنچاتا ہے۔ تو حضرت پیر و شکیبہ جلالیت سے اپنی اسمتین جھکاتے ہیں۔ اور آزار پہنچانے والے کو ہفت پشت تک خراب اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ یاد رہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم معراج کی رات براق پر سوار ہو کر حضرت جبرائیل کے ہمراہ حق تعالیٰ کی جانب روانہ ہوئے اور جس وقت

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نعت کہ ترکہ سرائگت و مفر ہمارند

تمام دنیا کے شیخ مشائخ و بزرگان دین اور علماء و لیاء عارفین تمام اولیاء اول پر آپ کی برتری اور سروری کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کے اس قول مبارک قدھی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کے آگے سر عجز و نیاز جھکاتے ہیں۔

گویم ز کمال تو چہ غوث البقیۃ
جھوب خدا بن حسن آل حسنا
سرود قدمت جملہ نہادند و بگفتند
تا اللہ لقا ترک اللہ علیہ!

اور جو شخص جھوٹے مدعی ریاکار دکاندہ ہیں۔ اور ان کے پلے باطنی دولت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ولایت کی روحانی نعمت سے محض بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ آپ کے اس قول میں چہ میگویہاں کرتے ہیں۔ جس طرح ملائکہ کیلئے آدم علیہم السلام کا سجدہ ایک آزمائش اور امتحان تھا۔ اسی طرح آنحضرت قدس سرہ کا فرمان نہر حق ترجمان تمام اولیاء جہان کے لئے بطور امتحان ہے۔ جس ولی نے آپ کے اس قول کا انکار کیا وہ شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہو گیا۔ اور ولایت کے منصب سے محروم ہو گیا۔ سوا صلی حقیقی اولیاء اللہ آپ کے اس فرمان کے دل و جان سے تابدار اور فرمانبردار ہیں۔ اور جو ولایت سے محروم ہیں۔ وہ اگر انکار کریں۔ تو ان کا کیا بگڑتا ہے جس ولی نے آپ کے اس قول کے آگے حسب قدر زیادہ عجز و نیاز اور عزت و تعظیم کی وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب و منظور نظر ہوا۔

کہتے ہیں کہ جس روز حضرت پیر محبوب سبحانی نے بغداد شریف کے اندر آثار و عظیمیں بر سر منبر قول قدھی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اول کی گردن پر ہے۔ فرمایا تو اس وقت سلطان الہند خواجہ عزیز نواز حضرت معین الدین حسن بخاری حشیشی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے پہاڑوں میں ریاضت کرتے پھرتے تھے۔ اور اس وقت پہاڑ کی لیک غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے۔ جب آپ نے حضرت پیر قدس سرہ العزیز کا قول قدھی ہذا سنا تو آپ نے کئی سو میل باطن میں پرواز کی اور سر زمین پر رکھ کر اور کمال عجز سے فرمایا (باقی اگلے صفحہ پر)

سدرۃ المنتقی سے لگے جبریل اور براق و رفرف چلنے سے رہ گئے اور آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے تو حضرت پیر و شکر کی روح مبارک نے طرفہ العین میں حاضر ہو کر اپنی گرون حضرت نبی کریم صلعم کے قدم مبارک کے پیچھے رکھ دی اور آپ کو مکان اعلیٰ لامکان میں لے جا کر مقام خاص قرب قاب قوسین تک پہنچا دیا۔ اس وقت حضرت پیر و شکر کی روح مبارک سلطان الفقر اور نور الہدیٰ کی معشوقی صورت میں آنحضرت کے سامنے نمودار ہوئی۔ اور ادب اور تعظیم سے دست بستہ کھڑے ہو کر سر جھکا دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے اس مقام نور حضور میں جناب کبریاء سے عرض کی کہ یہ فوری زیبا اور خوش ماحورت کس کی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔ حکم ہوا کہ اے حبیب! تجھے مبارک ہو یہ صورت

علی حدیثہ یعنی یعنی میں آپ کا قدم مبارک بجائے گردن کے اٹھ کی تیلی پر لیتا ہوں۔ اس وقت حضرت سلطان الاولیاء حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا۔ کہ اے ولید میں محی الدین اور تو میرا ہند کا جانشین معین الدین قیامت تک لوگ تیرے قدم کو سہ اور آنکھوں پر رکھیں گے۔ اور شاہان ہند تیرے در کی گدائی کو باعث فخر سمجھیں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب حضرت پیر و شکر صاحب قدس سرہ کے حق میں مدیرہ قصیدہ فرماتے ہیں۔

نعت
یا پیر معظم نور الہدیٰ - مختار بنی مختار خدا
سلطان ولایت قطب علو حیران جبار فی سما
گرد آید سب کبرہ رسول، اذی تفسیر حجاب
ہمہ عالم محی الدین گویاں بر حسن جاکھتہ فدا

آخر میں فرماتے ہیں۔

معین کہ غلام نام تو شد۔ در یوزہ گر اگر کم تو شد
شد خواجہ ازال کہ غلام تو شد۔ دار طلب تسلیم و رضا

تمام ادویار کا یلین اور صوفیاء عارفین کیا خولجگان ہائے چشت اور نقشبندی و سہروردی حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کی فوقیت اور علوشان و عظمت کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند صاحب کی یہ مدحیہ بے باغی حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کے روضہ مبارک پر آج تک ثبت اور مرقوم ہے۔

کجا سچی - بادشاہ ہرد و علم شاہ عبدالقادر
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر
بر زمین و آسمان جن و بشر ہم قریب
ساتھ و در ذہن ہم شاہ عبدالقادر

البتہ بعض کم ظرف نادان بہر کو چہ طریقت کے آورہ گرد ناقص و ناتمام طالب اگر از راہ تعصب و حسد آنحضرت قدس سرہ کی شان اور عظمت کو گھٹانے میں کچھ بیہودہ باتیں کہیں۔ تو ان کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ دیگر طریقہ سہروردی کے سردار اور سالار حضرت شہاب الدین سہروردی کو فیض حضرت محبوب سبحانی سے ہے۔ جو اس سے ثابت ہوا کہ کل چاروں طریقوں یعنی طریقہ قادری، نقشبندی اور سہروردی سب کے سالار اور سردار حضرت پیر و شکر ہیں۔ اور دنیا کے سب طریقے اور خانوادے حضور ہی سے فیض یافتہ ہیں۔ اور حضور ہی کے گلشن فضل اور گلزار فیض کے خوشہ چین ہیں۔

سلطان الفقراء حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر کی ہے۔ جو آپ کی آل اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حسنی اور حسینی اولاد میں سے ہے۔ آپ کے حبیبی پسبی اولاد نوری فرزند ہوں گے۔ آپ کی امت میں سے آپ کے خاص فقیر کے وارث اور آپ کے لئے باعث فخر ہوں گے۔ حدیث۔ الفقیر فخری والفقیر منیٰ یعنی حضرت محی الدین رضی اللہ عنہ کو فقیر کا ورثہ حجج سے ملا ہے۔ اور ان کا فقیر میرے لئے باعث فخر ہے۔ اس وقت حضرت محبوب کروگارا احمد مختار جوش مسرت و جذبہ افتخار میں زبان حق تر جہان سے یوں گوہر نشاں ہوتے کہ اسے فرزند ارجمند محی الدین میرا قدم تیرا گردن پر آگیا ہے۔ اور تیرا قدم میری امت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ اور وہ وقت آئیگا کہ تو اللہ تعالیٰ کے امر سے کہگا۔ قل محی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم تمام اولین و آخرین اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ حضرت پیر دستگیر کو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت بخشی کہ جو شخص آپ کے عین حیات میں آپ کا اسم مبارک بے وضو زبان پر لیتا اس کی گردن اڑ جاتی۔ یہ آزمائش اس لئے تھی کہ آپ سر سے قدم تک اللہ تعالیٰ کے ان ذاتی انوار رحمت میں لپٹے ہوئے تھے کہ جس میں آپ کا دوسرا کوئی ثانی اور شریک نہ ہو اور امت محمدی صلعم میں آپ ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے فقیر کا دروازہ کھولا۔ اور فقیر کی امانت گراں بار کو اٹھا کر سنبھالا۔ بعض طریقوں والے محض خرقہ پوش ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب اللہ تعالیٰ کے بحر معرفت و توحید سے دیا نوش ہوتے ہیں۔ بعض میں رسم رسوم سجادگی ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں راہ قافی اللہ نفس سے آزادی ہے۔ بعض طریقوں میں اپنے قائم مقام اور جانشین کے لئے رواج جوہ و دستار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں محض ہدایت، جمالیات مشاہدہ جمشور اور شرف دیدار ہے۔ بعض میں تلقین ورد اور اتساع ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں روز اول استغراق وحدت قافلہ نفس راہ فریج ہے۔ بعض طریقوں والے حجام کی طرح طالب مرید کے بال مقراہن سے کتر لیتے ہیں۔ لیکن طریقہ قادری والے توجہ سے دریائے توحید میں غوطہ دیتے ہیں۔ ابیات

سہرور اس فقر سے اگر نہیں
نقشبندی کو یہاں تک رہا نہیں
خواجہ حسینی ریاضت راہ بر
بہر دنیا عروج جاہ و سیمند
ابتدائے قادری ہے بالہا
انتہائے قادری با مصطفیٰ

فقیر جو کچھ کہتا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے۔ من سکت عن الحق فهو شیطان اخر من۔ ترجمہ: جو حق بات بیان کرنے سے خاموش ہو جائے وہ شیطان ہے گونگا۔

پیر زمان مرید اور مرشد اہل تقید مثل حجام موئی برید بہت ہیں۔ پیر مرشد کامل قادری ہونا چاہیے کہ ایک ہی نظر اور نگاہ سے حاضر ناظر کرے۔ حضرت پیر دستگیر مادر زاد انزلی ولی تھے۔ اور آپ کو معراج کی رات حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی نے تعلیم علم و تلقین علم ارشاد فرمائی تھی۔ اور آنحضرت صلعم نے باطن میں آپ کو دست

بیعت فرنا کہ حجی الدین کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اگرچہ آپ نے ظاہری مرشدوں سے بھی زمانہ طلب میں ارشاد اور تلقین حاصل کی ہے۔ اور اس زمانے میں اکثر ناقص مرشدوں کے سلوک میں نقص اور جہتیں رفع کر کے انہیں مقام کمال تک پہنچایا۔ اکثر مرشد طالب مرید بناتے ہیں۔ لیکن حضرت پیر رحمتہ اللہ علیہ لوگوں کو مقام ارشاد تک پہنچا کر کامل مرشد بناتے ہیں فی الحقیقت دنیا کے تمام پیر اور مرشد حضرت پیر گیارہ کے طالب اور مرید ہیں۔ اور حضرت پیر گیارہ روح دنیا کے تمام اولیاء اور مشائخ میں سب سے افضل، اعلیٰ اور بے مثل فرد فرماتے ہیں۔

اکن حاکان
سہ طریقہ مفلس اور اہل سوال
قادری صاحب نعمات باوصال
طالبوں کو سوں دکھاتا مصطفیٰ

قادری طریقے کے تین طرح کے لوگ دشمن ہوتے ہیں۔ اول رافضی خارجی۔ دوم ناقص کاذب۔ سوم مردود و مناقب اے جان عزیز اور صاحب عقل و تمیز۔ معرفت اور فقر میں وہ شخص قدم رکھتا ہے۔ جو مرشد مبتدعی وغیرہ اور ناقص و کامل کو باطنی توفیق سے پہچانتا ہے توفیق چاہتم کی ہوتی ہے۔

اول۔ توفیق علم جو کہ مطلق انسانی شعور سے حاصل ہوتی ہے۔ دوم توفیق ولی اللہ اہل حضور کو تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ سوم توفیق نور تصدیق جو کہ ذکر قلبی سے شعلہ انوار دیدار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص اہل باطن معجز کا حصہ ہے۔ چہاں توفیق تصور نفس قنا، تصرف روح بقا اس مرد عارف خدا کو حاصل ہوتا ہے۔ ہر طریقہ تادیبی میں یہ چاروں توفیق طالب اللہ کو عطا کرنے مرشد قادری پر فرض عین اور ضروری ہیں۔ ہر طریقے میں سنج و ریاضت اور مجاہدوں کی آفات ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں روز اولیٰ درس تک میں تصور ذات ہے۔ طریقہ قادری آفتاب کی مانند ہے۔ اور دیگر طریقے اس کے سامنے بمنزلہ حیرانہ کے ہیں۔ بعض لوگ جاسوس کی طرح طریقہ قادری میں داخل ہو کر خلافت لیتے ہیں۔ اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر دام و گرانہ پھیلانے کو لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم ہر طریقے میں بیعت لینے کے مجاز ہیں۔ قادری کو صد حیا اور ہزار شرم چاہیے۔ کہ دیگر طریقوں میں منہ چھپاتے اور ان کی آڑ لے۔ طالب مرید قادری زہد و شہدائی کی طرح ہرگز جیلہ جو رو با مزاج مرشد کے پاس نہیں بھٹکتا۔ اور طالب مرید قادری شہباز قدس بلذیر و زہر ہوتا ہے۔ وہ ہرگز غلیوڑ کے ساتھ نہیں بیٹھتا۔ طالب مرید قادری مست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھاتا ہے۔ اور بارگرا فی اسم اللہ ذات اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ طریقہ قادری میں وہ برکت ہے۔ کہ جو شخص ایک ہی بار یقین خاص اور صدق دل و اخلاص سے بزبان پاک کہدے یا شیخ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ اس پر ابدار سے انتہا تک معرفت، فقر اور ولایت کے تمام مقامات واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ عی الدین قدس سرہ کے ہم مکرم و معلم میں تاثیر مشاہدہ معراج ہے۔ جس کو اس پاک نام کی برکت ہی سے سب مراتب حاصل ہوں اسے چلے اور ریاضت کا کیا حیا ہے۔ ہر طریقے میں طالب مرید کو کوشش اور مرشد کو کشش درکار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں نہ کوشش اور نہ کشش چاہیے۔ بلکہ مرشد تصور اسم اللہ ذات کی

ایک ہی توجہ سے طالب کو حضور پر نور میں پہنچا دیتا ہے۔

میں نہ کوشاں ہوں نہ خواہاں ثواب

عرق فی التوحید فی اللہ بحجاب

عرق وحدت ہو کے میں پھول خدا

عرق اور توحید ایک غیر مخلوق چیز ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حروف سے نمودار ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حق ہے۔ کیونکہ من جانب حق ہے۔ اور متصل باقی ہے اور اسم ذات سے طالب لائق حضور۔ باطن محمود اور صاحب وجود مخفون ہوتا ہے۔ قرآن تعالیٰ لیخضر لک اللہ ما تقدھا عن ذنبک وما تاخر ترجمہ "اللہ تعالیٰ بخش دے گا تیرے اگلے اور پچھلے سب گناہ، اہل مخفون وجود ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات کی قید میں رہتا ہے۔ اور صاحب تصور اسم اللہ ذات کا مرتبہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے سلب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کی طاقت لازوال ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات کا وجود دوسرے قدم تک سرسرفور ہوتا ہے۔ اور اس کی بہر شے نوز ہوتی ہے چنانچہ

عرق، توحید اور نور ایک غیر مخلوق برقی طاقت ہے۔ جو اسم اللہ کی مشق اور تصور سے طالب سالک کے وجود میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ذاتی نور دن بدن ترقی کرتا ہے۔ نہ کسی طرح زائل اور سلب ہوتا ہے۔ اور اس کو نقص اور زوال لاحق ہوتا ہے۔ ایسے ذاتی نور کا مالک ہر قسم کے سالک اور طالب پر غالب ہوتا ہے۔ وہ دوسرے طالبوں کے اسمانی، انسانی اور صفاتی فیوضات اور برکات کو اپنے نور ذات سے اگر چاہے۔ سلب کر لیتا ہے۔ لیکن ان کے ذاتی نور کا فیض اور برکت کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

طالب برید قادری جب بیشہ حدود و امکان میں نمودار ہوتے ہیں۔ تو وہ شیر کی مانند اور صورت میں متمثل ہوتے ہیں۔ تمام ناسوتی سفلی جانداران سے خائف اور ہراساں رہتے ہیں۔ وہ کل جانوروں کو شکار کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی جانور شکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جب وہ باطنی نوری جسے سے قاف قدس اور فضائے لامکان میں پرواز کرتے ہیں تو شہبانہ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور تمام باطنی طیور کو صید اور شکار کرتے ہیں۔ اور سب روحانی طیور ان سے لرزاں اور گریزاں رہتے ہیں۔ کیونکہ ذاتی نور آفتاب کی طرح ہے۔ کہ جس کے مقابلے میں اقمار صفات و کواکب افعال و چراغ ہائے اسماء کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اور ان سب کو فیض انوار آفتاب سے حاصل ہے۔ یہ سب آفتاب کے ذاتی نور کے محتاج ہیں۔ اور آفتاب بذات خود لایحتاج کسی کے نور کی اسے ضرورت اور احتیاج نہیں رہتی لہذا قادری طریقہ آفتاب کی مانند نور اسم اللہ ذات سے دائم منور اور تاباں ہے۔ اور یہ تیرا عظیم قیامت تک فلک الاعلیٰ پر درخشاں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت محبوب سبحانی قدس سرہ الغریز فرماتے ہیں۔

اھت مشموس الاولین وشمسنا ابدک علیٰ فلک العلیٰ کتھرب

باقی اگلے صفحہ

اس کا علم بھی نور نفس قلب روح اور سر نور۔ بنیائی شہنائی اور گویائی نور، اعمال، احوال اور وصال و جمال نور، اکل شرب اور خواب وغیرہ از شرف و بیدار نور، تصور، لکھنا، لکھنا اور تصویر جملہ با ایمان نور ہوتے ہیں۔ طالب مرید قادری اس طرح سر تا پا نور ایمان اور نور عرفان سے آراستہ باطن محمود ہوتے ہیں۔ قول شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ المریدین کلا یوتوا الی علی الایمان ترجمہ: میرے مرید ہیں مرگیا کر ایمان پر کیونکہ کمر تے وقت طالب مرید قادری کا حضرت شاہ محی الدین کی باطنی توفیق اور روحانی طاقت سے ذکر کلمہ طیب جاری ہو جاتا ہے۔ من کان اخر کلامہ کالہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقد دخل الجنة بلا حساب و بلا عذاب ترجمہ: جس آدمی کا موت کے وقت آخری کلام کالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو وہ بہشت میں بلا حساب و بلا عذاب داخل ہو گا۔

شرح نور

نور کیا چیز ہے۔ نور ایک غیر مخلوق باطنی برقی طاقت ہے۔ جو کہ حروف اسم اللہ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔ یہی انوار و بیدار ہیں۔ اور نصیب و یا اللہ زندہ دل و عقل بیدار ہیں۔ جب دنیا مطلقاً موجب ظلمت ہے۔ اور اہل دنیا گمراہوں کی طرح طالب جہنم و اہل جہنم شخص علم معرفت اور مطالعہ علم تصرف کو نظر انداز کرتا ہے۔ وہ سیاہ دل، شرمندہ احوال، قرب وصال تصوف سے بالکل بے خبر ہے۔ کیونکہ ذاتی فقر کی تصنیف سر سر نور اور حضور سے منظور ہوتی ہے اور ان کا کلام محض اللہ تعالیٰ کا ہی اعلام اور ایک عطا النعم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو کچھ اثرات و برکات اور معارفہ و اسرار نبوی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد باقی رہ گئے تھے ان کا ظہور آج بھی برقرار اور جاری ہے۔ یہ تصنیف ان علوم معجزات سے مانور ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امت میں باقی رہ گئے ہیں۔ اس فقیر نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے علم معجزات حاصل کیا ہے۔ یہ تصنیف علم معجزات سے منور اور علم معجزات کے معارف و اسرار سے پراور مملو ہے۔ بعض بزرگان دین اور مصنفین کی تصانیف الہامی ہیں۔ لیکن اس فقیر کو مقام الہام سے بھی بالا محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے اتقائے کلام حاصل ہوا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ بد بخت کو نیک بخت بنا دے گا۔ اللہ بس ماسوی اللہ بس۔

یہ تصنیف نہ مقام ابتدائی ثبات اور نہ علم و ادوات کے حالات بیان کرتی ہے۔ بلکہ یہ محض انوار ذات سے مترشح ہے۔ اور نور ذات ہی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ یہ ایک چشمہ آب حیات ہے جس میں ابدی حیات اور

یعنی سابق اولیاء کرام کے اقرار صفات اپنی مدت گزار کر غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے ذاتی نور کا آفتاب ابداً لا باد تک تابال اور درخشاں رہے گا۔

مردی نجات ہے۔ اس میں وہ علم اور نور قرآن کی آیات ہیں جو بزرگی اور وسیدہ و درجات ہیں۔ لیکن اس قسم کے مراتب فنا فی اللہ اور قرب حق تعالیٰ کی نعمت اور سعادت محض عاشقان اور واصِلانِ الہی کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

آیات

پوچھ لے مجھ سے کوئی گر قرب حق
 دل سے ترک تو کل کا سبق !
 کچھ نہ دیکھو آنکھ سے حق کے سوا
 حق نہیں پایا تو کیا حاصل ہوا
 نہ دیکھو حق کے سوا گر ہے دیکھنے کی غرض
 اگر نہ دیکھے تو ہے آنکھیں حسدِ مرض

یہ فقیر کو کچھ کہتا ہے حساب سے کہتا ہے حسد سے نہیں۔ بعض طریقوں کو بیاضت سے دولت دینا جغیر وار
 حال ہوتا ہے۔ اور بعض میں تقویٰ و زہد سے بہشت کے گلشن گل و بہار۔ لیکن طریقہ قادری میں اول سے آخر تک
 محض تعلیم معرفت پرور و گلد اور دلس دیدار ہے۔ من لہ الملوک فلہ انکل نیز طالب الدینا محنت طالب
 الحقیقی ہونٹ طالب الملوک مذکور یعنی طالب دینا محنت۔ طالب عقیبی ہونٹ لیکن طالب مولا مذکور ہے۔ دیگر
 طریقوں کے طالب مرید ہمیشہ طلب دینا محاش میں پریشان اور متفکر ہوتے ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں طالب مرید
 تارک فارغ مرد نہ کرتے۔

واضح ہو کہ طالب ایک ہی حرف میں معرفت اور توحید تمام اور ایک ہی توجہ میں کل مخلوقات اور سہ منزل اور ہر مقام
 طے کرتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرشد طالب کو انتہائی راہ معرفت اس طرح دکھاتا ہے کہ ابتدا میں تعلیم محبت دیتا
 ہے۔ بے محنت اور طلب بخشا ہے۔ بے طاعت اسی طرح راز بے ریاضت، مشاہدہ بے مجاہدہ، معرفت
 بے مراقبہ، گنج بیرنج، توفیق بے طریق بقا بے فنا، لقاب بے جفا، دم بے غم اور معراج بے استدرج عطا کرتا ہے۔ اور
 قرب بخشا ہے بالظن نگاہ۔ ذکر با فکر، دیدار با قلب بیدار، حضور با جسم نور، علم با حلم، حکمت با حکم، خود با کرم
 پاس با انفاس، اقرار با صدق، ترک با توکل، رحمت با روح، زندگی با قلب بندگی۔ تصفہ بچشم عیاں تزکیہ نفس
 امارہ۔ مجلس با اعتبار، یقین با دیدار جمعیت با جمال، وحدت با وصال، قال با احوال۔ تصرف با تصور، توجہ با فکر
 استغراق با مشاہدہ حضور کشف کرامات با الہی نور، حیات با ممات، سیری با گرسنگی، عنایت با غنایت، ہدایت با
 نہایت، ادب با حیا، رضا با قنا، وصل با اصل توفیق با علم دقیق بخشا ہے۔ یہ جلد مراتب با لا قرب دیدار خدا
 اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے لئے بہشت زینے اور سیر طہی کے درجے اور مرتبے ہیں۔ ان پر مغزور نہیں ہونا
 چاہئے کیونکہ راہ فقر اس سے بھی آگے ہے۔ وہ فقر حضرت محمد صلعم جو طالب قادری پر اللہ تعالیٰ کے فیض اور
 فضل سے عطا ہوتا ہے۔

اسے میں اب بیان کرتا ہوں۔ اے طالب جاں فدا اور اے مرشد فیض فقر نما! انتہائے فقر کا بیان سن لے

فقر کی راہ میں پہلے پہل ہمبر اور رضا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اس پر مغزور نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ آگے چلنا چاہیے۔ اس کے بعد فقر کے تین اور مراتب ہیں۔ اول یہ کہ تصور اہم اللہ ذات میں غرق دوام ہو۔ دوم کوئین ہر دو جہاں اس کے تحت اقدام ہو۔ اور سوم جگہ ملا کر اور جزویت غرض سب غیبی لشکر اس کے تابع اور غلام ہو۔ مگر یہ بھی مراتب خام ہیں۔ اس پر بھی مغزور نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ فقر خاص اس سے بھی آگے ہے۔ فقر کے مراتب یہ ہیں۔ کہ عرش سے تحت الشرائع تک کل مقامات نظر سے طے کر لے۔ اور درگاہ اہل قبور کو توجہ سے مقام بندخ سے اٹھا کر تکلم کرے۔ اور لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک و بد طالع بتانا پھرے۔ اور پانچوں وقت نماز حرم کعبہ اللہ میں حاضر ہو کر باجماعت پڑھتا رہے۔ حلال کھانے اور حرام سے ترک رکھے۔ لیکن فقر خاص انتہائی مقام اس سے بھی آگے ہے۔ اور یہ مراتب بھی قائم ناممکن کے ہیں۔ اس پر بھی غرہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ جملہ مراتب مقام ناسوت کے ہیں۔ اور ان مراتب والا بھی محتاج ہے۔ فقیر کو لا یتحاج ہونا ضروری ہے۔ فقیر خاص اللہ تعالیٰ کی حاجت کے یہ مراتب ہیں۔ کہ وہ سات خزانے اور سات قسم کے معراج حاصل کرے۔ تب کہیں **الْفَقْرُ قَوْلًا يَحْتَاجُ إِلَى اللَّهِ** ترجمہ فقر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ کا مرتبہ جاہل ہوتا ہے۔ وہ سات خزانے ان سات قسم کے معراج میں متعلق ہیں۔ اول معراج علم، دوم معراج علم، سوم معراج محبت، چہارم معراج معرفت، پنجم معراج مشاہدہ قرآن مجید، ششم معراج مجلس انبیاء و اولیاء اللہ، ہفتم معراج فقر۔ یہ ہیں مراتب اد **الْفَقْرُ قَوْلًا يَحْتَاجُ إِلَى اللَّهِ** تمامیت فقر کے یہ مذکورہ بالا مراتب محض قادیان طریقہ میں ملتے ہیں۔ دیگر طریقے والوں کو ان مراتب کی خبر بھی نہیں۔ اور طالب مرید قادری کو دیگر طریقوں والے ہرگز سبب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ طریقہ قادری کو اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار سے نشوونما ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے امر پر غالب ہے۔ **قَوْلًا يَحْتَاجُ إِلَى اللَّهِ** غالب علی الامور۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ واضح ہو کہ فقیر کامل، عامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہی، معشوق خدا، عاشق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مراتب والے کو کامل کل کہتے ہیں۔ وہ فقیر کامل کل اہل توحید ہے جس کی نظر اور توجہ مشاغل کلیدی ہے۔ کہ جس میں مطالب مشکل میں ڈالی جاتے اسے فوراً کھول دے۔

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ناقص اہل تقلید پسند خلق، دوم کامل اہل توحید پسند خالق۔ لیکن اجماع خلق میں مشہور فقیر دنیا میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح ناقص العقل مرید جو ناقصوں کو کامل کہتے ہیں۔ وہ بھی بشیاء ہیں۔ لیکن کامل تین قسم کے ہیں۔ اول کامل حیات نفسانی۔ دوم کامل مہمت روحانی، سوم کامل ذات صاحب قرب بانی

مکمل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول کامل حیات دوم کامل مہمت، سوم کامل ذات۔ کامل حیات وہ ہے۔ جو اپنے حین حیات میں طالبوں کی اپنی نظر اور توجہ سے باطنی تربیت کرتا ہے۔ اور تعلیم اور تلقین سے بہرہ ور کرتا ہے۔ لیکن جب وہ فوت ہو کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سلسلہ اپنے مریدوں اور طالبوں سے منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مریدوں کو (باقی اگلے صفحہ)

جیسے سلطان محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ کامل حیات وہ مرشد اہل توفیق سے حوائی زندگی میں طالب مریدوں کو اپنی تلقین سے فیض پہنچاتے ہیں۔ اور فیصل سے بہرہ ور بناتے ہیں۔ لیکن بعد از موت ان کا فیض بند ہو جاتا ہے۔ کامل محامات مرشد اہل توفیق وہ ہے۔ کہ جو زندگی میں کسی طالب کو مرید نہیں بناتے اور چادر گناہی اٹھ سے رہتے ہیں مگر موت کے بعد عالم برزخ سے طالبان الہی کو خواب یا مراقبے میں باطنی فیض سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ سوم کامل ذات الہی محتق وہ ہے۔ کہ جس کے لئے موت و حیات اور ظاہر باطن برابر ہو۔ ہر حالت اور ہر اسکن میں مریدوں کو فیض سے مالا مال فرماتے ہیں۔ اور ظاہر طور پر ہر مطلوب مرعوب القلوب تک پہنچاتے ہیں۔ اور جو کچھ باطن میں فرماتے ہیں ظاہر پر ہو ویسا دکھاتے ہیں۔ اسے کامل قائل نفس شہید قلب، شہید اکبر روح اور شہید اکبر کائنات کہتے ہیں۔ ایسا فقیر صاحب امر ہر مہیشہ غرق

اس کی باطنی کوئی امداد اور روحانی فیض نہیں پہنچتا ہے۔ ایسے مرشد کی مثال مرغی کی طرح ہے۔ کہ جیت تک اڈے مرغی کے پروں کے نیچے رہتے ہیں۔ وہ گرم رہتے ہیں۔ اور زندہ ہو کر نیچے بن جاتے ہیں۔ لیکن اڈے جب مرغی کے پروں سے نکل جاتے ہیں یا اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ خراب ہو کر گندے ہو جاتے ہیں۔ دوم مرشد کامل محامات وہ ہے۔ کہ دنیا میں گناہ اور پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور طالب مریدوں کی دکانداری اور بزرگی اور مشائخ کی شہرت اور گرم بازاری سے کتراتے ہیں۔ اور خالق سے یگانگی کیلئے مخلوق سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی میں کسی کو طالب مرید نہیں کرتے۔ اور مرشد اہل توفیق ہر مرید کو گولوں میں الجھنا مصیبت خیال کرتے ہیں۔ اور اشد تامل سے قرب مشاہدے اور وصل سے ایک دم کے لئے علیحدہ اور جدا ہونا برواشت نہیں کرتے۔

کما قال

بفراغ دل زمانے نظرے بجا ہر حقے بہ ارزاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر باہر ہوئے

یہ لوگ عاشق جا بنا ہوتے ہیں۔ مخلوق سے تارک فارغ اہل ترک توکل اور صاحب احترام ہوتے ہیں۔ انہیں سلسلہ طریقت پر چلنے چلانے سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا جیسا کہ احمد جام صاحب فرماتے ہیں۔
احمد تو عاشقی بمشیت تراچہ کار دیوانہ باشی سلسلہ گرشندہ شاد چہ شد

ایسے عارف کامل محامات جب دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور ان کے فتنے چونکہ اپنی دولت باطنی کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس لئے وہ قبر سے عالم برزخ میں طالب مریدوں کو توجہ اور نظر سے فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور خود ہر طرح سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایسے کاملوں کو زندگی میں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن موت کے بعد ان کی قبریں زندہ ہو جاتی ہیں۔ اور طالبوں کے مسموم قلوب کیلئے تریاق اعظم ثابت ہوتی ہیں۔ سوم کامل ذات وہ ہوتا ہے جس کیلئے موت اور حیات برابر ہوتی ہے اس کے فیض اور برکت کو نہ مرد و در زمان زائل کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کی نظر اور توجہ میں بعد مکان حائل ہو سکتا ہے۔ ماضی اور مستقبل اس کے لئے حال کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بعد و قرب (باقی اگلے صفحہ پر)

مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ ایسے فقیر کو جب کوئی طالب مرید یا اخلص یا دوست آشنا حسن اعتقاد سے یاد کرتا ہے۔ اسی وقت باطنی قوت سے حیرت نفس یا حیرت قلب یا حیرت روح یا حیرت نور توفیق الہی سے حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حاضر ہوتے ہی مختلف طریق سے اعلام فرماتا ہے یا مرید سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔ یا وہم پہنچاتا ہے۔ یا دلیل صحیح دل میں ڈالتا ہے۔ یا خیال سے آگاہی دیتا ہے۔ یا الہام اور آواز صریح سے بتاتا ہے۔ یا اپنی روحانی خوشبو سے ریح یا مشروحاً تسبیح پڑھتے ہوئے سامنے آتا ہے۔ اور اپنا جمال دکھاتا ہے۔ لیکن یہ سب باطنی علامات اور اثرات طالب سائل کو اپنی باطنی استعداد اور روحانی حواس کے مطابق معلوم اور محسوس ہوتے ہیں۔ اندھے مردہ دل کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جو مرشد اس طرح کامل قوی اور باطن ظاہر پاک اور طاہر نہیں ہے۔ وہ مرشد زن سیرت اور محنت صورت ہے۔ اسے طلاق دینی چاہیے۔ کامل فقیر قادری ان علامات سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے مرید طالب کو ظاہری ذکر فکر کی تلقین اور زبانی درود وظائف کی تعلیم نہیں کرتا۔ بلکہ حضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو مجلس محمدی صلعم میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہاں سے تعلیم تلقین منصب ہدایت ولایت اور حکم اجازت دلاتا ہے۔ اور وہاں مجلس نبوی میں خلعت ولایت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور طالب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حوالے فرماتا ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں ہرگز نہیں لاتا۔ قولک تعالیٰ و افوض اموی الی اللہ ان اللہ بصیر العباد۔ ترجمہ میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا ہے۔ تحقیق وہ ہی اپنے بندوں کے حالات سے واقف ہے۔ جو مرشد ایسا نہ ہو وہ ناقص فاقم ہے۔ اس سے تلقین اور ارشاد حاصل کرنا حرام ہے۔

قادری کامل ہوں از قرب کرم
قادری را دشمن است دنیا درم

طریقہ قادری کو قدرت، قرب اور قوت قادر حق سبحان سے ہے۔ اور یہ سب برکت اور سعادت پابندی شریعت اور علم نفس حدیث تفسیر یا تاثیر قرآن سے ہے۔ دنیا کا جمع کرنا خود فرعون اور اس کا حرص شیطان سے ہے۔

مکان اس کے لئے بلیز ہوتا ہے۔ ایسے عارف کامل اہل ذات ہر مقام پر حاضر اور ہر قدرت پر قادر ہوتے ہیں۔ طالب بے نصیب اور بالذنب ان کیلئے برابر ہوتے ہیں۔ اور عالم اور جاہل ان کیلئے یکساں ہیں۔ جسے جو وقت چاہیں سیرنج و ریاضت منزل مقصود تک ایک ہی نظر اور نگاہ سے پہنچا دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت ان اللہ تعالیٰ کی شہادت علیٰ کل شیء قدیم سے متصف ہوتے ہیں۔ کامل ذات کا فیض ابد لا باذکب جاری رہتا ہے۔ اور دنیا بدن نرقی کرتا ہے۔ ایسے کامل دنیا میں غماشال ہیں۔ اور سانسے جہان میں خال خال ہیں۔ کامل عانت کی مثال کچھوے کی سی ہے۔ اس کے انڈے ناسے پر پڑتے ہیں۔ اور خود کو عالم بزرگ کے بحر میں تیرتا اور ڈوبا ہوا رہتا ہے۔ لیکن اس کی نظر اور توجہ سے ساحل دنیا پر انڈے خود بخود پکے بن جاتے ہیں۔

کامل ذات کی مثال کلنگ کی طرح ہے۔ کہ پہاڑوں میں انڈے سے کر خود گرم ملکوں میں پرواز کر جاتے ہیں۔ لیکن ان کی توجہ سے انڈے نیچے بن جاتے ہیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ دین و دنیا ہر دو مجھ پر عطا ہے یہ محض مکر و حیلہ شیطان ہے۔ اور سر اسر خطا ہے۔ لیکن قادری طالب کو چاہیے کہ اول تمام دنیا کا تصرف حاصل کرے۔ بعد اُسے ترک کرے تاکہ دنیا سے دل سرور ہو جائے۔ ورنہ ہر حال میں مفلس رہے۔
 حرص و طمع دنیا دہنگیر رہتا ہے۔
 ”از دست نارساست کہ مکارہ پارسانست“
 جس طرح کشتی کو پانی کی کثرت تینچے سے موجب لاشتی اور باعث امداد ہے۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی داخل ہو جائے۔ تو کشتی ہلاک اور برباد ہے۔ اسی طرح فقیر کو بھی تصرف دنیا ہاتھ میں موجب جمعیت نفس و دین دل آزار ہے لیکن دل میں اس کی محبت موجب ہلاکت و باعث صفا و ہے۔
 مشنوی
 اب در کشتی ہلاک کشتی است
 اب زیر کشتی اور لاشتی است

قوله تعالى - ما من دابة فی الارض الا علی الله ورتقا ترجمہ ”زمین پر کوئی جانور نہیں ہے۔ مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے۔“

غم نہ کھا اور لو کا اس کا بھی رزق ہے خدا تو کہاں خالق سے بہتر بندہ پورا گیا
 رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مرزوق جو ہر حال میں پہنچتا ہے۔ دوم رزق مملوک جس کا انسان صرف چند روز مالک اور محافظ رہتا ہے۔ پس بہت مال جمع کرنے سے غرض جمعیت نفس اور اعتبار خلتی ہے۔ اور بس باقی سب ہوا ہے اور ہوس

۱۔ مرشد طالب کو دنیا سے دو طرح پرستی اور لایحتاج کر دیتا ہے۔ اول یہ کہ مرشد طالب کو باطنی تصرف کے خزانے عطا فرمادیتا ہے۔ جس طالب لایحتاج ہو کر دنیا سے دل سرور ہو جاتا ہے۔ وہ باطنی تصرف کے خزانے یہ ہیں کہ مرشد طالب کو علم و عورت کی کلید عطا فرمادیتا ہے۔ جب طالب کا عمل علم و عورت رواں ہو جاتا ہے۔ تو وہ توفیق علم و عورت سے عالم غیب جنونیت اور ملائکہ فرشتوں اور اہل ثبوت روحانیوں کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے۔ ان سفلی اور علوی مومکلات کے ذریعے ایک تو وہ ہر قسم کے ادنیٰ و اعلیٰ لوگوں کو مسخر اور طالب برید کر لیتا ہے۔ اور لوگ اس کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر طرح دل و جان سے خدمتگار بن جاتے ہیں۔ اس طرح طالب لایحتاج ہو جاتا ہے۔

دوم طریقہ یہ ہے کہ طالب باطن میں جب عالم غیب کے وسیع میدان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہاں کے تماموں اور نظائر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ہر روز نئی واردات اور نئے عجیب و غریب روحانی مقامات دیکھتا ہے۔ اور عالم غیب کی لطیف نورانی مخلوقات جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور طرح طرح کے علوم و فنون کی تحقیق سے لطف اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب وصال اور مشاہدے میں محو اور مستغرق ہو کر دنیا و مافیہا کو بھول جاتا ہے۔
 سوم طریقہ یہ ہے۔ کہ طالب کو علم و عورت کی توفیق سے باطنی مومکلات ملائکہ اور روحانی کیمیا اکسیر (باقی اگلے پر)

باب ششم

در بیان توجہ و نظر مرشد کامل و دیگر اوستی و طے و استغراق وغیرہ

شرح توجہ

میں مت سے ایسے طالب صاحب استوار کی طلب و در تلاش میں رہا ہوں کہ جو لائق توجہ ہو۔ توجہ کسے کہتے ہیں۔ توجہ ظاہر توفیق الہی ہے۔ اور توجہ باطنی اظہار حق کی گواہی ہے۔ توجہ یہ ہے کہ جب صاحب توجہ کا فخر کی طرف جذب توجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو کافر کے باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ اور اس کا دل بے اختیار ہو کر کلمہ طیبہ خلاص سے پڑھ لیتا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اہل دنیا فوراً تارک فارغ ہو کر دنیا سے نکل آتا ہے۔ اور اگر جہاں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں علم لدنی سے آشنا اور گویا ہو جاتا ہے۔ اور اگر عالم فاضل کی طرف جذب تصور سے توجہ کرتا ہے تو عالم فنا فی اللہ ہو کر انوار توحید میں ایستاد ہو جاتا ہے کہ تمام ظاہری علم کو دل سے فراموش کر دیتا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ جذب تصور سے زمین کی سیر و سیاحت کیلئے متوجہ

وجہ عربی میں منہ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ اور توجہ کے معنی کسی کی طرف منہ پھیرنے اور غور و فکر کرنے کے ہیں اور اصطلاح تصوف میں توجہ اس چیز کا نام ہے کہ مرشد کامل کسی مرید یا طالب کی طرف اپنی باطنی بہت اور روحانی توفیق سے متوجہ ہو کر اسے کوئی ایسا خاص فیض برکت یا طاقت پہنچانی چاہتا ہے۔ تو اسے اللہ ذات یا اسم حضرت سرور کائنات صلعم یا کلمہ طیبہ کے تصور میں استغراق حاصل کر کے طالب کی باطنی شخصیت کو اس تصور کے نور میں لپیٹ لیتا ہے۔ اور اسے اپنے معبود اور مراد تک پہنچا دیتا ہے۔ توجہ کی بیشمار قسمیں ہیں۔ بعض محنت، ایمانت اور مشق سے اپنے اہل توجہ کی طاقت پیدا کر کے دوسروں کو حسب المقدور متاثر کر لیتے ہیں۔ اور انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ توجہات اچھی بھی ہیں اور بری بھی۔ ہر زبردست اور قوی صاحب توجہ اپنے سے کمزور شخص کو اپنی توجہ سے متاثر اور مغلوب کر لیتا ہے۔ بعض یہ کام تقریر سے کرتے ہیں بعض نظر اور نگاہ سے بعض چہرے اور ہاتھ لگانے سے۔ اور بعض سانس میں سانس ملانے سے۔ بعض اپنی باطنی توفیق سے کسی صورت کو تصور اور تصرف میں لانے سے اور بعض اس کے نام سے توجہ کرتے ہیں۔ توجہ سے قوی صاحب توجہ کامل شخص اپنے سے کمزور معمولی آدمی کو بہرہ و فائدہ اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ نیک طبیعت پاک باطن، خدا ترس عارف کامل شخص محض فی سبیل اللہ لوگوں کو اپنی عام اور خاص توجہ سے عالمگیر اور لازوال فائدہ اور قسم قسم کے فیوضات اور برکات پہنچاتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف ایسی بری فطرت (باقی اگلے صفحہ پر)

ہوتا ہے۔ تو زمین اور آسمان کے اندر جس قدر کیسا گر اہل ہنر اور عامل صاحب عمل زیر و زبر اور فقراہ کامل صاحب نظر غرض
 جملہ جن وانس اور ملائکہ و اولیاء اللہ اہل حیات و اہل ممات اس کے پاس آکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور کلید گنج علوم و فنون باطنی و
 مقاصد تصرفات روحانی پیش کرتے ہیں۔ یہ قرب الہی کی ظاہری توجہ توفیق ہے۔ لیکن توجہ باطنی تحقیقی یہ ہے۔ کہ جب
 صاحب توجہ باطنی تصور اسم ذات سے جناب کبریٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اسی وقت نور حضور میں غرق ہو کر
 مشرف دیدار پروردگار ہوتا ہے۔

ابیات

نہ وال ہے سب نوازش نہ علم نے آواز
 نہ ذکر فکر کی بجائے جہاں ہے عالم راز
 اگر توریست حق کا طالب ہے بجائی
 تو زندگی میں ہواک بار نفس سے فانی
 علم حلیہ کا مظہر ہو اسم ذات ہوا
 یہ اسم ذات فقط چشمہ حیات ہوا

کے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی باطنی شخصیت کو ماری اور شیطانی راستے میں قری، مضبوط بنایا ہوا ہوتا ہے۔ سو وہ لوگوں کو
 اپنی توجہ سے اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اپنے اخلاق سے متعلق اور اپنی اوصاف سے متصف کر لیتے ہیں۔ خواہ وہ
 اوصاف برے ہوں خواہ اچھے

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی ایک کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ
 ہمارے زمانے میں دہلی کے اندر ایک شاہ صاحب زہد مشرب بے دین قسم کے آدمی تھے۔ لیکن لوگوں کو اپنی توجہ سے بہت
 جلد متاثر کر کے اپنے مرید اور طالب بنا لیتے تھے۔ اور اپنے رنگ میں رنگ لیتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مریدوں اور طالبوں
 کی دائرہ میں موچہ منڈا کر رہیں کون مولیٰ اور ٹنڈ منڈ بنا لیتے تھے۔ اور دن رات بھنگ چوس اور گانچ پینے میں لگا ڈالتے
 تھے۔ اول نماز، روزہ، حج زکوٰۃ جملہ شرعی حکام معاف کر ڈالتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ اس
 شاہ صاحب کا فتنہ بہت بڑھ گیا تھا۔ کیونکہ وہ ظاہری علم میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ اور خوب چاق و چوبند
 اور زبان کے طرار تھے۔ میں نے ایک دفعہ کسی شخص کے ہاتھ ان کو ایک پیغام ان مضمون کا بھیجا کہ، شاہ صاحب آپ
 پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ آپ نے یہ کیا بدعت جاری کر رکھی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سنت نبویؐ کا کچھ تو پاس اور
 لہند ہونا چاہیے۔ اگر آپ نے راہِ طاہرہ اختیار کر رکھی ہے۔ یا آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی خاص راز اور باطنی معاملہ
 ہے تو وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہونا چاہیے۔ آپ انہیں غدار کو گمراہ نہ لیں۔ اسی کے جواب میں اس زہد شاہ
 صاحب نے مجھے لکھا، کہ مولوی صاحب! ہم ال رازہ میں اور آپ خالی صاحب الفاظ و آواز نہیں۔ اصل دین کا مفرز
 ہمارے پاس ہے۔ اور آپ لوگوں کے پاس محض جھڈا اور بڑیاں ہیں۔

ماذکر آل مخیر البرہہ و اشقیہ
 استخوان پیش بگاں اندانیم

وجود میں خوف - عبرت - حیرت - اور وحشت کا ہونا نفس کے فنا کی علامت ہے۔ اور روز بروز شوق کی زیادتی - غلبہ - محنت - معرفت - مشاہدہ حضور کی قلب کی صفائی - روح کی یکسانی اور حق ثنائی کے دیدار کی بیانی کی علامت ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن کو جوہر توفیقی اور جوہر تحقیقی بہر و کار راستہ جانتا ہے۔ وہ تمام عالم کو نین شش جہاں کو نعتیہ اور قبضہ تصرف میں لاکر سب کا تماشایا تھکی پھٹیلی یا نیشیت ناخن پر لپیٹے سے۔ کامل فخر الکی اس باطنی قوت سے تعجب نہ کر اور انکی اس نظر غیب کو عیب نہ لگا۔ کیونکہ ان پاک لوگوں کی غیبت اور شکایت ہی معرفت اللہ اور ہدایت سے محروم کرتی ہے۔

اے طالب! اگر تیرے لیے تو خلق محمدی کی سداھل کر۔ اگر قریش ہے تو دل ریش ہو۔ اگر عالم سے تو دریشی طلب کر نہ دریشی۔ اگر جاہلی ہے تو علم حاصل کر۔ وہ علم جو حق تک پہنچا ہے۔ اور بجز حق جگہ مانوسوی باطل کو دل سے مٹا ہے۔ مرشد کامل تو جسے یہ مراتب طالب کو نصیب کرے۔

در درویشوں کے جاوید مقام	تاکہ پوری ہو تیری حاجت تمام
گر تجھے مایل تو سرگے کرو	مال و دولت انکے قدمین دہر
ہاں سدا درویش ہی دائم حضور	وہ نہیں درویش جو ہیں پر غرور
کیسی درویشی تو دریشی کرے	اغنیاء سے نسبت تو لیشی کرے
عارف درویش ہیں کامل فقیر	والی صاحب لایت ملک گیر
طالب مجھ سے طلب کر سہراو	فضل حق سے ہے مری ہر ایک داو

غرض اس قسم کی باتیں بھیس اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ اگر آپ کو بخت اور مناظرہ کرنا ہو تو بیشک آپ آپس میں بحث مباحثہ اور مناظرے کو واسطے بھی تیار ہوں یا مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس کی غلط اور باطل زعم پر اس قدر حیرت اور دلیری پر بہت تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک بڑے معتد، فارغ التحصیل نیک ہوشیار اور علم مناظرے میں پورے ماہر شاگرد کو ایک روز اس کے پاس اس عرض سے بھیجا کہ اس زند فقیر کو سمجھانے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ بحث مباحثہ اور مناظرہ کرے۔ چنانچہ ہمارا شاگرد جس بہت اس شاہ صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ تو شاہ صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ اس گری میں بہت دوسے آئے ہیں۔ ذرا آرام فرمائیں۔ ظہر کے وقت اگر آپ چاہیں گے۔ تو بحث مباحثہ کریں گے۔ غرض شاہ صاحب کے چلے چانٹوں نے مولوی صاحب کے لئے لیٹر بھیجا دیا۔ اور مولوی صاحب لیٹ گئے۔ جب ظہر کا وقت قریب ہوا تو شاہ صاحب نے اپنے چیلوں سے کہا۔ کہ ہانڈی لاؤ اور چڑھاؤ۔ چیلوں نے عرض کیا۔ کہ جناب آج تو کوئی شخص مرید ہونے نہیں آتا۔ ہانڈی کا ہے کو چڑھانی جا رہی ہے۔ شاہ صاحب کے طریقہ بیعت میں ریات لازمی تھی۔ کہ جب کوئی نیا آدمی مرید ہونے لگتا (باقی اگلے صفحہ پر)

سُن لے اے عالم باللہ اور اے عالم ولی اللہ غفلت شمار۔ کیوں ہر وقت تیرا مقصود اور مراد دنیا نہیں سمجھتا
 مردار ہے۔ ان دو عملوں کے پیچھے لوگ بہت سرگرداں اور پریشان پھرتے ہیں۔ اور یہ دو عمل حاصل کرنا نہایت مشکل
 کام ہے۔ ایک علم کیمیا کی بجائے عامل کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ دوم عمل معرفت قرب اللہ کی بجائے فقیر کامل کی کسی کو حاصل
 نہیں ہوتا۔ الحمد للہ والمنة للہ کہ ہر دو عملوں کو زمانہ طلب میں حاصل کر چکا ہوں
 میں ہوں کامل اور عامل حق بنائے کچھ نہیں حاجت مجھے حق کے سوا

تو آپ ایک ہانڈی میں پتھر پانی کے اندر ڈال کر اس کے نیچے آگ جلیا کرتے۔ اور مرد ہونے تک پانی ابلتا رہتا۔ چنانچہ اس وقت بھی
 شاہ صاحب نے ہانڈی چڑھوا دی۔ اور مولوی صاحب کو توجہ دینے لگے۔ جب ظہر کے وقت مولوی صاحب بند سے بیدار
 ہوئے تو سیدھے جا کر شاہ صاحب کے پاؤں پر جا گئے۔ اور زار و قطار رونے لگ گئے۔ کہ خدا کے لئے مجھے جلدی اپنا
 غلام بنا لو۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو بحث مباحثہ کیلئے آئے ہیں۔ مرید کس طرح ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب
 رو رو کر یہی کہتے رہے کہ بس معاف فرمادیں اور دیر نہ کریں۔ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمادیں۔ محض یہ کہ اسی وقت
 ختم بلایا گیا۔ اور مولوی صاحب کی داڑھی، سر اور مونچھیں منڈوا کر اسے چلا اور ملنگ بنایا گیا۔ اور کپڑے اترا کر اسے صرف ایک چوتی پہنا دی
 گئی۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے ہمارے اس شاگرد شہید کو ملنگ بنا کر ہمارے ساتھ بحث مباحثہ کے لئے بھیجا۔ شاہ عبدالعزیز
 صاحب فرماتے ہیں کہ عصر تک ہمیں اس کا بڑا انتظار رہا۔ عصر کے وقت جب ہمارا وہ سابق شاگرد ملنگ کے روپ میں ہمارے
 سامنے نمودار ہوا تو ہم اسے مطلق نہ پہچان سکے۔ اور یہ سمجھے کہ شاہ صاحب نے کوئی اپنا چلا اور ملنگ ہمارے پاس بھیجا ہے۔ ہم
 نے اسے کہا۔ کہ کیوں فقیر یا باہم نے تو ایک شاگرد مولوی صاحب آپ کے شاہ صاحب کے پاس بحث مباحثہ کیلئے کے لئے
 دوپہر سے پہلے بھیج دیا تھا۔ کیا وہ مولوی صاحب آپ لوگوں کے پاس نہیں پہنچے۔ اس نے ہنس کر جواب دیا۔ کہ مولانا صاحب
 میں تو آپ کا وہی شاگرد ہوں۔ اور آپ کے ساتھ بحث کرنے آیا ہوں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں
 نے اپنے اس شاگرد کی یہ حالت دیکھی تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ اور حیرت میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد اس نے باتیں کہیں
 اس نے ہماری حیرت اور پریشانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حیرت اور عجب کی وجہ سے کسی رات میں مجھے نیند نہ آئی۔ اور سہرات استخارہ کر کے سوتا۔
 چنانچہ ایک رات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت
 اگر واقعی ان لوگوں کے پاس اصلیت اور حقیقت ہے۔ اور ہم خالی چھلکے اور ہڈیاں لئے بیٹھے ہیں۔ تو پھر ہم کو بھی خدارا اصلی راز
 سے آگاہ کیا جائے۔ اس پر حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اے بیٹے عبدالعزیز! تو دیکھ اور پریشان نہ ہو۔ اس باطل بدعت کا جلد خاتمہ
 ہو جائے گا۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے اچھے بے اور نوری نامی قابلیتیں اور ملکہ ولایت کی ہیں (باقی آگے)

جو شخص دن رات اللہ کے مشاہدے میں غرق اور محو ہو۔ کل مخلوقات کو نین جین وانس اور فرشتے سب اسکے تابع اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اللہ میں ماسوی اللہ ہوس۔ اسے غافل بے شعور اور معرفت قرب اللہ سے دور سن لے کہ آدمی کے اعمال کے دو وقت ہیں۔ ایک اعمال ظاہر یعنی جو کچھ بوتا ہے یا ظاہر اعضا و جوارح سے کرتا ہے اسے کراما کا تہین لکھتے ہیں۔ دوم اعمال باطن۔ یعنی خیالات جو دل میں گذرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے صی و قیوم کے دفر خاص قدرت سے مرقوم ہوتے ہیں۔ لیکن طالب مشر و فی اللہ سے سبق فنا فی اللہ پروردگار اور درس انوار میں اس طرح منہمک اور محو ہو جاتا ہے۔ کہ ظاہر اور ابرائساں اور باطن تصدیق القلب کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہر دو وقتوں سے فارغ البال ہو جاتا ہے جو شخص اس طرح مشرف ویدار پروردگار سے اسے اقر زبانی اور تصدیق قلب کیا دیکار ہے۔ حسنات اکابر اور صیفات المعتبرین ترجمہ نیکو کار لوگوں کی نیکیوں کو مقربین لوگ گناہ سمجھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ الحسنات یذہبن اسیات۔ ترجمہ تحقیق نیکیاں گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتی ہیں۔

جو شخص جس ملکہ اور استعداد کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی کر کے طاقت اور قوت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسی باطنی برقی طاقت سے دوسرے لوگوں کو متاثر کرتا اور اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ یہ بزرگی ہے اور نہ کرامت بلکہ یہ بھی ایک سفلی باطنی قوت اور استدراج ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر وہ بدعتی فقیر بیمار ہو کر بڑی ذلت کی موت مر گیا۔ اور اس کے چیلے چانٹوں کا مجمع جلدی منتشر ہو گیا۔ اور ان کا شیرازہ بچھ گیا۔ اور یوں اس قندہ کا خاتمہ ہو گیا۔

سو یاد رہے کہ انسان کے اندر اچھی برائی، نوری اور تاری اور رحمانی و شیطانی قابلیتیں اور ملکہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جو شخص جس قابلیت کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہر صحبت اثر رکھتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ بری صحبت سے اجتناب اور اچھا صحبت سے جیسا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ولا تکرہوا الی الذین ظلموا فتمسکوا انہم۔ یعنی ان لوگوں کے نزدیک نہ جاؤ جنہوں نے ظلم کیا ہے تمہیں ان کے ظلم کی آگ لگ جائے گی۔ صاحب توجہ قوی توجہ سے بہت کام کرتا ہے۔

توجہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک توجہ جلال دوم توجہ جمال۔ توجہ جلال سے کامل اہل توجہ کسی دشمن بدخواہ موذی آدمی کو جس وقت قہر اور غضب سے توجہ کرتا ہے۔ اگر وہ صاحب فیض و برکت ہے۔ تو اس کے فیض و برکت کو سلب کر لیتا ہے۔ اگر آدمی دنیا دار صاحب منصب امیر کبیر بادشاہ ہے تو ایک ہی توجہ سے اس سے منصب اور دولت اس طرح چھین لیتا ہے۔ کہ یک دم اسے مفلس تلاش اور گداگر بنا لیتا ہے۔ تندرست اور توانا آدمی کو بیمار کر لیتا ہے۔ یا دیوانہ مجذوب بنا دیتا ہے۔ کسی گھر مکان کی آبادی یا ملک کو مہارسیا، جنگ و جلال اور قحط سے ویران کر لیتا ہے۔ قہر اور غضب فقر اور نمود قہر خدا ہوتا ہے۔

دوم توجہ جمال سے کامل فقیر جس شخص کو چاہے اپنے باطنی فیض سے بہرہ ور اور مال مال کر لیتا ہے۔ کسی مفلس کنگال کو امیر کبیر اور گداگر کو بادشاہ بنا لیتا ہے۔ ہر قسم کے لاعلاج مرض کو اپنی نظر اور توجہ سے سلب کر لیتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ سلوک کے اس باطنی راستے میں بیشتر عجب حجاب پیش آتے ہیں۔ بعضے حجاب نکر-صفا اور غرض: لیسط
 نورانی، بعضے حجاب فرشتگان مکتبی۔ بعض حجاب خلق اور قسم جہل و نادانی۔ چنانچہ شریعت حجاب طریقت۔ حقیقت
 اور معرفت غرض عمدہ کل و جز ذاتی و صفاتی، کلماتی اور وہ باتیں کسٹر کر و تیس لاکھ بہتر حجاب ہوتے ہیں۔ مرشد کامل
 ایک ہی تصور، تصرف، فکر اور توفیق سے بذریعہ معارف اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات طالب مرادہ کو زندہ کر دیتا
 ہے۔ اور ایک ہی ساعت میں حجاب عجب حجاب سے سلامتی سے گذر کر حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ
 صلعم سے تعلیم و تلقین دلا دیتا ہے۔

مرشد و رہبر ہوا ایسا بانگدا لے چلے طالب کو پیش مصطفیٰ

یہ مرتب محض اللہ تعالیٰ کے فضل انہی اور مرشد کامل کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ حسب نسب محض سادات
 اور قریش کو نصیب نہیں ہوتے بلکہ درپیش دل ریش صداقت کیش کے جگے میں آتے ہیں۔
 خلد کو دیکھے نہ ہرگز بالہر دیکھے وہ دیدار اللہ بالظہر
 دائمی حاصل تھے دیدار ہے اسم اللہ سے یہ دل بدار ہے
 نور رویت سے سری نظرت پری ہے یہ وقت قوت سری ہر گھڑی

مشرحاتے

واضح ہو کہ اسم اللہ ذات کی طے سے طالب کا نفس مرادہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابی حیات
 سے زندہ ہو کر نجات پا جاتا ہے۔

طے طاقت ہو جسے حاصل تمام ہوتا ہے دیدار اس کو ہر دوام
 کیونکہ چاروں اسکمانی کتابوں انجیل، زبور، توریت، فرقان مجید کے علوم اور تخریر کل مخلوقات جن
 والسن اور ملکہ الہی طبقات ذات و صفات وغیرہ مرشد کامل اسم اللہ ذات کی طے اور کلمہ طیبات
 سے کھول دیتا ہے۔

کسی مکان گھر شہر اور ملک کو آباد کر لیتا ہے۔ جاہل نادان کو ایک نظر اور توجہ سے علم بے واسطہ عطا کرتا ہے۔ غرض
 بہت سے کام کتاب ہے۔ اس لئے الہی صحبت ان کی نظر اور شفقت کو قیمت سمجنا چاہیے۔ اور برہوں کی صحبت
 سے بچنا چاہیے۔
 (اگلے صفحہ پر)
 صحنوی

اک نظر میں طے کو گرو لائے گا۔ سب مطالب کے طالب پائیکا۔
 لیکن استغراق توحید کی طے کئی قسم کی ہے۔ اور کئی اہم اور کئی رسم پر ہے۔ چنانچہ غرق۔ توفیق، غرق، تحقیق،
 غرق طریق، غرق دریلے عمیق۔ غرق نفسانی شیطانی بحضرات دنیا پریشانی جنونیت زندقہ۔ غرق فرشتگان
 طیر سیر آسمانی اعلیٰ رفیق۔ لیکن بعض صاحب استغراق طے ظاہر صاحب توفیق اور باطن اہل تحقیق اور بعض غرق
 ظاہر صاحب تحقیق اور باطن اہل توفیق اور بعض ظاہر باطن موافق تو ہم خیالی راہزن بد طریق ہوتے ہیں۔ مگر کامل فقیر
 بر کونین حاکم امیر حروف اسم ذات میں طے حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے نور میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے
 کہ اسے مقام بند خ سوال و جواب کی خبر نہیں رہتی۔ محض صورت اسرافیل سے بیدار ہوتا ہے۔ اور بعض کو اس قسم کا
 استغراق ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے قیام اور حشر نشتر سے بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ انہی سے اب تک غرق انواع
 اور محو ویدار رہتا ہے۔

اول فتا بعرض بقا آخر لقائے روز اول این مراتب اولیاء

لیکن اس قسم کے استغراق اور محویت کے باوجود کامل فقیر یا ندی شریعت میں خبردار اور ہوشیار رہتا
 ہے۔ اور کوئی فرض، سنت وغیرہ اور نماز باجماعت قطعاً نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی
 پابندی شریعت میں ہے۔ اس لئے فقیر ہر دو نماز دائمی اور نماز وقتی کو دوست رکھتا ہے۔ اور اسی سے فقیر دوام

عقل با عقل دگر دو تا شود
 سرکہ بانار استال ہم سنگ شد
 رو بگو یا در حنائے راتوزود
 اند لقا سے ہر کے چیزے نوبھی
 از قرآن مرود وزن نہ اند لپیر
 یک زمانہ صحبت با اولیاء
 گو تو سنگ خارہ یا سر شوی
 ہر کہ خواہی ہم نشینی با حندا
 مہر یا کمال در میان جان نشانی
 از حضور او لیا۔ گر تجلسی!
 چوں شوی و ہر از حضور او لیا
 نور از نزل گشت در راہ پد شوی
 در کی افتاد و عقلمش سنگ شد
 چوں چنان کردی خدایا تو بود
 وز قسرت آن ہر قریب چیزے برک
 فد و در آن سنگ و آہن ہم شرر
 بہتر از صد سال طاعت بیہ یا
 چوں لہا حبل لسی گو ہر شوی
 اول نشین در حضور او لیا
 دل مدد الہیہ دل خوشاں
 تو بلا کی زانکہ جزوی نے کلی
 در حقیقت گشتہ دور از حندا

مستطوری نظر ذوالجلال اور صاحب مرتبہ لازوال ہوتا ہے۔ کیونکہ راز نمازیں اور نماز راز میں ہے۔ فقیر ولی اللہ کیلئے نماز اور راز ہر دو مثل بال و پر ہوتے ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اگر طالب اپنے مرتبے سے سلب ہو گیا ہو۔ یا راہ سلوک سے رجعت کھائی ہو۔ یا طالب کو بھوک اور تنگدستی نے گھیر لیا ہو۔ اور اسی وجہ سے دن رات اللہ تبارک سے شاکہ اور ہدایت سے محروم ہو۔ یا طالب حشر کے کینچل اور مردود اور مرد ہونے کی معرفت اللہ و مجلس محمدی صلعم کا منکر ہو گیا ہو۔ یا طالب غلبہ حسرت اور کمال عبرت سے ویوانوں کی طرح دن رات بے قرار اور بے آرام رہتا ہو۔ یا علم دعوت تکسیر حاصل نہ ہوتا ہو۔ یا علم ظاہر و باطن سے طبیعت، ملکہ، اذہن اور فہم نہ کھتا ہو۔ یا جملہ مقامات ذات و صفات اور کل مخلوقات مثلاً جن، فرک اور روحانیات کا عمل اور تصرف اسم اللہ ذات سے حاصل کرنا چاہتا ہو۔ یا یہ خواہش ہو کہ وجود ظاہر سے لوگوں میں مشغول اور بے کلام ہو اور باطن میں مجلس انبیاء و اولیاء میں حضور دوام ہو یا تحقیق اس حال ماضی مستقبل اور واقعات حال سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو ان سب باتوں کا واحد علاج یہ ہے کہ طالب مرشد سے مرتبہ علم کیمیا اکسیر یعنی تصور اسم اللہ ذات نور اور مرتبہ علم تکسیر یعنی کلید دعوت قبول حاصل کرے۔ طالب ان مراتب غیابت و ہدایت سے لاجتہاج ہو جاتا ہے۔

مرشد حق بین ہو صاحب نگاہ
 مرشدی و طالبی ہے کارِ نجات
 چاہیے طالب ہو با توفیق راہ
 ہے یہاں میر عمل میں تیر و نجات
 قبر سے ہوتا ہے طالب شہادت
 کرب طلب مرشد سے طاب راہ نجات

گر طالب صادق حال خدا طلب مولیٰ میں با خلاص تیار ہے تو پھر مرشد باہر توفیق کو توجہ سے ایک دم میں حق سے واصل کرنا کیا مشکل اور دشوار ہے۔

مرحباے طالب حق حق پسند
 چھوڑ دے دنیا کو ہے یہ فرزند
 میں ہوں دنیا کی حقیقت جانتا
 ترک دنیا کو کیا بہر خدا

تصور توفیق اور تصرف تحقیق مثل عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا جام جہاں نما جشید یا اسنیہ سکندر یا دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام یا خاتم حضرت سلیمان علیہ السلام یا مثل معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

گنج ہے کامل عطا کرتا سزار
 ہے سکھاتا کیمیا کے بستہ ما
 پائے کو کرتا ہے کشتہ با نظر
 ہے نظر کامل کی بہتر از شخصہ
 کیمیا گر میں نہ یہ اہل ہوس
 جو کہ جائے لب لب بستہ میں بس
 گر تجھے ہے آرزو سے کیمیا
 ہوتی یہ نعمت ہے عارف سے عطا

خاتم کریمؐ کی یاد میں خطا غلاب صادق جو ہے زبان عطا

شرح ظاہر و باطن

وضوح ہو کہ ظاہری دنیا باطن کے لئے قائم ہوتی ہے۔ یہ ظاہر جہان فانی نفسانی مثل خواب و خیال ہے۔ اور باطنی دنیا یعنی روحانی جہان جاودانی اور لازوال ہے۔ اور ان پر دو جہان ہیں اہل علم مصنفت حق شناس کے ظاہر ثواب تلاوت اور اعمال قرآن محض حقیقت موافق باطنی احوال ہے۔ باطن اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصل ہے۔ اور ظاہر دنیا مومک بالبتان زمستان زریح نزلت منحل ہے۔ اور اس زندگی کی اصل غرض عالم غیب لایب پر ایمان لانا ہے۔ **قوله تعالیٰ - الْكَلِمَاتُ الذَّالِكَةُ الْكِتَابُ كَرِيْبًا حَيْثُ هَدَىٰ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ** تبصرہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب برحق اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پر ہر کار لوگوں کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہیں۔ جو شخص راہ غیب اور صاحب باطن اولیا و اولیاء کو عیب لگاتا ہے۔ اور ان کی غیبت کرتا ہے۔ وہ شخص مومن اور مسلمان نہیں ہے۔ بعض لوگ باطن میں محض اہل باطل زندقہ ہوتے ہیں۔ جو ظاہر میں علم سے آراستہ پیرائے اہل تحقیق ہوتے ہیں۔ اور بعض باطن صاحب تحقیق کو ظاہری صورت میں زندقہ نظر آتے ہیں۔ یہ ہر دو ظاہر و باطن مراتب علم قرآن میں مندرج ہیں۔ بلکہ کئی غلوقات تفسیر قرآن کی طے میں ہے۔ اس طے کو عالم با اللہ صاحب تاثیر عارف ولی اللہ اور روشن ضمیر اہل نظر بر کونین امیر کھوتے ہے

بند جو کرتا ہے آنکھیں بند ہے کور	ہر طرف جو دیکھے ہے گویا ستور
با عیال جو دیکھے ہے انسان صفت	دیکھتا ظاہر ہے راہ معرفت
دیکھنا منظور ہے گرجا کا	آنکھ سے وہ دوسری لائق تھا
آنکھ وہ نوکری ہے جو دیکھے حضور	جو کہ دیکھے غیر حق ہے بشعور

باطن کے بہت طریقے ہیں۔ بعض کو وسیل کی راہ سے باطنی توفیق پہنچتی ہے۔ یعنی باطن سے ان کا دل آگاہی حاصل کرتا ہے۔ بعض کو اللہ اسم کے ذریعے باطنی اعلام ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ظاہر میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بعض کی توجہ میں وہ طاقت اللہ توفیق آجاتی ہے کہ جس کام کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو جاتا ہے۔ بعض کو تصور اسم اللہ ذات سے اور بعض کو تصرف و فکر عافرات کلمہ طیبات سے باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ ظاہر میں تصرف کرتے ہیں۔ بعض کو باطن میں اہل توجہ اور بعض غوث قلب متصفین اہل تکوین سے ہر امر کیلئے پیغام اور اعلام حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض مجلس انبیاء و اولیاء اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم و اصحاب کبار میں حاضر ہو کر وہاں سے جو حکم احکام حاصل کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح صحیح طور پر رونما ہو جاتے ہیں۔ بعض کو باطن عیال طور پر نظر آتا ہے۔ اور ایسے صاحب

عیال سے کوئی چیز مخفی اور پنهان نہیں رہتی۔ بعض کامل اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے جو اب باصواب اور اسام
 با کلام پاستے ہیں۔ بعض فقیر باطن میں روشن ضمیر اور کونین پر امیر ہوتے ہیں۔ جو کچھ باطن میں دیکھتے ہیں۔ ظاہر میں پا
 لیتے ہیں۔ یہ سب مراتب مرشد قادری رفیق برحق کو حق سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص باطن میں صحیح طور پر معاملات
 دیکھتا ہے۔ لیکن ظاہر میں اس کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ اس کا کیا علاج ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ مرشد سے
 مطالعہ علم نعم البدل حاصل کرے۔ علم نعم البدل سے اس کا ظاہر باطن یکساں ہو جائیگا۔

یاد رہے کہ راہ باطنی تین طرح پر ہے۔ اول راہ باطن مشاہدہ طبقات یعنی طیر سیر رفتے زمین و نہ خاک کہ
 عرش سے بالا تر ستر سزار مقامات ہیں۔ اور ہر مقام ایک دوسرے سے ستر سال کی مسافت پر واقع ہے۔ اور غوث
 قطب اہل درجہ ان سب مقامات کو ایک طرفۃ العین میں طے کر لیتا ہے۔ لیکن فقیر کے لئے یہ بھی ایک کمرہ چرخ ہے
 کیونکہ یہ مرتبہ طیر سیر ہے۔ اور بعد از قرب خدا ہے۔ دوم راہ باطن مقام محمود و شرف مجلس حضرت سرور کائنات صلعم
 اور ملاقات جملہ روحانیات ہے۔ سوم راہ باطن غرق دریا کے توجید اور شرف مشاہدہ نور حضور اور مقام تاقی اللہ
 ذات ہے۔ یہی انتہائی فقر اذا اتوا الفقر فهو الله (حدیث) لوع فتدرا الله حتی مع فتدرا لذات الیجا
 بل عایکم ترجمہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو سچے طور پر پہچان لیا۔ تو تمہاری دعا سے پہاڑ بھی ٹل جائیں گے۔
 حدیث یا من اخلص الله تعالیٰ اربعین صبا حاکم ظہر لہ، ینال مع الحکمة من قلبہ الی لسانہ و جوارحہ۔
 ترجمہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو چالیس روز تک سچے سچے وقت اخلاص سے یاد کیا تو اس کے دل سے علم اور
 حکمت کے چشمے پھوٹ کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

عالم علم لدن ہوں فاضل فضل خدا
 و دیگر طالبان ہوں حاضر مصطفیٰ

شرح عشق

فقیر کامل مکمل عاشق اور فقیر اکمل جامع اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ اور فقیر عاشق کی ابتداء متوسط اور
 انتہائی مرتبہ شرف و یدار ہے۔

شاہرگ سے ہے وہی نزدیک تر
 رازیر پایا ہے ہم نے دیکھ کر

وحن اثرب الیہ من جبل اورید ترجمہ ہم اس کی شاہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں جو فقیر عاشق خدا
 سے۔ وہ معشوق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق حضرت محمد مصطفیٰ صلعم معشوق خدا ہے۔ ایسے
 عاشق جانی اور محبوب ربانی کے قلب کو زندگی نور و یدار سے حاصل ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ و فی انفسک افلا تبصرون
 ترجمہ میں تمہارے نفسوں میں ہوں مگر تم نہیں دیکھتے۔

نفس کو چھوڑا تو حق سے مل گیا حق سے مانع نفس ہے یا ہے ہوا

ترک کرنا نفس کا ہے صاحب کام غرق فی التوحید رہنا صحیح و نام

حدیث دوسری: مَنْ طَلَبَنِي وَسَجَدَنِي وَمَنْ وَجَدَنِي فَكُنِي وَمَنْ عَمَّنِي فَكُنْ عَمَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي فَكُنْ أَحَبَّنِي وَمَنْ عَشَقَّنِي فَكُنْ عَشَقَّنِي
 مثلہ: وَمَنْ حَلَلَهُ فَحَلَّيْهِ وَمَنْ حَلَلَهُ وَأَنَا رِيَّةٌ تَرْجِبُهُ حَسْبُ لِي مَا يَأْتِيهِ مِنْ عَشَقِّهِ
 مجھے پہچان لیا۔ اور جس نے مجھے پہچانا وہ میرا محبوب ہو گیا۔ اور جو میرا محبوب بن گیا۔ وہ میرا عاشق ہو گیا۔ جو میرا عاشق ہو جاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اور میں جسے قتل کرتا ہوں اس کی دیت یعنی خون بہا تجھ پر لازم ہو جاتی ہے۔ اور میں

وہ دیت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں خود اس کا ہو جاتا ہوں۔

عاشق پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اہل عاشق نظر مشرف دیدار کہ سوسے اللہ تعالیٰ کے دنیا و عقبے ہر دو اس کی نظر میں سچ اور خوار ہوتے ہیں۔ دوم عاشق ہوشیار۔ سوم عاشق دیدہ بیدار اور صاحب توجہ پر وہ بردار۔ چہام عاشق جانِ فدائے اختیار۔ چہم عاشق ہمیشہ صاحب انتظار۔ عاشق کیلئے عشق کی بہا ترک نفس و ہوا ہے۔

خون بہا میرے دیدار خدا
 سسخن میں حق سے عاشق بن گیا
 گر توجہ سے وصل کر سکر کونسا
 ایسا عاشق راہ حق منظوم ہے
 خون بہا میں نے لیا حق سے لقا
 دیکھتے بیدیدہ ہیں حق کو عیاں
 تاکہ پائے معرفت و وحدت لقا
 اسی نور انور آخر نور ہے

قوله تعالى: نُوْرًا عَلٰی نُوْرٍ كَيَهْدِيْ اللّٰهُ لِنُوْرٍ مِّنْ نِّسَاْرٍ تَرْجِبُهُ وَه نُوْرًا بِاللّٰتِ

نور ہے۔ جیسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

جو کہ غائب دیکھنا رویت خدا غرق فی التوحید ہو فی اللہ فنا

دیکھتا ہے با عیاں کامل فقر غرق بھی ناقص ہے بن روضہ تنصیر

قاضی عشق عاشق حقیقی اہل دیدار سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک یہ کہ اگر عاشق اہل دیدار ہے تو حقیقہ دنیا مراد سے بزرگ ہو۔ دوم یہ کہ شرک کفر بدعت جملہ نامشروعات سے مطلق دیت بردار ہو۔ ان دو مراتب سے وہ دو مراتب حاصل کرتا ہے۔ ایک ذوق لازوال دوم شوق باوصال ہے

ہوں میں عاشق لایزال باکرم

ہیں کہاں عاشق جو ہیں اہل صنم

حسن ظاہر جموڑ دیکھ حسن انزل

حرم اسرار ہو گا بے حسنی!

شرح وجودیہ

آدمی کے وجود میں چند باطنی جسم ہیں۔ اور ان جسموں کی کئی قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کے مطابق اس کا ایک اہم ہے۔ کیونکہ آدمی کا اپنا وجود باطنی خزانے پر مشتمل غلسم ہے۔ اس غلسم جسم کا معنی صاحب طلسم بذریعہ اہم حکمت کھول دیتا ہے۔ اور دولت و نعمت باطنی لے لیتا ہے۔ وہ باطنی جسم مفضلہ ذیل طور پر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض جسمے مشتمل روحانی۔ بعض جسمے زندہ قلب

انسان کے اندر مختلف غیبی لطیف جسمے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جس غیبی لطیف جسمے کو بیدار اور زندہ کر کے اسکی باقاعدہ طور پر معنی تربیت کی جائے۔ تو اس میں بڑی باطنی طاقت اور روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نفس کے لطیفے اور باطنی جسمے الگ ہیں۔ اور قلب کے ملکوتی جسمے علیحدہ ہیں۔ اسی طرح روح کے روحانی لطائف الگ ہیں۔ اسی طرح نیر، سخی، انجی اور انا کے لطیف در لطیف غیبی جسمے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ایل یورپ نے انسان کے اندر ابتدائی لطیفہ نفس کا پتہ لگایا ہے جسے نفس تحت الشعور سی یا سب کانشس مائنڈ (SUBCONSCIOUS MIND) کہتے ہیں۔

مسریم اور نیٹرم کا ماہر یعنی ایک قوی توجہ حاصل اپنے سے مکر و شخص کو معمول بنا کر اسے توجہ اور پانگ کے ذریعے متاثر کرنا اور مصنوعی نیند سلا دینا ہے۔ اور اس کے اندر لطیفہ نفس کی باطنی شخصیت کو بیدار کر دیتا ہے یہ باطنی شخصیت چونکہ غیبی عقل اور ادراک سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اور اسے غیبی روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس لئے عامل اس سے بڑے بڑے کام نکالتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ لوگ سب امراض کرتے ہیں۔ اور باطنی دستقبل کے حالات اور مخفی واقعات معلوم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسی باطنی شخصیت کے ذریعے اور واسطے سے ایک نیا علم ایجاد ہوا ہے جسے مسریم اور نیٹرم یعنی علم روحانیات کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر فطرتی اور پیدائشی طور پر یہ لطیفہ زندہ اور بیدار ہوتا ہے۔ جسے یہ لوگ میڈیم یعنی وسیط کہتے ہیں۔

میڈیم کے جسمے پر ایک قلیما روح مسلط ہوتی ہے۔ جسے ہم اپنی اصطلاح میں جن بھوت یا ہمزاد کہتے ہیں۔ اور وہ لوگ اسے سیرٹ یعنی کسی متوفی روح بتاتے ہیں۔ اور گائیڈ سپرٹ بھی کہتے ہیں۔ میڈیم یعنی وسیط پر اس جن یا روح کو مسلط کرنے کیلئے گانا بجانا یا قرانی وغیرہ کی جاتی ہے۔ اس طرح وہ جلدی حاضر ہو کر میڈیم یا وسیط پر مسلط ہو جاتا ہے۔ میڈیم اور وسیط خواہ مرد ہو یا عورت اکثر اس جن بھوت اور روح کی ہجستیلار سے بہوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ جن بھوت یا روح اس کے منہ سے بولتی اور ہر کلام کہتی ہے۔ ہاں اسے ملک میں بھی اس عمل کا رواج ہے۔ اور لوگ اس جن بھوت سے بعض غیبی باتیں پوچھتے ہیں۔ یعنی بعض گم شدہ اشیاء یا بعض امراض کی دوا وغیرہ دریافت کرتے ہیں۔ یورپ کے لوگوں نے اس سفلی عمل کو بہت ترقی دی ہے۔ اور اسے ڈویپ (dépense) کہا ہے۔ یورپ کے لوگ چونکہ جن شیاطین، ملائکہ اور فرشتوں وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باجایات جاوردانی۔ بعض جیسے غرقِ قافی اللہ در مقام قرب سجانی۔ بعض جیسے دوام صاحبِ ملاحظہ علم علوم از کتاب
مطلوبہ معرفت حی قیوم و در وقت تخیلی برق انوار رحمت دریں دیدار خوانی۔ بعض جسم صاحب عقل و شعور و حکمت انسانی
بعض جیسے ناسوتی مردہ دل مطلق نفسانی۔ بعض جیسے پر خطرات و ہوس و اسماہات کھین گاہ تناسل و طبع شیطانی۔ بعض
جیسے مشغولِ اکل و شرب و شہوتِ مثل گاو و خراچی حیوانی۔ بعض جیسے مشرف و دیدارِ شکر و کفر سے بیزار مطابقتی بشریح
شریف شہری صلح علم و عرف صاحب عیانی۔ بعض جیسے بد خصالت (العادات کلاسیک و کلاسیک الموت)۔ ترجمہ عادت نہیں
جاتی مگر موت سے مثل طفل نادانی۔

کہ نہیں مانتے۔ وہ انہیں مردہ اور متوفی لوگوں کی روحیں کہتے ہیں جو زندہ لوگوں پر کسی نامعلوم وجہ سے مسلط ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ روحیں
خود حلقوں میں آکر بتاتی ہیں کہ ہم فلاں متوفی کی روح ہیں۔ اگر بالفرض وہ کوئی سفلی روح بھی ہوں تو وہ متوفی انسان کا کوئی لطیف نفسی
سفلی جسم یا اسکا ہمزاد ہوگا۔ جو موت کے بعد رہ جاتا ہے۔ اور قبرستان اور گھر گھٹ میں کچھ مدت پھرتا رہتا ہے۔ اور کبھی
کبھی متوفی کے کسی شخص و اقارب پر یا کسی غیر شخص پر مسلط ہو جاتا ہے۔ یہ انسان کا اصلی روحانی جسم ہرگز نہیں ہو سکتا
جیسا کہ حضرت سلطان العارفين نے اس جگہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کے اندر بشیما غیبی لطیف جسم ہوتے ہیں۔ اور حدیث
میں آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت ایک جن شیطان پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کا ایک لطیف جسم ہوتا ہے۔ چنانچہ
صحابہ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ وہ شیطان اور جن پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ
بھی ایک شیطان پیدا ہوا ہے۔ لیکن میرا جن شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ غرض یہ وہی چیز اور غیبی جسم ہے جسے یورپ کے
سپیرٹسٹ یا *spirits* اپنے روحانی حلقوں میں حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے طرح طرح کے کام لیتے ہیں۔
اسی لطیف کی تربیت (DEVELOP) کر کے روشن ضمیری حاصل کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے سے لوگوں کو ماہی اور
مستقبل کے حال بتاتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں (clairvoyance) کہتے ہیں۔ بعض میڈیم کسی چیز یا جہت میں سے کراگی پھپھی سا
تاریخ بتا دیتے ہیں۔ اس علم کو *psychometry* کہتے ہیں۔ بعض میڈیم روحوں کو حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے کلام
کرتے ہیں۔ کبھی تو روح میڈیم یعنی عامل کی زبان پر بولتی ہے۔ گاہے علیحدہ ڈاکٹرز سے کلام کرتی ہے۔ یورپ میں اس علم کا بڑا چرچا
ہے۔ مگر گھر اس کی سوسائٹیاں ہیں۔ روح ان کے حلقوں میں آتی جاتی ہے۔ ہم کلام ہوتی ہیں۔ بند مقفل کمروں کے اندر باہر کی چیزیں لاکر
ڈال دیتی ہیں۔ اور اندر کی چیزیں باہر لے جاتی ہیں۔ ان روحوں کی ٹھوس جسم صورتوں کے باقاعدہ فوٹو لے جاتے ہیں۔ ان حالات
واقعات اور قسم کے عینی مشاہدات اور تجربات کی ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور بشیما رسالے اخبارات اس علم کی
اشاعت میں مصروف ہیں۔ اگر ان کا حال دیکھنا ہو تو ہماری کتاب "عرفان" کا مطالعہ فرمائیں۔

ان مذکورہ باتوں میں سے ہر ایک اپنے عمل کیلئے پیشوا ہے۔ اور سچی سزا و جزا ہے جو شخص چاہے کہ مطلق
بے حساب دے عجب ہو کہ جلد ثواب ایک ثواب میں حاصل کرے۔ اور نور ایمان سے منور ہو کر سدا بہشت میں داخل ہو
جاتے تو اس کو چاہئے کہ نہ کن سے کلمہ طیب پڑھے **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** لیکن عام طور پر
لوگوں کا ہم دوطرح پر ہوتا ہے۔ اول جلالی۔ دوم جمالی۔ اسے عالم حکیم عارف عاقل اور اسے احمق غافل جاہل سن لے
تاکلم کلام الحکمة عند الجہال یعنی ایسی حکمت کی باتیں جاہلوں کے سامنے نہیں بیان کی جاتیں۔

دیکھنا ہے سر سے دیدارِ خدا
چشمِ مخلوق کہاں دیکھے اسے
اس کو نوری آنکھ سے ہی دیکھتے
ہوتے ہر جہت میں ہیں جیسے منور

واضح ہو کہ مرتبہ مولود قبل ان تم تو کی شرح یہ ہے کہ اس مرتبہ محبت کو انتقالِ معرفت بھی کہتے ہیں اور اس کو حیاتِ القرب
مشابہہ انوار اور شرف دیدار بھی کہتے ہیں۔ اہل ناسوت نفسانی لوگ جب مرتبہ میں تو قریب ان کا جسم گزردہ خراب اور مغرب
ہو کر خاک و خاکستر اور نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن عارف اہل لاہوت لامکان کا باطنی جسم یعنی لطیف قلب زندہ اور جسم فوری
روح القدس پاک زبیر خاک صلیح سلامت قبر میں شادان و مسرور ہوتا ہے۔ اور مجلس انبیاء و اولیاء اللہ میں دوام
حضور ہوتا ہے۔ اس موت کو قریب المعبود کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی نظر نگاہ میں عالم حیات اور عالم ممات برابر ہوتے
ہیں۔ بلکہ عالم حیات سے عالم ممات میں ان کا درجہ بسبب قرب الہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** اولیاء
اللہ کا بیوقوف بل ینتقلون من الدار الدار ترجہ اولیاء اللہ مرتبہ نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے
مکان میں چلے جاتے ہیں۔ جو عارف عالم حیات میں عالم ممات کے حالات اور مقامات حاصل کر لیتا ہے وہ فقیر و رقیق
و اصل ہو جاتا ہے۔ اہل نہیں ماسوی اللہ ہوس۔

انسان کی شرافت اس نوری جسم دیدار میں سے ہے جس طرح مکان کی شرافت میں سے ہے۔ اے جان عزیز!
تیرے اندر وہ نوری جسم ایسے پویستہ ہیں۔ جیسے مغز و رستہ میں مفصلہ ذیل اعمال کے ذریعے باطنی جسم زندہ
ہو کر عارف سائب کی مانند سابقہ جسموں کو پوست کی طرح اتار لیتا ہے۔ اور باہر آ جاتا ہے۔ اول غایت تاثیر تصور اسم
القدس و قرب تصور۔ دوم عمل شہسوارسی دعوت قبور سوم توجہ اور اخلاص سے تلاوت قرآن باطن محمود۔ چہارم
نمانا نیاتہ صاحب وجود منظور پنجم کہن کن سے کلمہ طیب کا پڑھنا بلذت و شوق ذوق کلمہ مسرور ششم تصور اور فکر سے
نور نہ نام باری تعالیٰ مرقوم کر کے کوئین پر صاحب امر امور ہونا۔ غرض مذکورہ بالا امور سے عارف یا اللہ کے وجود
سے نوجسے باہر آ جاتے ہیں۔ چار جہت نفس کے ہیں۔ اول جسم نفس امارہ۔ دوم نفس لوازمہ۔ سوم نفس ملہمہ
چہارم نفس مطہرہ۔ اور تین جہت قلب کے ہیں۔ اول جسم قلب سلیم۔ دوم جسم قلب شیب سوم جسم قلب شہید اور

دو جیسے روح کے باہر آتے ہیں۔ اول حیر روح جمادی۔ دوم حیر روح نباتی۔ جب تمام جیسے اپنی جگہ ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں۔ اور ہم صحبت ہوتے ہیں۔ ایک حیر غیب لغیب جیسے حیر توفیق الہی کہتے ہیں۔ مثل نخلی برقی انوار نمودار ہو جاتا ہے۔ اللہ نفس کے جسموں کو حکم کرتا ہے کہ حیر ہاتے قلب سے نکل کر ہو جائیں۔ پس نکل کر ہوتے ہی نفس کے جسم سے مر جاتے ہیں۔ اور قلب کے جسم زندہ ہو جاتے ہیں۔ بعداً حیر ہاتے قلب کو روح کے جسموں کے ساتھ نکل کر ہونے کا حکم کرتا ہے جس سے قلب کے جسم مر جاتے ہیں۔ اور روح کے جسم زندہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں حیر ہاتے روح کو حیر توفیق الہی اپنی نعل میں پکڑ لیتا ہے۔ جس سے روح کے جسم مر جاتے ہیں۔ اور حیر ہاتے سر اسرار اور نور انوار زندہ ہو کر طالب کاسر سے قائم تک تمام حیر ہاتے سر اسرار ہو جاتا ہے۔ اور دوام حضور ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل کیلئے طالب صادق کو اس مقام پر پہنچاتا عین فرض اور ضرورت کا ہوتا ہے۔

ہو چکے جب نفس و روح و دل فنا زندہ تب سالک ہوا نور خدا

شرح خواب

زندہ دل و شہنشاہ فقیر ہو کر خواب میں دیکھتا ہے اسے صحیح اور درست پاتا ہے۔ لیکن مردہ دل نفسانی خواب میں اپنے نفس کے اطوار بد اور مثالی صورتیں حیوانوں اور دندوں کی شکل میں دیکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں

۱۔ یہاں پر ہم اپنے مشاہد سے اور تجربے کی بنا پر بعض خوابوں کی تعبیرات بیان کرتے ہیں۔ جو بالکل صحیح اور آزمودہ ہیں۔ انشاء اللہ ان کے مطالعے سے ناظرین کو بہت فائدہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی بیمار کو غسل کرتے دیکھے یا بیمار خود خواب میں غسل کرتے دیکھے تو یہ صحت اور شفا یا بی کی علامت ہے۔ اور بیمار کے گھر میں فصائیوں کو پھریاں تیز کرتے دیکھنا۔ یا اسے کسی نامعلوم منزل مقصود کی طرف سفر کی تیاری کرتے دیکھنا یا اس کا مکان گرتا ہوا یا گرا ہوا دیکھنا۔ یا وہاں کوئی شادی رچی ہوئی دیکھنا بیمار کی موت کی علامت ہے۔ اگر کسی گھر میں دیکھے کہ چل چھپٹ کر مرغی کا پچھا اٹھا لے گئی ہے تو اس گھر میں کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے۔ اگر کسی کا کوئی مقدمہ درپیش ہو اور کمرہ عدالت یا عدالت کی میز سے کسی باجے یا گانے کی عمدہ آواز سنائی دے تو یہ فتح اور کامرانی کی علامت ہے۔ خواب میں بچھو، سانپ یا کسی کتے یا دندے سے کاٹا جانا دشمن سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور ان چیزوں کا قتل کرنا ان کی ایذا سے بچنے کی علامت ہے۔ خواب میں اگر کوئی شخص فوت شدہ خویش یا عزیز کوئی شے پیش کرے یا عطا کرے تو کسی نامعلوم جگہ سے فائدہ پہنچنے کی علامت ہے۔ اور اگر برعکس اسکے مردہ کوئی چیز مانگے تو نقصان کا احتمال ہے۔ خواب میں فلانہ قسم گندم جو۔ باجرہ جو اور وغیرہ دیکھنا سختی اور مصیبت کا پیش خیر ہے۔ لیکن پکی ہوئی روٹی۔ بھونا ہوا اور پکا ہوا گوشت لٹا اور کھانا دولت اور نعمت پر دلالت کرتا ہے۔ باقی آگے

گھوڑے، اونٹ اور شہباز دیکھے یا اپنے آپ کو ایک بلند عالی شان مکان پر دیکھے تو ترقی نجات اور بلند اقبال کی علامت ہے۔ اور اگر خواب میں گلشن گل بہار اور لب جو دریا یا سبزہ زار نظر آئے یا کشتی پر سوار ہو کر اپنے آپ کو دریا سے پار ہوتا دیکھے۔ یا خواب میں بہشت دیکھے اور حوران بہشت عجاوبت کرتے ہوئے لذت مباشرت پاتے لیکن ظاہر طور پر احتلام نہ ہو اور منی باہر نہ آئے۔ تو یہ تقویتِ تقویٰ، توفیقِ انبی اور ایمان کی سلامتی کی علامت ہے۔ سو یہ فتنہ اور فتنہ کا مرتبہ مومن مسلمان حقیقی باطن آبا کو مبارک ہو۔ اور اگر کوئی غیر راہ سلوک میں خواب کے اندر مجلس اہل کفار یا مجلس جوگی سیاسی، تارک الصلوٰۃ بدعتی، اہل شراب یا اہل کذاب منافق لوگوں کی مجلس دیکھنے لگ جائے تو جانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور مجلس حضرت محمد رسول صلعم کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔ اس لیے شیطان علیہ اللعنة ہر رات صحبت مخالف غیر سے اس کی راہ مانگا ہے۔ تاکہ راہ باطن سے اس کا دل سرور چھڑائے اور راہ سلوک سے رہ جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دن رات تصور اسم اذذات اور تصور اسم حضرت محمد رسول اذذ سرور کائنات صلعم اور تصور شیخ کامل میں اس طرح محو اور مشغول ہو جائے کہ ہر ایک تصور طالب کو خیرات شیطانی اور تاثیر مجلس ناشائستہ و پریشان سے چھڑا کر حضور حق متفام کا تحفہ و کائنات میں پہنچا دے کہ باطل مطلق یا دنہ ہے۔

خواب میں آنکھیں بجلی کی کرطک۔ بندوبست کی آواز خطرے کی علامت ہے۔ اور آسمان ابر آلود۔ باران رحمت بہتا ہوا صاف پانی دیکھنا بہتری کی علامت ہے۔ سبز اور سفید پوشاک دیکھنا اور پہننا بہتری کی علامت ہے۔ زرد سرخ اور سیاہ اسکے برعکس برائی پر دل ہے۔ زلزلے سے لگی انقلاب مراد ہے۔ موٹے تو کشتیاں تندرست جانور مثلاً ہیں۔ بکری دینے خواب میں دیکھنا آبادی ملک ولایت کہتے ہیں۔ اور لاغر و بجا یہ خط سالی کی علامت ہے۔ خواب میں کسی پرندے کو پکڑنا مطلب برکری کی علامت ہے۔ نیا جوڑا نیا تہ بند ملا عورت ملنے کی نشانی ہے۔ اور ان کا گم ہونا اس کے برعکس ہے۔ کسی کا جسم سے خون بہتے دیکھنا مال اور دولت فنانج ہونے کی علامت ہے۔ بلی دیکھنا مرض ہے۔ کچھ بٹیر اور فساد کی علامت ہے۔ خواب میں مردوں سے ملاقات کرنا موت کی علامت نہیں ہے۔ لیکن قبرستان کی طرف جانا یا قبرستان میں اپنا گھر دیکھنا موت پر دلالت کرتا ہے۔ خواب میں حاملہ عورت یا اس کے خاوند کو اگر کوئی شخص مبارک باد دے تو نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔

خواب میں میوہ یا کوئی پندہ یا پھول اگر کوئی پیش کرے تو یہ بھی نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔ اگر خواب میں کوئی شخص کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرتے دیکھے تو دولت ملنے کی علامت ہے۔ اپنے کپڑے میں گندگی لگی ہوئی دیکھنا یا گھر میں گندگی دیکھنا دنیا کے حصول کی علامت ہے۔ اسی طرح اور بھی تعبیریں ہیں۔

شرح الہام

الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور کئی طرح پر ہوتا ہے۔ ہر ایک الہام حق اور باطل کو اسکے آثار سے معلوم کرنا چاہیے۔ الہام ایک قسم کا پیغام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضور سے پہنچتا ہے۔ اور خاص الہام جو تصور اسم اللہ ذات سے اللہ تعالیٰ کے حضور سے وارد ہوتا ہے۔ وہ الہام غیر مخلوق ہوتا ہے۔ اس الہام میں آواز نہیں ہوتی۔ بلکہ الہام کا ایک غیر مخلوق لوز دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور صاحب الہام کے دل سے عبارت اور الفاظ کی صورت میں زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا پیغام اور الہام محض عارف باللہ کو مقام کی مع اللہ میں ایک قسم کا خاص اعلام العلام ہوتا ہے۔ یہ محض فقیر اللہ تعالیٰ کے لئے ایک خاص غوث کا مقام ہوتا ہے۔ جسے **وَمَنْ أَحْبَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ط** (ترجمہ۔ ہم انسان کی شاہراہ سے بھی اسکے زیادہ نزدیک ہیں) یا **فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ** (ترجمہ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا فقیر اللہ تعالیٰ سے روبرو حضور حضور۔ دور بدور۔ جواب باصواب بے کام و زبان سخن و ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ **إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَخَوَّاهُ اللَّهُ ط** یہ مرتبہ الہام خاص الخاص کامل فقیر، قافی اللہ، باقی باللہ عاشق متشوق اور محبوب و مرغوب کا ہے۔ **أَلْهَامُ الْقَائِمِ الْخَيْرِ فِي حَلْبِ الْخَيْرِ جَلَدِ كَسْبِ** (الہام بلا سبب خیر کی بات کا دل میں ڈالنے کا نام ہے۔ اور جو الہام آواز مخلوق کے ذریعے ایسا روا لیا را اللہ یا شہید دل کی طرف سے ہو وہ الہام سامنے سے یا دائیں طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس میں روحانی خوشبو ملتی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے الہام بھی اسی قبیل کا ہوتا ہے۔ اور جو الہام بائیں طرف سے یا پشت کی طرف سے ہو اور اس میں بدبو آمیختہ ہو تو جانے کہ یہ الہام جنات اور شیاطین کی طرف سے ہے۔ اور جس الہام سے وجود میں حرف اور طبع وغیرہ پیدا ہو وہ الہام آواز دینا ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے وجود میں شہوت اور ہوائے لہستانی کا جذبہ پیدا ہو اور طبیعت اس سے بے قرار ہو۔ تو یہ

یہ الہام غیبی آواز کو کہتے ہیں۔ جو بے واسطہ کسی غیبی لطیف مخلوق کی طرف سے آقا ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ہر ایک کو اس کے آثار اور اطوار سے معلوم کرتے ہیں۔ ایک الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام بے کیف، بے جہت اور بے واسطہ دل پر وارد ہوتا ہے۔ اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اس الہام میں آواز اور حرف نہیں ہوتے۔ لیکن زبان پر جاری ہوتے وقت حروف الفاظ اور آواز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایک قسم کا الہام انبیاء اور اولیاء کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام آواز مخلوق اور حروف و الفاظ کی صورت میں اکثر دینش طرف سے یا سامنے سے سنائی دیتا ہے۔ اور اس میں خوشبو ملتی ہوئی ہوتی ہے۔ اور علامت اور فرشتوں سے جو الہام وصول ہوتا ہے۔ اس کی بھی تقریباً یہی صورت ہوتی ہے۔ لیکن جنات اور شیاطین کی طرف سے جو الہام اور آواز پہنچتی ہے وہ بائیں طرف سے یا پشت سے سنائی دیتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

الہام نفس کا ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے وجود میں فحرت، ترک و توکل، تجرید و تفرید اور توحید پیدا ہو وہ الہام اور آواز ارواح مقصدہ کی طرف سے ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے صفائی دل پیدا ہو اور سواد سودا میں نور ہو یا سواد سودا وہ الہام اور آواز قلب کی ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے روشن انوار و سلسلہ معرفت پروردگار بخور و بار ہوں اور مشرق سے مغرب تک تمام کائنات کی تسخیر ہو۔ یعنی ہر دو مرتبہ قیامت و قیامت بدیہہ اتم حاصل ہو۔ یہ آواز اور الہام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ نیز یاد رہے کہ صاحبِ جنت الہام کامل جو اللہ تعالیٰ کے قریب و حضور سے بات کرتا ہے۔ اور جو ناقص یا کارِ محنت کہتا ہے۔ ان کی تمیز کس طرح کرنی چاہیے۔ ناقص جو کلام کرتا ہے۔ محض تقلید سے کرتا ہے۔ اس میں کچھ لذت اور تاثیر نہیں ہوتی۔ اور دل اس سے ملول اور بیزار ہوتا ہے۔ لیکن کامل کی بات میں لذت اور تاثیر ہوتی ہے۔ اور اپنے موقع پر صحیح اور عقدہ کشا ثابت ہوتی ہے۔

عجائب عیال است چو عا جوت بیان است یہ صاحبِ عیال باجمیت صادق لسان اور الہام کاذب محتاج و پریشان ہوتا ہے۔

شرح موت و حقیقت موت و اقبلت موت

یاد رہے کہ جب نزاع کے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام سر سے قدم تک وجود کے ذلت سے ذلت سے روح حیات کو ہاتھ ڈال کر اس طرح ہلاتا ہے جس طرح دو دھ سے مکھن جدا کیا جاتا ہے۔ یعنی اسی طرح آدمی کی روح کو عزرائیل علیہ السلام انسانی دماغ کے استخوان الابین میں جمع کر لیتا ہے۔ یہ مقام استخوان الابین زمین اور آسمان سے بھی زیادہ وسیع مقام ہے۔ اس مقام میں روح کو فرشتہ اپنی خاص عملی اور روحانی شکل میں کھڑا کر لیتا ہے۔ اس مقام میں روح سے تین سو سو سو سوال پوچھے جاتے ہیں۔ اس کی بعد غسل، نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین کی نوبت آتی ہے۔ غرض قبر اور لحد میں اتارنے سے پہلے ان تین سو سو سو سوالات کے حل باطنی پر چول پر لے جاتے ہیں۔ لحد قبر اور لحد میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہاں اس سے منکر و نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دکھا کر پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے حق میں تو کیا کہتا ہے۔ غرض جب

علا انسان کے لئے موت ایک لازمی اور فطری امر ہے۔ موت سے انسان کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ موت کے بعد بھی انسانی روح زندہ رہتی ہے۔ صرف وہ پرانا کثیف عنقریب لباس اتار چھینتی ہے۔ اور نیا لطیف بندھنی لباس پہن لیتی ہے۔ آج کل یورپ میں روحوں کو حاضر کرتے۔ ان سے بالمشافہات چیت کرنے اور ان کے فریضے کے اس قدر بشیارتی تجربے اور ہنسی مشاہدے ہو چکے ہیں کہ یورپ میں یہ مسئلہ اب ٹھوس حقیقت بن چکا ہے۔ کہ موت کے بعد (باقی اگلے صفحہ پر)

روحانی کتاب ہے کہ میرا رب اللہ واحد و شریک ہے۔ اور میرا دین اسلام ہے۔ اور یہ میرے آقا سے نامدار
 احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول پروردگار ہیں۔ تو منکر و نکر کے سوال سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اس
 کے بعد روحانی کو ایک اور فرشتہ آمان نامی قبر میں بیدار کر کے کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کی اپنی انگلی کو بطور قلم اور
 کتاب دین کو بطور سیاہی اور کفن کو کاغذ بنا کر اس کے اعمال اس میں لکھ کر بطور تقوید اس کے گلے میں ڈال
 کر چلا جاتا ہے۔ اگر روحانی صالح ہے تو مقام عین میں اور اگر طالح بد بخت ہے تو مقام سجدین میں داخل کیا جاتا
 ہے۔ تین روز کے بعد روحانی قبر میں آتا ہے اور اپنے جسد عنصری کو دیکھتا ہے کہ گندہ و بدبودار ہو چکا ہے
 اور کپڑے اسے کھائے ہیں۔ تو اسے اس حالت پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ اور نہایت غمگین اور ادا اس ہوتا ہے۔
 بارہ سال تک روحانی اپنی قبر پر اپنے جسے کی حالت دیکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا ہے۔ تین شخصوں کا عجبہ
 قبر میں سلامت رہتا ہے۔ ایک عالم عامل۔ دوم فقیر کامل۔ سوم شہید اکمل مکمل۔ جو کہ بعد از ممات بھی عالم
 حیات میں اگر لوگوں سے مکالمہ اور سخن ہوتے ہیں۔ مرشد کامل حاضران اسماء ذات کے ذریعے عالم ممات
 کو مذکورہ بالا سب مراتب زندگی ہی میں خوب یا مراقبہ کے اندر یا اعلانیہ طور پر و ایل کی آگاہی میں یا نظر گاہ میں
 کھول دیتا ہے۔ اور عالم ممات کے سب مذکورہ حالات آنکھوں سے دکھا دیتا ہے۔ بعد طالب کا

تجربہ کھل جائے گی سب کیفیت زیر ذریعہ
 قلب ہو تیرا سلیم اور آشکارا ہر مقام

دل دیا اور اہل دنیا سے سرور ہوا ہے
 قبر کے حالات خود آنکھوں سے تو دیکھے اگر
 ایشیے غم میں حال ہو تجھے عبرت تمام

ارواح زندہ رہتی ہیں اور یہ علم جسے وہ لوگ سپرولیم کہتے ہیں۔ بہت ترقی کر گیا ہے۔ آج سے سو سال پہلے جب
 یورپ نے سائنس اور مادی ترقی کی طرف رخ کیا تو اس نے قدر تمام مذہب اور روحانیت سے منہ موڑ لیا تھا۔ اور
 کھلے بندھوا اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ روح کے وجود اور موت کے روح کی زندگی کا انکار کر دیا تھا اور مذہب اور
 روحانیت کا انکار اس زمانے کے ہر تعلیم یافتہ اور مذہب انسان کے لئے ایک لازمی امر اور اس کی
 ذمیت کا ایک جزو لا ینفک تھا۔ لیکن سو سال گذشتہ کے اندر ایسے عجیب واقعات رونما ہوئے جس
 نے تمام یورپ کی کایا پلٹ دیا۔ وہاں غول میں ایک بھیمان برپا ہو گیا۔ حضرات ارواح کے حلقوں میں اس علم
 کی صداقت آنے کے لئے سائنس دانوں۔ ڈاکٹروں۔ فلاسفوں اور انجینئروں نے اپنے تمام آلات استعمال
 کئے اور اس کو صحیح پایا۔ اور ان سب اکابر قوم نے ان کی صداقت کا عام اعلان کر دیا۔ اب یہ علم
 وہاں ایک باقاعدہ آرٹ اور فن بنا ہوا ہے۔

طالب طریقہ سرور کی قادری کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ مرجاتا ہے تو موت کے وقت اس کا دل ذکر سے جینش میں آجاتا ہے۔ اور آواز بلند سے **اللہ - اللہ - اللہ** سے گویا ہوجاتا ہے۔ ایسا ذکر اللہ تبارک کے مشاہدے میں ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ نہ اسے فرشتے کی خبر ہوتی ہے۔ اور نہ قبر اور جحد کی زمین کے اندر فی امان اللہ مقام قافی اللہ میں غرق ہوجاتا ہے۔ اور روز قیامت بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہو کر مشرف دیدار ہوجاتا ہے۔ بلکہ اسے خود حضور اور بہشت بہار بھی یاد نہیں رہتے۔ ایسے طالب مرید قادری سرور کی کیلئے حیات اور رحمت برابر ہوجاتی ہے۔

باب نم (۹)

حقیقت و شرح انسان و امت و فنا فی اللہ و شرح بلا جانی وغیرہ

شرح انسان

اول انسان حضرت آدم علیہ السلام ہوتے ہیں جو شخص اپنے عبد اللہ حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب کو پہنچ جائے وہ صحیح معنوں میں آدم اور انسان ہے۔ ورنہ آدم نما حیوان ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کیا فرزند آدم کو یہ طاقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر کے مرتبے کو پہنچے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمال کرامت اور عزت بخشی ہے۔ و نقل کو منا بنی آدم (ترجمہ اور تم نے بنی آدم کو معزز اور مکرم کیا ہے) اور یہ شرف اور عزت خاص امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ حدیث شریفہ **عَلَّمَ اللَّهُ نَبِيَّكَ نَبِيَّ الْأَنْبِيَاءِ** یعنی اے محمد (میرا امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہونگے) لیکن خاص امتی بنامزہایت مشکل کام ہے۔ امت پیرو کو کہتے ہیں۔ خاص امت وہ ہے کہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل کر اپنے آپ کو مجلس کفریت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے اسے امتی کا خطاب عطا فرما دے۔ چنانچہ ان لوگوں پر بہت تعجب آتا ہے کہ جو خود تو ان مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اس راستے کے انکار سے اپنی تسلی کرتے ہیں۔ اور جو ان مراتب کو پہنچ گئے ہیں انہیں حسد کے مارے دیکھ نہیں سکتے۔

شرح مرتبہ فنا فی اللہ!

بعض اصحق طالب مرتبہ فنا فی اللہ میں پریشان رہتے ہیں۔ فنا فی اللہ کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب کے قال، افعال، احوال اور اس کی تمام خصوصیات، صورت و سیرت عزم تمام ظاہری باطنی قوی و حواس شیخ کی طرح ہو جائیں۔ اور سر سے قدم تک تمام وجود شیخ کے وجود میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن شیخ ایسا ہو کہ یہی القلب و یہی الواقع و یہی اشرفیت و یمیت النفس، یمیت البدعت و یمیت الشهوة ہو۔ یعنی شیخ طالب کے دل، روح اور شریعت کو زندہ کرنے والا اور نفس، بدعت اور شہوت کو مالتے والا ہو۔ شیخ قوی توجہ ہو کہ طالب کے ہر حال اور اعمال سے نگاہ ہو۔

شرط جب طالب کے ہوئے ہیں تمام شیخ دکھلاتا ہے تب سائے مقام شیخ اور طالب ہر دو کیلئے فرض عین ہے کہ سادات کی خدمت میں ہمیشہ سرنگوں رہیں۔ جو شخص سادات کو رمانہ نہیں کرتا اس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا۔ اور معرفت الہی کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جو سادات کا خادم ہو وہ آخر مخدوم ہو جاتا ہے۔ اور جو آل نبیؐ اور اولاد حضرت علیؑ اور اولاد حضرت فاطمہ الزہراؑ کا منکر ہے۔ وہ معرفت سے محروم ہے۔ قولہ تھائے۔ قل لا استلکم علیہ من اجرا الا اللہ فی القیامیٰ ۛ

خالص سید نسل از نور نبیؐ

نور دیدہ فاطمہ نور علیہ

دوست ان کا دوستار مصطفیٰ

ان کا دشمن ہے غنیم کبریا

لیکن سیدوں کو کن احوال، افعال و اعمال سے پہچانا جاتا ہے۔ خالص سید وہ ہے کہ شریعت نبویؐ اور قدم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم ہو۔ اور خلق محمدیؐ سے آراستہ ہو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدیق۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدلی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسی شجاعت رکھتا ہو۔ اور غزواتے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام المومنین فاطمہ الزہرا سے ترک اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعادت رفا و ارادت ورثے میں پائی ہو۔

اے سید! اگر تو صحیح معنوں میں سید اور سردار بنا چاہتے ہو تو اپنے عہدِ احمد کے قدموں پر چلا جا۔ اور ان کے اخلاق، اعمال اور افعال اختیار کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کیلئے مرشد کامل کو تلاش کر۔ اگر تو نے کامل فقیر کو پایا اور اس کا دل ہاتھ میں لے لیا تو بس دونوں جہان سے بے غم ہو گیا۔

شرح حاجی

حاجی دو قسم کے ہیں۔ ایک حاجی کرم ال باطن۔ دوم حاجی حرم ال باطن۔ جب حاجی ال کرم ولی اللہ با اخلاص و بایقین حرم کعبہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو حرم کعبہ سے نور حضور کی تجلی نمودار ہوتی ہے۔ اور حاجی داخل کعبہ نور ہو کر مشرف و بیدار ہو جاتا ہے۔ ایسا حاجی ال باطن جب ایک دفعہ داخل کعبہ حضور پروردگار ہو جاتا ہے۔ تمام عمر جگہ ماسویٰ اور دنیا جیفہ مردانہ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ لیکن حاجی صاحب لطن حرم دنیا میں گرفتار ہو کر نہر وقت اور ہر آن رونی کپڑے کا طباکار ہے۔ حاجی ولی اللہ جب جبل عرفات میں بیٹے بیٹے و عدا و کشتویک لک لیبیک پکارتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اس وقت اس کے سامنے سے سب حجاب ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب حاجی ولی اللہ حرم نبویٰ اور روضہ اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حرم مبارک اور روضہ خضر سے باہر نکل کر حاجی ولی اللہ سے مصباح فرماتے ہیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منصب و مراتب فقر و ولایت خاص سے سرفراز اور ممتاز فرماتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خاص تلقین و تسلیم فرما کر کمال شفقت اور نوازش سے رخصت فرماتے ہیں۔ اس قسم کا حاجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص فرمانبردار تارک فارغ۔ بیزار از دنیا جیفہ مردار۔ باطن مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ آیات

کعبہ ہے میرے تصور میں عالم	ہوں مدینہ میں نبی سے ہمکلام
ظاہری چلوں کی کیا حاجت وہاں	رات دن میں باتی ہوں ہم زبان
کیا کہوں میں شرح ان احوال کی	واقف احوال ہے میرا نبی
رات دن حال ہے دیدار خدا	اور ہوں دائم حضور مصطفیٰ

باب ہم

شرح فقر و صفت فقیر و مرشد کامل

فقر کے کہتے ہیں اور فقر کیا صورت ہوتی ہے۔ اور فقیر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور فقیر کن اعمال اور احوال سے پہچانا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ابتداء میں مشق و جوہد اور لقا و اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کے سر سے

قدیم تک تمام وجود ایسا پاک اور عارف ہو جاتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور شوق و مجاہد کی پاکی اور برکت سے مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کمال شفقت اور مرحمت سے اس نوری بچے کو اپنے اہل بیت پاک میں جناب امہات المؤمنین حضور حضرت فاطمہ الزہراء و حضرت بی بی خدیجہ کبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جاتے ہیں۔ وہاں ہر ایک ام المؤمنین سے اپنا فرزند کہتی ہیں۔ اور اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں۔ اور وہ شیر خوار اہل بیت خالص ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا نام فرزند حضور کی اور خطاب فرزند نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں ہمیشہ اسی نوری حضور کی لطیف جتنے کے ساتھ مجلس نبوی میں حاضر رہتا ہے۔ اور باطنی تعلیم و تربیت پاتا ہے۔ اگر چہ ظاہری جتنے کے ساتھ عام لوگوں میں رہتا رہتا اور بوجہ و باش رکھتا ہے۔ یہ مرتبہ فقیر خاص الخاص۔ فقیر کامل سے روز اقل طالب ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس شخص کو باطن میں حضرت محمد رسول صلعم فقیر کا خطاب دیدیتے ہیں۔ تو چاہے اس کا نام فقیر اور بصورت گھڑے لیکن باطن میں بادشاہوں سے بہتر سردار سردار اور غنی بقرب خدا ہوتا ہے۔ جو شخص اس مرتبے کو نہ پہنچے اور فقر کا دعویٰ کرے وہ مطلق جھوٹا اور لاف زان ہے۔ فقیر کا یہ مرتبہ خاص طریقہ نوری میں ملتا ہے۔

زیر پائیے ہے دائم ہر مقام
کلیا تو حید کو میں نے تمام
آپ سے فانی ہوں و اہم بالقا
کیوں نہ ہو گا قرب مجھ کو با خدا
کل و جز میرا ہے اور میں با خدا
باپ ہے آدم نبی ہے مصطفیٰ

حضرت سلطان العارفين جو کچھ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں وہ آپ کے حالات اور واقعات کا حقیقی نقشہ اور آئینہ مویا ہے۔ چنانچہ آپ اکثر فرماتے ہیں۔ ایں قال من بر حال من و کفنی علیہ جہالی یعنی میرا یہ قال میرے حال کے مطابق اور میرے اس قال کا شاید حال وہ ذات پاک ذوالجلال کافی ہے۔ سو اسی بیان کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو باطن میں اپنے حرم محترم کے اندر کمال شفقت اور مرحمت سے لے گئے اور حضرت امہات المؤمنین حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت خدیجہ کبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اس فقیر کو دودھ پلایا۔ اور حضرت صلعم اور امہات المؤمنین نے مجھے اپنے نوری حضور کی فرزند کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ نے رسالہ روحی میں اس کا ذکر کیا ہے۔

پس فقیر تصور اہم اللہ ذات اور مرشد کامل کی توجہات سے زندہ نوری زائیدہ محسوم بچے کی طرح معنوی طور پر اس عنصری جتنے کے اندر تولد ہو جاتا ہے۔ ایسے پاک طفل معنوی کو مرشد کامل حضور سرور کائنات کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ حضور اہل بیت نے اپنی نوری حضور کی تربیت میں داخل فرماتے ہیں۔ اور وہ فقیر حضور کی نوری فرزند کہلاتا ہے۔ اور خاص الخاص سید بن جاتا ہے۔ اگر ظاہری جتنے کے ساتھ فقیر لوگوں میں شامل ہوتا ہے۔ لیکن باطن (باقی اگلے صفحہ پر)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طلب اور محبت میں ثابت قدم اور پائیدار رہتے ہیں وہ دنیا اور اہل دنیا کو ہمیشہ اللہ کی طلب میں مشغول رکھتا ہے۔

میں نے کچھ دیکھا نہیں تھا کہ سوا لوگوں کے مجھ پر کوئی سحر و جھٹکا

جو شخص معرفت - ہدایت اور فقر کے خاص الخصال میں مرتبے پر پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت میں دوام منظور اور مجلس حضرت محمد رسول صلعم میں دوام حضور ہوتا ہے۔ وہ شخص بے شک اشرف النبی حضرت آدم علیہ السلام کا لائق فرزند اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا خاص الخصال اور برگزیدہ امتی ہے۔ علماء امتی کا نبیام بنی اسرائیل - آنحضرت صلعم کی امت کے خاص علماء میں بھی عارفین واصلین اور فقرا کا ملین ہیں اور پس۔ یہ لوگ صاحب نفس مرودہ فنا اور اہل روح بقا اور دوام تجوید و شوق لذت مشاہدہ تقاریر ہیں۔ نہ خدا اور نہ خدا سے جدا ہیں۔ ان مراتب غیب کو عین نگاہ کیونکہ کبیرہ گناہ یہ عیب ہے۔ ان لوگوں کو محض ازل سے ہی یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور ہدایت لاریہ ہے فقیر قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام چلے جائیں گے۔ فقیر لوگ دنیا ہی میں معنوی طور پر اس طرح مر جاتے ہیں کہ ان کا قالب مثل قبر اور قلب مثل جلا اور روح واصل بذات رب العالمین واحد احد ہو جاتا ہے۔ یہ سے مرتبہ لا قدر ولا قدر۔ اور فوج بھاری اور بچھڑا کھڑا۔ بلکہ حاضران اسم اللہ ذات میں اس طرح غرق ہو جاتے ہیں کہ حیات اور ممات سے بھی بجزیر رہتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ مشرف تقاریر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام اولیا ہو جاتا ہے۔

سے ولی کو قبر خلوت با خدا
زندہ دل مرتے نہیں ہیں اولیا
قبر میں حاصل ہے انکو جسم نور
سب سے ہی توحید میں دائم حضور
لوگ سمجھیں قبر میں ہیں زیر خاک
رہتے ہیں دیار میں با جسم پاک
میں نے پایا فیض اور فضل خدا
ہم سخن ہوں و اما با مطہر
زندگی میں پایا ہے ہر مقام
میں نے پائی محبت پر فتح دائم

لیکن اس بارگراہی۔ دیار ربانی کی برواشرت کی طاقت محض عارف کا میں روحانی کو ہی ہوتی ہے۔ نفسانی لوگوں کا

میں اس کا ایک معنوی غیبی نوری لطیفہ ہر وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ اور اس کی وہاں دن رات بے واسطہ تعلیم۔ تلقین اور باطنی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ آخر میں جب یہ معنوی انسان کامل اور بالغ ہو جاتا ہے تو اسے دیگر طالبوں کو زندہ کرنے اور تسلیم و تلقین اور ارشاد و بیعت کی اجازت ہو جاتی ہے۔ اور مقام ارشاد میں پہنچ جاتا ہے۔

کام نہ کر نہیں ہے فقیر کامل کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے ہوتی ہے۔ اگرچہ اس فقیر کی تصنیف کی ظاہری عبارت فارسی خام ہے۔ لیکن اس عبارت خام کے ساتھ جو سچی کلام اور منہر معانی معرفت تمام مل جاتا ہے تو وہ اس طرح لذیذ اور مزیدار بن جاتا ہے جس طرح کہ خام مکھن میں خالص شہد مل جائے۔ شعراء کے کلام کی پختگی محض عقل و دانش اور شعور سے ہوتی ہے اور فقر آ کی بات محض نور حضور سے ہوتی ہے پس جہاں مقام حضور ہے۔ وہاں سے عقل و دانش اور شعور شعرا پر بالکل دور ہے۔

میر یوں ہے پیر کا اند مصطفیٰ
 با تو ہوں کلمہ سولہ ہے لے جانا
 طالبوں کو لکھے ہیں نس و نسوینج
 ہوں حضور مصطفیٰ حاضر نام
 ہے وجود طالبان امیر نور
 قام طالب میں بہت اہل نوا

مرشد بے مرشدان ہوں از خدا
 قادر کی کامل مرابا تو خطاب
 ہے وہ مرشد جو کہ بنجستہ پنجگ
 قید میں میرے میں عالم سب تمام
 مرشد و نکار بنما ہوں از حضور
 آج تک پایا نہ طالب حق تھا

گدا اگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ گدا ہے جس نے شہوت و ہوا کو ہار لیا ہے۔ وہ مقرب خدا ہے۔ ایسے فقراء معلوم اور ہر مقدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ انہیں کسی سے انتہائی آرام اور نہ امید و دم و دامن رہتی ہے۔ یہ لوگ فقیر گدائی اور نورانی کے حامل ہیں۔ حدیث۔ الفقیر فخری و الفقیر منی (فقیر میرا فخر ہے اور فقیر میرا دشمن ہے) ایسے فقیر لوگوں کے رہنا اور مشکل کشا ہوتے ہیں۔ دوم قسم کے گدا اگر (فقیر) مطلق مرود و ریش تراشیدہ۔ خلاف شرع۔ بے حیا محروم معرفت و مرود و رگاہ خدا ہیں۔ اسے فقیر ملتب کہتے ہیں۔ حدیث۔ لخذوا باللہ من فقرا الملتب۔

بعض فقراء جب اپنے انتہائی کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو اپنی باطنی دولت کو اغیار کی نظروں سے چھپانے کے لئے طرح طرح کے گم نامی اور بیگانگی کے لباس اوڑھ لیتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو دیوانے مشہور کر لیتے ہیں۔ بعض گدا گدائی بن کر در بند بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ بعض زیندے دیوں کا سا لباس پہن لیتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

غلام ہمت آں مرد عافیت سوزم
 کہ در گدا صفتی کیسا گری واند

حضرت سلطان العارفین نے بھی اپنے زمانہ زندگی میں اس قسم کے لباس گم نامی میں اپنے آپ کو چھپائے رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

نفس زار سوا کتم بہر از خدا
 بد ہر درے قلے سے زخم بہر گدا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ ہر کسے راسے ناکم ز شمت رو۔ یعنی میں ہر شخص کو حقیر صورت دکھاتا ہوں۔ غرض بعض اہل اللہ محض غنی لایحتاج اور باطن میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ لیکن نفس کو رسوا (باقی اگلے صفحہ پر)

میں فقیر کو شمار سے بپاہ مانگتا ہوں۔ فقر ملک یہ ہے کہ یا تو وام مکر و تزویر پیدا کر دولت دنیا جمع کرنے اور دشمن اسلام خلیل ظالم مالک مال حرام بن جائے۔ دوم فقر ملک یہ ہے کہ ہمیشہ فقیر اور افلاس کی آفت تھالے اور لوگوں سے شکوہ شکایت کرتا پھرے۔ جو شخص فقر ملک سے گذر جاتا ہے مقام فقر محبت کو پہنچ جاتا ہے اور فقر محبت یہ ہے۔ ان تظہیر کا موازنہ نوحی و الشفقہ علی خلق اولہ نوحی و تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور شفقت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متعلق اور متصف ہو جائے۔

اسے اعلیٰ تمام فقر کے جھوٹے مدعی! تجھے معلوم ہے کہ فقیر کسے کہتے ہیں۔ اور فقر کے کون سے مراتب ہیں۔ ایسی ایک تیرے دماغ تک فقر کے باغ کی بو بھی نہیں پہنچی۔ فقیر کی راہ پر شکاری و کم آزماری کو فقیر بازار کی کہا جاتا ہے اس میں فتنہ چھپا ہے کوہِ یاضت سے آزمایا جاتا ہے مقصود نہیں بلکہ اسے حرص و آزمائے بانڈانا ہے انسان کے دو مراتب ہیں۔ ایک انسان اشرف الالسان۔ دوم صورت انسان و سیرت حیوان ہمیشہ ایسے جمعیت پریشان۔ اہل انسان وہ ہے جو ہمیشہ مشرف و بیدار کس جان ہو۔ انسان کو جمعیت مشابہہ و طائر کے ہے۔ اور پریشانی خاطر اور بے جمعیتی جمعیت دنیا جیفہ مردار سے ہے۔ چنانچہ اس راستے کی اہل اور وصل اللہ تعالیٰ کے قرب اور مشاہدے میں نظر نگاہ حاصل کرنا ہے اور یہی اہل غنایت ہے۔ غنایت بھی پانچ طرح کی ہے۔ جو شخص یہ پانچ طرح کی غنایت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اپنے عمل اور تصرف میں لے آتا ہے اور اس سے بچل کھالیتا ہے۔ وہ شخص زندہ صحیح فی الدارین ہو کر کبھی نہیں مرنے۔ بلکہ سب کام اللہ کے اجر سے کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ غنایت کے پانچ مراتب یہ ہیں۔ اقل مرتبہ غنایت یہ ہے کہ صاحب تصور جب خاک پر نظر ڈالے سونا بنائے۔ ایسے صاحب نظر اہل غنایت کے سامنے مٹی

کرنے اور لوگوں کی نظر سے چھپنے کے لئے گرگاہ بن جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ لاکھوں کروڑوں میں کوئی ایک آدمی کسی زمانے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہر گز گریو ہوں کو الیہ قیاس کرنا حماقت ہے۔ جیسا کہ بعض نادان کم ظرف لوگ جہاں کسی پاگل یا دیوانے آدمی کو دیکھتے ہیں۔ اسے مجذوب منجذب الحال فقیر سمجھ کر اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور اسے ولی شہود کو دیکھتے ہیں۔ غرض اہل حقیقی ولایت نہایت مشکل کام ہے۔

غناات کے یہ پانچ مراتب ہم تجھے بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ غنایت کے مراتب طالبانِ مادی کو مرشد کامل عطا کرتا ہے۔ لیکن جو طالب ان مراتب کے حصول کیلئے طالبی اور فقیری اختیار کرتا ہے۔ وہ ہرگز ان مراتب کو نہیں پاتا۔ بہت لوگ گمراہ چھوڑ چھا کر اور دنیا وغیرہ ترک کر کے اس لئے فقیر بن جاتے ہیں کہ جب فقیر بن جائیں گے تو لوگ (باقی اگلے صفحہ پر)

اور غوراً برابر ہو جاتا ہے۔ دوم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ صاحب تصور اسم اللہ ذات کل مخلوقات کو جذب الطلب سے اپنے سامنے ماضی کر کے ان سے جو کچھ چاہے حاصل کر لیتا ہے۔ سوم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سنگ پاریں وغیرہ سپاڑ میں مغموم کر کے حاصل کر لے۔ اور پھر اسے کسی کی احتیاج نہ ہے۔ چہارم مرتبہ غنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے آنکھیں کھل جائیں اور زمین کے نیچے پانے دینے اور غیبی خزائن کے معلوم کر لے جو مرشد یہ پانچ قسم کے خزائن پانچ رو میں طالب اللہ کو عطا نہ کرے وہ اہم ہے کہ اپنے آپ کو مرشد کہلاتا ہے۔

طالب احمدیو گرا احمد صفت
 ایک دم حاصل ہوا سکو معرفت
 بعض طالب ہوتے ہیں علی صفت
 مردہ کو زندہ کریں یا معرفت
 تم بان اللہ ہے اک آوازِ راز
 ذکر و غرق فی اللہ بے نیاز

غرق راہ فقر۔ راہ معرفت۔ راہ ہدایت اور راہ ولایت جملہ غنایت کے مرتبے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کونیکہ مرتبہ غنایت کے بغیر طالب فقر فاقہ میں ہیشہ رو سیاد اہل شکوہ شکایت ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص فقر کا گلہ کرتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ شخص مردود اور مرتد ہو جاتا ہے۔ ا فقیر سواد الوجہ فی الدارین۔ فقیر صاحب مرتبہ اعلیٰ قرب حق تعالیٰ۔ راہ حق کا رفیق اہل دیدار با توفیق ہوتا ہے۔ ہا ک المکی فقیر موصوف بصفۃ ان اللہ علی کل شیء قلیل۔ ولی اللہ۔ عالم با اللہ۔ محقق روشن ضمیر۔ بر کونین امیر۔ کل و جز مخلوقات اس کے قید تصرف میں قید و اسیر۔ دوام ناظر صاحب مطالعہ

مستور ہو جائیں گے۔ پیری مریدی کا سلسلہ چل پڑے گا۔ تو کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ یا کیمیا سونا چاندی بنانے کے نسخے ہاتھ لگ جائیں گے۔ یا دستِ عیب کھل جائے گا۔ اور موکلات دنیا نقی بکرا آئیں گے۔ یا باطنی نظر کھل جائے گی۔ اور زمین کے نیچے دینے نظر آئیں گے۔ غرض اس قسم کے باطل خیالات لے کر جو شخص فقیر بن جاتا ہے۔ وہ ان مراتب کو ہرگز نہیں پاتا۔ اور جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی طلب کیلئے نکلتا ہے تو ایسے طالب کو دل کی غنایت کیلئے ایسے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ ان باتوں کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتے طالب صادق کو مرشد کامل جب غنایت دل کیلئے مذکورہ بالا تصرف کے خزانے غنایت کر دیتا ہے۔ تو دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ تصرف دنیا اور غنایت کامرتبہ حاصل ہو جائے اسی وقت اسے ترک کرے۔ اور اس تصرف میں سے ایک پائی بھی اپنے نقصان کیلئے مخرج نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب شاہدے اور وصل کے سوا کسی طرف رنج نہ کرے۔ جسوقت سالک کو اللہ تعالیٰ کو حاصل حاصل ہو جاتا ہے تو دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور دین و دنیا کے خزانے اور نعمتیں اسے مل جاتی ہیں۔ من لہ الموطا اقلہ لہ۔

روح محفوظ تفسیر حاضر مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم با تاثیر حکم تو پر روحانی عیانی صاحب لفظ ختم باد فی اللہ
یا بصیر ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی وہ ہوتا ہے کہ چودہ قسم کے علوم چودہ حکمتیں چودہ توجہ۔ تصور۔ تصرف و تفکر
اور چودہ توفیق۔ طریق۔ تصدیق و تحقیق۔ چودہ طرح کی معرفت۔ ترک۔ توکل۔ تجرید۔ تقریر و توجید۔ چودہ قسم کے ذکر
مذکور اور قرب و حضور اور چودہ مقامات باطن صفا۔ اور چودہ دم اور چودہ اسرار حاصل کر کے عامل کامل اکمل
جامع فقیر ہوجاتا ہے۔ اور ان سب کے جوہر وجود میں جمع کر کے فقیر لا محتاج بن جاتا ہے۔ یہ ہے مالک الملکی اور لوالہ مرقدہ
صاحب ذات جامع کل صفات کہ تمام درجات اور کل مقامات اس کے اختیار میں ہوں۔ قولہ تعالیٰ۔ فاستقم کما
امرت اس راستے کی اصل تین طریقہ سے ہے۔ اول یہ کہ طالب صادق صادق زود اقل باقرار زبان صحیح و تصدیق القلب
و باخلاص خاص و ریاضت اعتقاد میں غوطہ لگائے۔ کہ اس کے ہفت اندام پاک ہوجائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو
اعتقاد پاک بہت پسند ہے۔ تاکہ طالب کے وجود میں نہ پھولے نہ چوڑے نہ ہو سہل ہے نہ ہوا۔ سر سے قدم تک
جملہ لطف باطن صفا اور طالب با ادب و با حیا ہوجائے۔ دوم طالب صادق مقام فقر میں اس طرح پائدار قدم رکھے
کہ مرتے دم تک اس راستے سے منہ نہ موڑے اور لب گو ترک باتوفیق اطاعت و عبادت ثابت قدم ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ واعبد ربہ حتی یاتیک الیقین۔ سوم طالب صادق حجت کی چھری سے اپنے سر کو تن سے
جدا کر دے۔ اور بے سراور بے زبان ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہم سخن اور ہم کلام ہو۔ اس کے بعد طالب لائق تشریف لقا
اور صاحب وجود بقاء ہو۔

اسے طالب صادق! دنیا نجس نجاست جفیہ گندگی دنیا کے کتوں کیلئے چھوڑ دے۔ اور پاکی پاکیزگی۔ شریعت
ادب و حیا اور معرفت خدا سعادت دین اس دنیا میں سے لے لے۔ جیسا کہ قصاب عمدہ ادرہ یا لہزہ گوشت انسانوں
کیلئے سنبھال لیتا ہے اور گندگی وغیرہ کتوں کیلئے پھینک دیتا ہے۔ اصل شریعت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
جو راستہ چلے ہیں ان کے قدم قدم چل کر آنحضرت صلعم کے پاس پہنچ جائے۔ اور آپ کی مجلس خاص میں داخل ہو کر وہاں
علم نفس و حدیث حضور حیات البنی صلعم سے حاصل کر لے۔ یہ ہے شریعت صاحب توفیق اور راہ حق تحقیق جو شخص

یا بعض مردہ دل نفسانی لوگ موت کے بعد زندگی اور خصوصاً انبیاء اور اولیاء کی ارواح کے باطنی استمداد اور
روحانی استقامت کے منکر ہیں۔ لیکن یہ کو چشم مردہ دل لوگوں کا باطل عقیدہ ہے موت سے انسان کا فائدہ نہیں ہوجاتا۔
موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے۔ صرف وہ کشف عمصر کا جسے کو تار کر پھینک دیتی ہے۔ اور لطیف روحانی برزخی حجت
اختیار کر لیتی ہے۔ انہیں ہمارے خیرات۔ صفات اور کلمات طیبات کا ثواب دیا رہتا ہے۔ اور عالم لبر میں وہ
ہماری امداد کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بہت فائدے پہنچا سکتے ہیں اور ہماری پوری پوری امداد کر سکتے ہیں۔ (باقی آگے)

مجلس محمدی معلم سے منکر ہے اور حیات الہی کو نہیں مانتا وہ کافر منافق زندقہ ہے۔ اہل شریعت دین اسلام فقہ اور معرفت فقر
توحید وصال ہے۔ اور اصل کفر دنیا نفس ہوا۔ کبر عجب ناشائستہ ناروا ہوس دنیا فانی سامان زوال ہے۔ رونہ
قیامت جب اہل قبور قبروں سے نکلیں گے۔ تو تمام اہل دنیا لوگوں کی پیٹھ قیلے کی طرف ہوگی جیسا کہ دنیا میں انہوں نے
حق کی طرف پیٹھ کی اور باطل کی طرف رجوع کیا تھا۔ کوئی شخص راہ فقر و معرفت میں قدم نہیں رکھ سکتا جب تک
اس راہ میں اپنا سر قربان نہ کرے۔ طالب بے سر ہو کر صاحب دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ تو لڑتے خانے خانے کو
فتم وجہ اللہ۔ حسب طرف تم منہ کرو اسی طرف اللہ تھامے موجود ہے۔

دیکھ لے بیٹے چشم سر دیدار کو دیکھ اس دیدار میں انوار کو

یہ سب رستے تصور اسم اللہ ذات میں ہی طے ہوتے ہیں

اسم اللہ میں گراں ہے لائزوال	یہ حقیقت جانتے ہیں باوصال!
اسم اللہ ہے وسیلہ حق حضور	اس سے حاصل ہو ہمیشہ ذات نور
اسم اللہ سے توجو چاہے پڑھے	ساتھ تیرے وہ سد قائم ہے
ہر علم ہے اسم اللہ سے پڑھا	اسم اللہ و رو ہے میرا سدا
اسم اعظم طے ہے اسم ذات میں	مردہ کو زندہ کیسے ہر بات میں
ذکر کیا ہوگا جس نے یا لیا	ذکر ہو سوں فاختہ کتارا ہا
ہو کہوتر فاختہ سے کم نہ تو	چاہتے ہو ذکر دائم ترا حق
قبر یا ہو سے ہو ذکر حق ظہور	ذکر وں کی انتہا ہو کا حضور

جس شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور تماشائے کونین و وندخ
اور مشیت وعدہ و وعید کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ اگلا بیان بین الخوف والرجاء۔ پھر طالب نفس
وہو کو چھوڑ کر اللہ تھامنے کی طرف آ جاتا ہے۔ واضح ہو کہ تمام کتب کے علم علوم اور کل حکمت ہائے اللہ
حق و قیوم ایک ہی لفظ سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہزار کتابیں ایک کلمے میں آ جاتی ہیں۔ اور ایک کلمہ ہزار کتابیں
میں نہیں سماتا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ شرح کن۔ لفظ کن کی شرح اس رہز و ایماہ کا مفہوم اور اس معنی کا
حل فقر اور اولیاء اہل نقاہی جانتے ہیں۔ دیگر لوگ اس سے مطلق بے خبر ہیں۔

دیگر باطن میں اولیاء اور انبیاء کی اپنی روحانی لطیف مجلسیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور ان میں بڑی بھاری کاروائیاں
ہوتی رہتی ہیں۔ ہم نے ان باطنی مجالس اور روحانی محافل کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ قابل نفس کا کام ہے۔ نہ کہ اہل نورا اور نوروں کا۔
 جسے نفس کا فرکیش سے کام
 اگر مار سید در استیمن سے
 نفس پروردگاریں اک ذرہ سود
 قتل کر اس نفس کو یا تیغ ذات

فقیر نہایت گراں بار اور عظیم الشان چیز ہے۔ اسم اللہ ذات کا جباری۔ قہاری۔ جلالی۔ جمالی
 بوجھ خودہ طبق زمین و آسمان سے بھی جباری اور وزنی ہے۔ اس جباری بوجھ کو وہی شخص اٹھا
 سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں دوام منظور ہو۔ اور مجلس محمدی صلعم میں ہمیشہ حضور ہوا اور جمیع
 ماسوئی سے تارک فارغ اور درود ہو۔

فقیر یا یا ہم نے از نور نبی
 بوٹا ہوں نور دیکھا تو ہے
 بوٹا ہوں از زبان مصطفیٰ
 باہوئوں مگر ہوا باہوئوں
 جس نے دیکھا ہم کو وہ ہو گا ولی
 خلق جسم و اہم و ان سے دو ہے
 ہوں سر یا نور از امر خدا
 ذکر یا نور ات دن یا ہو ہوا

جس شخص کا اصل نور کے ساتھ داخل ہوا۔ اس نے قوت وصل سے اپنی اصل کو پایا لیا۔ حدیث
 خلقت العلماء من صدی و خلقت السادات من صلبی و خلقت الفقراء
 من فدی و من نور اعدہ تعالیٰ ۵ ترجمہ۔ علماء میرے سینے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور سادات
 میری پشت سے اور فقرا میرے اور اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔
 ابتدا بھی نور آخر بھی نور ہے نور ہے جو وہ سدا منظور ہے
 فقیر اہل نور کا نفس مظہر نور خدا۔ تارک فارغ از شہوت و ہوا صدیقی آیت ما زاغ البصر وما طغی

اور ان کے معاملات کو ہوش اور حواس کی حالت میں بار بار آزمایا اور پرکھا ہے۔ نیز قبول پر جا کر دعوتیں
 پڑھی ہیں۔ اور ارواح سے ملاقات اور بات چیت کی ہے۔ اب ہر شخص کی مرضی ہے خواہ وہ ہماری بات
 کا یقین کرے یا انکار کرے

شہیدہ کے ہوں مانند ویدہ

ہوتے۔ یاد رہے کہ غنایت کا مرتبہ انسان کو اپنے نزدیک بھائی بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اور فقیر نفس
 محتاج لوگوں کی نظر میں ذلیل حقیر اور بے دانش و بے تمیز ہے۔ لیکن فقیر صاحب غنایت وہ ہوتا ہے کہ حملہ گنج ہائے ظاہری
 و باطنی کا تصرف اس کی نظر میں ہو۔ اس کا نفس مطمئنہ نور نور اور نور اور وہ اپنے نفس پر قادر ہو۔ قولہ فی القرآن: **وَمَا
 مِنْ خَافٍ مَقَامٍ رَجِدُ**۔ یعنی النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى ثم جہرا وریحوا اپنے تئیں
 کے سامنے رقیامت کے دن اکھڑا ہونے سے اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے روکا بس جنت اس کا ٹکانا ہے۔
 اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کے قرب میں سلیم ہو کہ نور ہو گیا ہو۔ قولہ تعالیٰ: **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا
 مَنْ اتَى اللَّهَ تَعَالَى سَلِيمًا** (اس دن قاتلہ نہیں دے گا کسی کو مال اور نہ بیٹے مگر جو شخص لاتے اللہ کے پاس دل سلیم اور
 اس کی روح بھی اللہ تعالیٰ کے سر سے نور ہو۔ قولہ تعالیٰ: **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي لَا تَتَّبِعُ
 مِثْرَةَ النَّبِيِّ لَوْ كُنْتُمْ عَرَفْتُمْ الرُّوحَ كُنْتُمْ عَلِيمِينَ**۔ انہیں کہہ دے کہ روح میرے رب کے عالم امر
 کی چیز ہے۔ اور لطیفہ سر بھی نور ہو۔ جب ہر چہار لطائف سالک کے وجود میں نور ہو جاتے ہیں۔ تو حواس ظاہر اور
 باطن نور ہو کر صاحب وجود و مغفورا اور باطن محمود ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ نفس امارہ کو مرتبہ غنایت سے جو خوب
 اس آیت کی محتاج کر کے نیست و نابود کر دے۔ قولہ تعالیٰ: **وَاللَّهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمْ لِقَوْمِهِ**۔ نفس امارہ کو مرتبہ
 ہدایت سے جو خوب اس آیت بہرہ یاب کر کے ٹھکانے لگا دے۔ قولہ تعالیٰ: **وَاسْلَامَ عَلِيٍّ مِنْ أَيْدِي الْعَدُوِّ**
 (اس آدمی پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی)۔ نفس ملہمہ کو مرتبہ ولایت سے سرفراز کر کے مقام نور
 میں پہنچائے۔ قولہ تعالیٰ: **اللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ**۔ قولہ تعالیٰ: **أَمْ نُوَلِّىهِمْ حُجْرًا مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ** اور آخر نفس
 مطمئنہ کو مرتبہ فیض و فضل غنایت سے اللہ تعالیٰ کے جذب میں ڈال دے تاکہ وہ حضور الی اللہ اختیار کر
 جائے جو شخص اس طرح پاک و صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و
 رحمت سے جذب کر لیتا ہے۔ اور دونوں جہان سے مزہ موڑ لے تو مرتبہ مازاخ البصر و ما طغی کو پہنچ
 جاتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی خردانہ ایسے فقیر کامل کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ اور اس کے قدم کے نیچے پھرتے
 ہیں۔ فقیر حلقہ مقامات و درجات سے گذر کر ذات میں جا ملتا ہے۔ اللیس ماسوی اللہ ہوس
 مقامات پانچ ہیں۔ مقامات دنیا۔ مقام عقول۔ مقام انزل۔ مقام ابد۔ مقام لامکان لاہوت
 جو شخص ان پانچ مقامات کے خزانے طالب کو حضرات اسم اللہ ذات سے پانچ دم۔ یا پانچ ساعت

۱۔ اس جگہ سلطان العارفین نے مرشد اول کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب اور ان کے اوصاف میان فرمائے ہیں
 چنانچہ اعلیٰ مرشد کامل۔ دوم مرشد مکمل۔ سوم مرشد اکمل۔ چہارم مرشد جامع نور الہدیٰ (باقی اگلے صفحہ)

یا پانچ روز کے اندر کھول دے۔ وہ مرشد کامل ہے۔ جو شخص کو تین کا تماشہ ہاتھ کی تھیلی یا نائن کی پشت پر دکھا دے وہ مرشد مکمل ہے۔ دونوں جہان اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ اور اسم اللہ ذات الشان کے قلب یعنی طے صفات میں ہے۔ مرشد اکمل وہ ہے کہ اسم اللہ ذات اور طے قلوب صفات کلید کلمہ طیبات سے کھول دے۔ اور عین بعین دکھا دے کہ نہ وجود میں کوئی برقلطی اور غلاطی وغیرہ اور نہ غضب ہے۔ طالب صاحب نفس قنار۔ قلب صفا۔ اور اپنی روح بقا و وام مشرف مشاہدہ تقار اور حضور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ ہو جائے۔ لیکن مرشد جامع وہ ہے جو کہ اسم اللہ ذات کی چند حضرات جانتا ہے اور ظاہر زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ اور نہ پڑھتا ہے۔ بلکہ طالب کو حضرات اسم اللہ ذات سے اس طرح لے جاتا ہے کہ جب طالب تصور حضرات اسم اللہ ذات کرتا ہے تو ابتدا ہی میں اس کے گرد تمام جنات کے لشکر دست بستہ باادب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے حکم کے منتظر ہوتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں کہ اے ولی اللہ کچھ حکم فرمائیے۔ سنی کا طالب کہتا ہے حسبی اللہ دکھنی یا اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے۔ اور اللہ میرا کفیل ہے) اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اس کے بعد جملہ فرشتے موعظت اور روحانی حاضر ہو کر عرض گزار نے لگتے ہیں اور اٹھائیں کرتے ہیں اور علم و عمل کی سیر سنگ پارسی اور عمل دعوت تکسیر بتاتے ہیں۔ کامل الکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم باجملہ انبیاء مرسل اصفیاء اور جملہ اصحاب کبار و صغار و چار یار اور حضرت امام حسن و

کو درجہ بدرجہ ان کے اوصاف ذکر کیا ہے۔ چنانچہ مرشد کامل کی صفت یہ لکھی ہے کہ جو مرشد ان پانچ مقامات یعنی مقام دنیا۔ مقام عقبے۔ مقام ازل۔ مقام ابد اور مقام لاہوت لا مکان کو پانچ روز یا پانچ ساعت یا پانچ دم کے اندر طالب کو کھول کر دکھا دے۔ اور مرشد مکمل وہ ہے کہ جو ہر وہ ہزار عالم یعنی کوئین کا تماشہ طالب کو ہاتھ کی تھیلی اور ناخن کی پشت پر دکھا دے۔ اور مرشد اکمل وہ ہے کہ حضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات سے کوئین شش جہات اور قلوب کی کل صفات اور درجات طالب کو طے کر دے۔ کہ جس وقت طالب چاہے مجلس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا کرے۔ یا مشاہدہ حق ذات کا ناظر ہو۔ اور مرشد جامع وہ ہے کہ مذکورہ بالا جملہ مراتب اور درجات حضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے اس کے اختیار میں ہوں۔ ایسا جامع مرشد محض توجہ سے کام کرتا ہے۔ اسے زبان سے کسی قسم کی دعوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کل باطنی مراتب اور روحانی درجات کا مالک اور حتمار ہوتا ہے۔ ایسا مرشد جامع جب طالب کو ایک دفعہ توجہ کرتا ہے۔ اس کی ایک ہی توجہ طالب کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ اور دن بدن ترقی کرتی ہے۔ ایسے طالب کو کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

حضرت امام حسین و حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں۔ اور طالب کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ اور علم معرفت کی تلقین و تعلیم فرماتے ہیں۔ اور منصب ہدایت و ولایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

بعض فقیر عالم علم صاحب تحصیل۔ بعض فقیر جاہل حاسد بخیل اور بعض فقیر عالم غرقِ قناتی اللہ فی التوحید ہم مجلس رب جلیس ہوتے ہیں۔ اور عالم صاحب علم بہت ہیں۔ عالم زاہد عابد متقی فقیہ بھی بہت ہیں۔ لیکن گناہم کا مل فقیر دنیا میں بہت کمباب ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک فقیر صاحب باطن نظر آتا رہتا ہے۔ کامل ہمیشہ مجلس محکمہ میں حضور یا ہمیشہ نظر رحمت اللہ میں منظور ہوتا ہے۔ یا کامل ہمیشہ ساکن شہر فاموشاں۔ ویرانہ اس کا خلوت خانہ۔ اس میں اس کے خویش و اقارب۔ برادر فرزند آشنا سب بیگانہ ہوتے ہیں۔ جو شخص راہِ حضور اور راہِ قبور جانے اور طالبوں کو نظر تو مہر سے مراتب نور حضور فقیر اور نظر رحمت اللہ منظور میں پہنچاتے وہ بھی کامل ہے۔ مرشد جاہل اور اہل نفس شیطان خلق دنیا میں شامل بہت ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدمی لائق دیدار پروردگار عالم ہوتا ہے۔ کہ عین نما ہو۔ اور عین کشا ہو۔

فقیر کے تین حرف ہیں۔ ہر حرف کو اللہ تعالیٰ سے ہزار عزت اور صد شرف حاصل ہے۔ حدیثا شریفی الفقیر فقیر ہی والفقیر ہی۔ حرف ف سے فقیر کو فرض عین ہے قناتی نفس۔ بقانے قلب۔ بقانے روح اور شفا سے بدین ہو۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہم مجلس صاحب انجمن ہو۔ حرف ق سے غالب قبر۔ قلب با شرب قاتل قبر نفس۔ قبلے کی طرف سر بسجود ہو۔ یہ ق قانقہ فقر کا اول حرف ہے۔ اور حرف کا سے رویت عین حضرت رب العالمین۔ صاحب حق یقین اور غالب شیطان لعین ہو۔ طالب صادق مرشد کامل کی نظر لطف و کرم سے قرب حق تعالیٰ کے اس مرتبے اعلیٰ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر فقیر قرب اللہ سے منہ موڑ لے اور حرص و طمع دنیا اور لذت دنیا میں قدم رکھے تو اللہ تعالیٰ سے عاق ہو جاتا ہے۔ یعنی فقر کے حرف ف سے فرعون کی طرح اہل فضیلت اور حرف ق سے فارون کی طرح معصوم اور حرف کا سے ردم و دو مثل ابلیس ہو جاتا ہے۔

فقیر سے دو کام ہونا بہت قدم رکھ کر کھ پاؤں پہ آ جا کر نہ غم فقیر ایک قدم دنیا سے اٹھاتا ہے عقبتے میں رکھتا ہے۔ اور دوسرا قدم عقبتے سے اٹھا کر آدھا قدم معرفت میں چلتا ہے۔ اس ٹوڑھ قدم میں منزل فقر تمام کو پہنچ جاتا ہے۔ اذالما لعقن فہو اللہ

چھوڑو دنیا تو اس عقبتے نہ کر ترک کرو دونوں کو غائب ہے اگر

واضح ہو کہ صاحب درود وظائف و تلاوت و اہل ذکر و فکر مراقبہ کا شرف دن رات کہاں صدق و اخلاص اور عجز و انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صد آرزو الحاجہ و التجا کرتے ہیں۔ ان کی دعا بے شک ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا آخر ایک سال کے اندر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن فقیر مقرب اہل تصور اسم اذکار و دعائے اور درخواست زبانی سے کیا کام۔ جب کہ فقیر کا دل کو صلبہ مطالب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے محض خیال اور نگاہ کرنے سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے قریب سے توجہ جانے اس کی توجہ قیامت تک عمل کرتی ہے۔ اور جاری رہتی ہے۔ اقل جس شخص کے حق میں فقیر حضور سے توجہ کو مانا ہے۔ اس کا کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ دو سو فقیر کو دولت دنیا کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کے حق میں بخشش صرف کر دیتا ہے قیامت تک اس کی آل و اولاد لایحیت ج رہتی ہے۔ سو سو فقیر پر مقام و حدت سے بذریعہ و ہم القاد علم لدنی اور وارث الہام ہوتی ہے۔ اور اس وہم اور الہام سے فقیر کا ہر کام سر انجام ہو جاتا ہے۔ چہاں ہم فقیر کا فکر وسیل اور خیال سے اس کا معاملہ کہاں کو پہنچتا ہے۔

فقیر کے تین حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ت۔ س۔ حرف ف سے فقیر فنا نقص۔ نہ وجود میں ہوا رکھے اور نہ ہو۔ اللہ اللہ اور حرف ق سے قدرت حق تعالیٰ کے اسرار سے خبر دار اور ہر سے قدم تک غرق مشاہدہ پروردگار ہو۔ اور حرف

ب۔ بارگاہ ایزدی میں عوام اپنی حاجت کیلئے عاجز ہوتے ہیں۔ لیکن خواص اور خدا کے محبوب لوگ جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کسی حاجت کیلئے توجہ اور حضور سے ملتی ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب بغیر زبان ہلائے ان کے دل کا حال معلوم کر کے انکی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ انہیں گڑ گڑانے اور رونے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی حضرت سرور کائنات صلعم اور آپ کے صحابہ کرام ابدالہ حال میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہی تمام انبیاء کا قبلہ تھا۔ اس زمانے کے یہود اور نصاریٰ لوگوں کو یہ کہہ کر دین اسلام سے روکنے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ یہ بھی ہمارے پیغمبروں کا تابع اور مقلد ہے۔ اور ہمارے دین پر ہے۔ اس کے نئے دین کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم کو خیال گذرا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم اغیار کے اس طعنے اور اعتراض سے نجات پالیتے اور اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اپنا الگ قبلہ اور کعبہ مقرر فرما دیتا۔ اور ایک روز اس خیال سے آسمان کی طرف منہ پھیر کر دل میں اظہار تمنا کیا تو فوراً جبریل امین یہ فرمان لیکر اترے قد فرخی قلب وجہک فی السماء فخلو لیلک وجبلہ قرینھا۔ یعنی ہم نے تجھ کو آسمان کی طرف منہ پھرتے دیکھ لیا۔ پس ہم آج سے تجھے اپنے پسند کے قبلے کی طرف نماز میں منہ پھرنے کا حکم دیتے ہیں، چنانچہ آپ نے اسی وقت اپنا قبلہ بدل لیا۔ سو یہاں آسمان کی طرف آنحضرت صلعم کے منہ پھرنے کا ذکر ہے و عا ما تھنہ کا کوئی ذکر نہیں تاکہ معلوم ہو کہ خواص کے دعا مانگنے اور اس کی اجابت کے طور اور طریقے کیا ہیں۔

سارے روشن ضمیر عالم علم تفسیر باتا تھیں۔ یہ ہے معنی فقیر برکونین امیر فقیر کامل کو چاہیے کہ ہر فرد طالب کو ایک نیامرتبہ عظیم اور نعمت کثیم عطا کرتا ہے۔ تاکہ طالب راہ سلوک میں بے جمعیت پریشان و طول خاطر نہ ہو جائے اور مشاہدہ کھنڈوں میں غرق رہے۔ طالب صاحب تحقیق اور مشاہدہ ال توفیق۔

فقیر یا یا از حضور مصطفیٰ واقع امر اول میں از خدا

قوله تعالى ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء والی اللہ ذو الفضل العظیم ہزار ہا ہزار لوگ محض فقر کے نام کو پہنچتے ہیں۔ شاذ و نادر کوئی ایک آدھ ایسا ہوتا ہے کہ مقام فقر کو پائے۔ اور فقر کو تحصیل میں لائے۔ اور فقر کی لذت سے حظ وافر اٹھائے۔ فقیر کے دو مراتب ہیں۔ ابتدا میں عاشق اور انتہا میں معشوق۔ پس عاشق کی ریاضت اور مجاہدے سے مقصود محض مشاہدہ و دیدار ہوتا ہے۔ اور ذکر فکر ورد و ظاہت کا مشغل عاشق پر مراد ہوتا ہے۔ عاشق کو نیک و بد پر نظر کرنے سے کیا کام ہے

قلب سے بے قرب اور نفس باہوا	بے خبر ہے روح از قرب خدا
فقر اگر چاہیے تو تنوں سے گند	فقر ہے توحید خالص سرسبز
فقر سلطانی ہے تو سمجھے گدا	بادشاہ ہے فقر در ملک بقا
ہے وہاں نے ذکر فکر و عقل و رائے	اس حکم جو نہیں وہ دیکھے خدا

فقیر کے مراتب معشوق کے ہوتے ہیں۔ جو کچھ معشوق مانگتا ہے عاشق دے دیتا ہے۔ بلکہ جو کچھ معشوق کے دل میں گذرتا ہے عاشق کو آگاہی ہو جاتی ہے۔ عاشق معشوق کی دلیرانہ نگاہ اور توجہ ہی سے دے دیتا ہے۔ قَدْ نَدَىٰ تَقَلَّبَ وَجْهًا فِي السَّمَاءِ۔ عاشق اور معشوق میں کیا فرق ہے۔ عاشق اور معشوق ایک دوسرے کے مطالعہ مَحَبَّتُهُمْ وَحُبُّهُمْ فِي عِزِّهِمْ۔ اس علم کیلئے دل و رقی ہے۔

واضح ہو کہ جو شخص اہل عنایت و ہدایت ولی اللہ صاحب ولایت اور اہل فیض فضل عنایت برکونین امیر حاکم اولوالامر مالک الملکی فقیر روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اس نظر میں بادشاہ دنیا کی کیا حقیقت ہے۔ وہ تو اس کے سامنے نہایت عاجز و مغلس غریب مستحق گدا گر اور سحت پھیر ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحب توفیق ظاہری باطنی خزانوں کا مالک اور سوائے اللہ تبارک کے باقی تمام مخلوق سے بے نیاز اور لاجتہاج ہوتا ہے۔ اور باقی تمام مخلوق بادشاہ سے لے کر گدا تک سب اس کی محتاج ہوتی ہے۔ اور فقیر نافع الخلاق ہوتے ہیں۔ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ۔

فقیر اولیاء اللہ حضرات اسم اللہ ذات کی باطنی قوت سے جملہ ارواح انبیاء و اولیاء کو حاضر کر لیتے

ہیں۔ باپے آپ کو ان کی مجلس میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ان سے باطنی علوم و فنون اور ملتین و ارشاد اور روحانی فیوضات و کمالات سینہ بسینہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کو فقیر صاحب قوت العلوم اور صاحب طے حجتی و قیوم کہتے ہیں اور اگر چاہیں تو حضرات اسم اللہ ذات کی طاقت سے جملہ ملنگے اور فرشتوں کو حاضر کر کے ان سے باطنی نعمت اور نصیب حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض فرشتے موکل سنگ پارس کا پتہ دیتے ہیں۔ بعض خاص پوشیدہ صنعتی علوم یعنی کیمیا کی سکھاتے ہیں۔ بعض موکل اسم اعظم قرآن میں بتاتے ہیں۔ بعض وحی جبریل کی طرح قرآن کے شان نزول اور آیات قرآن کے خواص اور حقائق و معارف بتاتے ہیں۔ غرض فقیر اولیاء اللہ باطنی توفیق سے سب کچھ بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ مراتب طریقہ قادری میں ہیں۔ کہ ظاہر عمدہ لذیذ غذا کھاتے ہیں۔ اور ریشمی زلفیت قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن نظر اور توجہ سے طالبوں کو یکدم حضور میں پہنچاتے ہیں۔ یہ مراتب لباس بیگانہ اور دل بچی بگانہ۔

پس فقر کیا چیز ہے۔ فقر آفتاب کی طرح تمام حیوان کی روشنی کا معدن انوار ہے۔ اور سہر جان کیلئے مثل جاودانی نور دیدہ یا روح حیات اور جان عزیز یعنی فوز پروردگار سے۔ اسنو کس کہ بہت لوگ محض فقر کا لباس پہنے ہوتے رہا کرتے۔ دوکاندار راہ حق کے راہزن اور غدار ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ فقر کے خاص بہشت عجت سرشت میں داخل ہو کر ساقی موحدات کے ساغر معرفت سے مست اور سرشار ہیں۔ یہ فقیر نہیں ہیں جو دنیا پیم و ناچیز کی محبت میں گرفتار ہیں۔

اگرچہ اسے لے کر انتہا تک فقر خاص الخاص کے مقامات پر ہیں لیکن فقر بآملن اور درآملن کا نام ہے۔ پس بآملن و درآملن کیا ہے۔ اور کس چیز کا نام ہے۔ وہ یہ ہے۔ باہر آنا مقام ناموت سے اور داخل ہونا ناموت میں۔ باہر آنا فنا سے اور داخل ہونا بقا میں۔ باہر آنا جہل شرک کفر و تواء سے اور داخل ہونا فنا فی اللہ شرف بقا میں۔ باہر آنا حالت نفس و دنیا پریشان سے اور داخل ہونا مقام اطمینان میں۔ باہر آنا تقلید سے اور داخل ہونا توحید میں۔ باہر آنا اطاعت سے اور داخل ہونا غایت میں۔ باہر آنا غایت سے اور داخل ہونا ولایت میں۔ باہر آنا ولایت سے اور داخل ہونا لاحد مرتبہ نہایت میں۔ باہر آنا عبودیت سے اور داخل ہونا ربوبیت میں۔ باہر آنا محنت طلب سے اور داخل ہونا محبت طلب میں۔ باہر آنا مجاہد سے اور داخل ہونا مشاہد سے ہیں۔ باہر آنا ذکر مذکور سے اور داخل ہونا مقام الہام حضور میں۔ باہر آنا ریاضت سے اور داخل ہونا لائز میں۔ باہر آنا حالت احتیاج سے اور داخل ہونا مقام لا محتاج میں۔ باہر آنا لذت نفس ذائقہ سے اور داخل ہونا لذت باطن فقر فاقہ میں۔ باہر آنا فقر ملک سے اور داخل ہونا فقر محبت میں۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

باہر آنا کشف کرامات سے اور داخل ہونا حاضرات مقصود اسم اللہ ذات میں۔
 آخر فقر کے جذبات کیا ہیں۔ ایک ذوق جو کہ وسیلہ اور راہبہر معذور ہو۔ دوم ذوق کہ جس
 سے روح کو فرحت اور وجود مقصور ہو۔ سوم اشتیاق و دیدار کہ وسیلہ معرفت و مشاہدہ خاص نور ہو۔
 فقیر کامل زندہ دم و ثنابت قدم ان درجات کو حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل کر لیتا ہے اسے
 کہتے ہیں۔ اَلَا سْتَقَامَتْ فَوْقَ الْكَمَالَةِ (استقامت کرامت سے بالاتر ہے) جب
 فقیر اس انتہائی مقام کو پہنچ جاتا ہے تو خلق میں نشانہ علامت ہو جاتا ہے۔ اور اسی حالت
 ملامتی میں اس کی سلامتی ہوتی ہے۔ اَلْسَلَامَةُ فِي الْوَحْدَانَةِ وَالْاِحْسَانِ بِكَيْفِ الْاَلْمَنِينِ۔
 (سلامتی وحدت میں ہے۔ اور ودنی میں آفات ہیں) اللہ تعالیٰ کے شغل و عدا نیت ہی میں
 حقیقی سلامتی ہے۔ اور باقی تمام ماسویٰ اشغال پر اند فتنہ و آفات ہیں۔ اس لئے ملامت خلق سے
 نہیں ڈرنا چاہیے۔ بلکہ آفات ماسویٰ سے و عدا نیت کے وار السلام میں بے دسترک
 گذر جانا چاہیے۔ کَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَيْمٍ۔ ترجمہ۔ ملامت کرنے
 والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

ہر مال خزانے اور نفع دہی سونے چاندی اور مال و متاع کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور اسی طرح
 دولت علم کی بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ اسے محض بڑے خدا بے طمع و ریاطالب علموں اور شاگردوں
 تک پہنچائے۔ اور گنج معرفت اور خزانہ فقر کی باطنی دولت پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ کہ

(حاشیہ برائے صفحہ گذشتہ) یہاں حضرت سلطان الصارم نے راہ طریقت میں مختلف طور پر دخول اور
 خروج بیان فرمائے ہیں۔ اور سب کی غرض و غایت اور خاصہ خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اثناسلوک میں
 صدق اور اخلاص کے قدموں سے ہر مرتبہ منزل اور مقام میں داخل ہو اور صدق اور اخلاص کے قدموں سے اس سے
 باہر آئے۔ یہاں تک کہ جملہ مقامات ظلمت باطل سے نکل کر مقام نور حق میں داخل ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 کا ارشاد گرامی ہے۔ وَحَلِّ رِبَادِ خَلْنِي مَدْحَلِ صَدَقٍ وَ اَخْرَجْنِي مَخْرَجِ مَسَدَقٍ وَ اِ
 جْعَلْنِي مَن لَدُنْكَ سَلْطَانًا لِّصِيْرَةٍ وَ قَلِّ جَابِرًا لِّحَقِّ وَ نَزْهَقًا لِّبَاطِلٍ اَنْ اَبَاطِلًا كَاذِبًا زَهَقًا
 ترجمہ: اور کہہ دے اے محمد صلعم یارب! مجھے داخل کر صدق کے مدخل اور نکال مجھے مخرج صدق سے اور میرے لئے
 اپنی طرف سے اپنی غالب نصرت کا اہتمام فرما۔ اور کہہ دے کہ اب آگیا حق اور بھاگ گیا باطل۔ تحقیق باطل ہمیشہ حق
 کے آگے بھاگتا ہی کرتا ہے۔

علم تصوف سلک سلوک طالبوں اور مریدوں کو سکھائے اور انہیں باطنی تلقین و ارشاد سے حضور میں پہنچائے۔ عارفوں کا حال ہر روز نوبہ ہوا کرتا ہے۔ اور وہ کل یوم ہونی نشان کی شان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کہ موت کے ابتدائی حالات سے لیکر عذاب قبر حشر نشر بل صراط اور دخول جنت کے سب حالات زندگی میں آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ بعض فقراء، حضرات اسم اللذات کی برکت سے روحانی کو توجہ سے بیدار کر لیتے ہیں۔ اور رقم باذن اللہ یا رقم باذنی کہہ کر روحانی کو قبر سے باہر لے آتے ہیں۔ یہ مقام حضرت عیسیٰ روح اللہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص کو حاصل ہوتا ہے۔ حدیث الصالحہ امتی کا انبیاء و نبی اکرام میں جملہ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی آرزو کرتے رہے ہیں۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ کو باطنی طور پر پیش کر دیا۔ اس نے گویا ذاتی فقر کے گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر لیا۔ فقر سے علیٰ فضل اور بلند مرتبہ اور کسی چیز کا نہیں ہے جس کی دولت جاوید ہے۔

الفقر فخری و الفقر منی سے

ہم سے گریہ چھے کوئی ہے موت کیا	زندگی تھی موت دروازنا
نفس حرص و طمع سے جب مر گیا	ہوگئی اس موت سے حاصل لفتا
قبر میرے واسطے خلوت بنی!	موت سے خوش وقت میں ہم باہمی
موت سے پہلے میں دیکھے یہ مقام	نفس مردہ جان ہے زندہ دوام
قبر و گھر کسیاں ہیں میرے واسطے	پس خلافت نفس میں جاں کے منے
مردہ دل کو موت۔ عاشق کو حیات!	موت سے عشاق پاتے ہیں نجات
عاشقوں کی قوت قوت ہے لفتا!	جو نہ دیکھے یاں وہاں اندھا ہا

نفس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کی طبیعت اور جبلت میں تمرد اور طغیان ہے۔ چنانچہ نفس امارہ حالت نصرت میں سیرمی کے وقت فرعون بن کر خدائی کے دعوے کرنے لگ جاتا ہے۔ اور فقر فاقے تنگ دستی اور اور بھوک کی وقت دلوانہ کتا بن جاتا ہے اور غصے اور غضب کے وقت شیطان اور دیو خبیث اور ابلیس کی طرح جب گھبرالو ہے۔ کہ فتنے فساد اور شور شرابا کرتا ہے۔ اور داد و دہش و سخاوت کے وقت قاروں کی طرح بخیل بن جاتا ہے۔ لیکن نفس مطمئنہ سیرمی کے وقت شاکر۔ فیض بخش اور تافح الخلاق ہوتا ہے۔ اور بھوک و تنگ دستی میں قانع و صابر ہوتا ہے۔ وقت شہوت باشتور اور وقت عفتہ و غضب متحمل بادبہ دار صاحب حضور ہوتا ہے۔ اور وقت سخاوت و داد و دہش صفت کریم۔ دست کشادہ اور دل دولت باطن سے معمور ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ اولیاء اور انبیاء رکھتے ہیں۔ صاحبِ نفس مطمئنہ بھی مختلف قدر اور احوال کے ہوتے ہیں۔ صاحبِ نفسِ مطمئنہ خاص جس وقت مراقبہ کر کے استغراق میں جاتے ہیں تو مثل برقِ نور حضورِ معراج میں غرق ہو کر ایک دم میں ہزار دفعہ مشرف و بار بار پروردگار ہو جاتے ہیں۔ قصص و حکایات سننے والے اور مسئلہ مسائل دان دنیا میں تکبر و تکبرت موجود ہیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک آدمہ ولی اللہ غیب دان و غیب خوال ہو کر نکلتا ہے۔

جو دیکھے عارفِ کامل عیاں نہیں ہے غیب !!

نظرِ عظام و باطن کھلی نہیں ہے غیب

جس طرح علماء کی نظر ہر دم مطالعہ کتاب میں رہتی ہے اسی طرح فقراء و رفقِ دل پر مطالعہِ قرب حق اور مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں ہر دم غرق اور محو حضور رہتے ہیں۔ بعض سادک مبتدیا مجلسِ حضور میں جاتے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو نہیں جانتے۔ بعض جانتے ہیں اور وہاں روحانی لوگوں سے ہم سخن اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ بعض مقامِ جلالت۔ بعض مقامِ بھالیت اور بعض مقامِ کمالیت میں رہتے ہیں۔ ہم نے اس کتاب صورتِ باطنی دیکھی ہے عین نمائے جس شخص نے اسے پایا اور دیکھا وہ عارف اور واصل با حقا ہوا۔ جس شخص نے اس کتاب سے مرتبہ فقر و معرفت حاصل نہ کیا اور واصل نہ ہوا وہ بد بخت محض مردہ دل متافق بے حیا ہے۔ اللہ میں باسوخی اللہ میں۔ کھنی علیہ جالی کا زوالی

تمام شد

آیات شکر و ثنایات مکرر و موصوفات

حضرت مرشدی سلطان ابن سینا سید العزیز
القدس

از فقیر و مستحق نماز و دعا

بچه پاک باز شهسازم!
بوسه با نوره ششوز آوازم
درد پینه ستر یا کسر مایم
نیست عجز یا محسرم رازم
اسب تانزی مثال من نامم
زیر آیل شهر یار من نامم

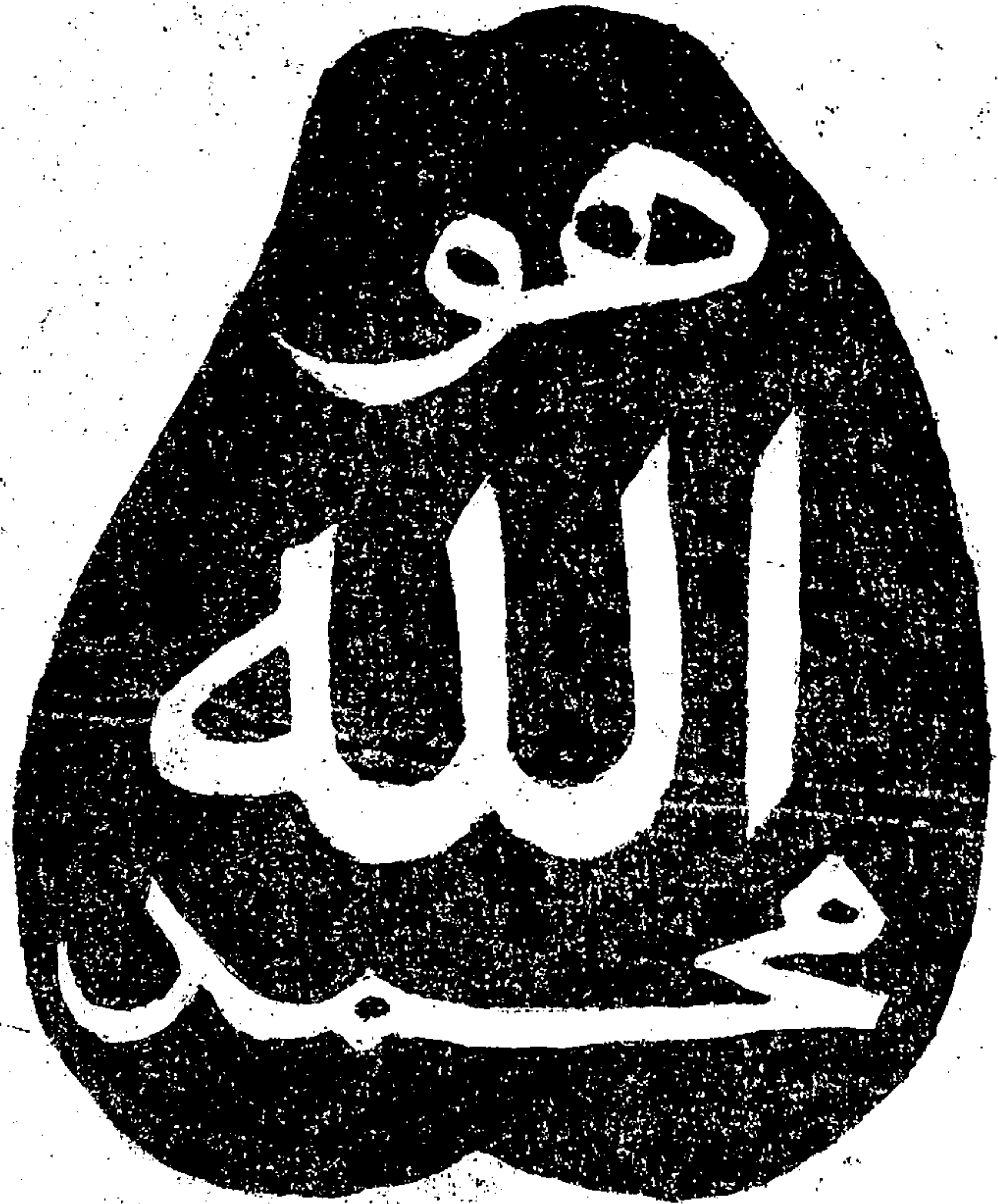
مکن ای یار عیب پروازم
من بود و لید خامن شربی
بهرم ستر مویس جو کم
ششوز یا کفر من از جا هوش
ششوز بر سرم سوار شده
ششوز از است بر سرم با نوره

گشت نور محمد انا هم
بود نور محمد آوازم

تصویر اسم اللہ ذات کا طریقہ

صاحب تصور اسم اللہ ذات کو چاہیے کہ با وضو پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا مریخ بیٹھے اور دل کو تو اسم اللہ پر چلا کر
 ذہنی تفکرات و ماسومی خیالات سے خالی اور فانی کرے اور ظاہری و باطنی شیطان و خطرات نفسانی کا راستہ بند
 کرنے کیلئے اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لے۔ یعنی الحمد۔ ایت اکرسی قل یا ایہا الکافرین۔ قل ہو اللہ احد اور
 محو ذہن میرا بیٹھے۔ اس کے بعد دو و شریف۔ استغفار۔ ایت سلام قل ان من سب الرحیم آیت شریف
 و اللہ المستعان علی بالتصون۔ کلمہ تجید سبحان اللہ و الحمد لله و لا اله الا اللہ و
 اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کلمہ توحید لا اله الا اللہ و محمد
 صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و ایت و هو علی کل شیء قدیر و بعد درود
 استغفار اور کلمہ طیب لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر ایک میں بار بار پڑھ کر سینے پر دم کرے اور
 دونوں ہاتھوں کی پٹھلیوں پر دم کر کے تمام بدن پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کو
 پاک ذات کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم و مجلس حضرت انبیاء و اولیاء و اولیاء و اولیاء
 و آخرت و قبر و حشر و غیرہ تفکرات دل میں جاگزیں کرے۔ اور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلعم
 کو تفکر کی انگلی سے اپنے ماتھے پر اور پھر اپنے دل پر بار بار کہنے کی کوشش کرے اور اگر کسی کا نفس سرکش ہو
 اور اس کی سرکوبی مفلوب ہو تو نجات کے مقام پر بھی اسم اللہ ذات تصور سے لکھے۔ اپنی شہادت کی انگلی کو
 قلم خیالی کر کے اسم اللہ ذات کو ماتھے پر لکھے۔ اس سے جذبہ جلالی پیدا ہوگا۔ اور اسم محمد کو سینے پر لکھے۔
 اس سے جذبہ جلالی حاصل کرے۔ اور ان دونوں مقامات پر ان اسما کو خوشنما ہوگا۔ سرخ۔ آفتابی اور
 سفید روشن ماہتابی رنگ سے موطا مرقوم لکھا ہو خیال کرے اور ان پر انگشت تفکر پھیرتا جائے۔ اور ساتھ ہی دل
 سے پاس افغان جاری رکھے۔ یعنی اندر کے سانس سے اللہ کہے۔ اور باہر کے سانس سے جھونکالے۔ اس
 طرح بار بار مشق کرے۔ اسم اللہ ذات یا اسم محمد انہر میں منجلی ہو جائے گا۔ اور طالب کے تصور و فکر اور
 مرشد کامل کی توجہ و تصرف یعنی طالب کی کوشش اور مرشد کی کشش جب اسم اللہ ذات پر یحی و محمد
 ہو جائے گا تو اس سے یا تو جلال کی بجلی پیدا ہو کر طالب کو باطن میں غرق و بخور کر دے گی۔ اس وقت

باطن میں جو واردات ہونگی اسے یاد نہیں رہیں گی۔ اور اگر اس کو جذب جمال کی بجلی نے پہنچ لیا۔ تو اس وقت اس کا
 ذکر نفسی قلبی روحی سرری وغیرہ جاری ہو کر اس کو ہوش و حواس کے ساتھ باطن میں لے جائیں گے اور طالب
 مجلس حضرت سرور کائنات صلعم یا مجلس انبیاء و اولیاء کے حضور میں مشرف ہو گا۔ اگر نقش اسم اللہ ذات
 بسبب عیون و ساویں شیطانی و ظلمت نفسانی دل پر قائم نہ ہو تو طالب کو چاہیے کہ نقش وجودیہ کرے
 یعنی نقش اسم اللہ ذات کو دماغ کے چاروں خانوں میں۔ آنکھوں میں۔ زبان۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں
 پر سیلے اور ناف کے ارد گرد ہر پہلو پر نقش کرے۔ تاکہ شیطان کی قید سے چھوٹ کر پاک و صاف و مری کی
 ہو جائے۔ اس کے بعد اسم اللہ ذات کی استعداد کے قابل ہو جائے گا۔ اسم اللہ شہی طاہر
 کا مستقر آلا پیکان طاہر، شغل تصور کیلئے وقت کا تعین نہیں جس وقت چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن
 سب سے بہتر وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب یا چاشت تک ہے۔



مناجات

یہ مناجات موقت کتاب بنام فقیر نور محمد سرورسی نے حضرت پیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی شان عظمت نشان میں خصوصاً آپ کے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں نہایت مبارک اور منظوری کی حالت میں کہی ہے۔ جو شخص نماز مغرب یا نماز عشاء کے بعد دو رکعت ہدیہ حضرت پیر و شکر گزار کر قصیدہ غوثیہ کے ساتھ پڑھے گا اللہ اسے بہت مؤثر پائے گا۔ اور اس کی ہر حاجت اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے برائے گی۔

چرا در مردم چشم نیانی	کجائی شاہ محی الدین کجائی
تو منظور جناب مصطفائی	تو محمود شراب کبریا بی
خمر خوار خم خیر الودائی	ازال روز ازل مست النبی
عجب عطر گل خیر انسانی	خمر چار عنصر چار یاری
دل آرام حسین کر بلائی	حسن راقۃ العینی حسینا!
کلید قفل باب مرتضائی	مدینہ علم را تسخیر کردی
چو صدیقی تو در صدق صفائی	چوں عثمان با جیا عادل چو عمر
امیر حسنہ شیر خدائی	ز بہر قتل نفس و دیو ملعول
ترا زید خطاب ما طغائی	یہ بازیغ تو زغال را چہ قدر
یہ ملک احدیت قرآنورائی	چو عبدالقادر کی امر قدیری
ولیکن دلیر اہل رضائی	توانی کرد زہ تو کی مقنار
بجی خالق ارمن و سمائی	اغثنی اخصرو یا غوث بلد
عجب چابک پری رود لبرائی	اغثنی می کنم حاضر بیائی
بطالب سر مطالب می نمائی	مریداں را امر اوسے می رسائی
خورم سازی بہ نظر کیسائی	مریدم لا مریدم فندہ دارم

میری لالتخت بر دل تو شتم	مخیرم ز شیطان و غانی
مردی ہم و طب رایاد وارم	تو بے شک و لیرا اہل و غانی
گدا مال را وہی شاہی بسکدم	کہ تو اوج سعادت را سمانی
گدا مان تو شاہان جہانند	سزد مارا بدرگاہت گمانی
خوش نازیکہ بایے نازنیں را	نہا وہ بر سر سر اولیائی
عجب نبود کہ سدوشے نازنینا	خود مال بر سر ما ہم بیائی
خوشا سے طیلستان بالو	کہ مدح شاہ جیلانی مسرائی
عجب خوش قسمتی تو کر چکر	
کہ دامن گیر محبوب حسدانی	

صاحبزادہ خان عبدالرشید سروری قادری پرنٹر پبلشر نے اردو پریس لاہور سے

چھپوا کر سروری کتب خانہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

سے شائع کی۔

اگر آپ کو اس زمانہ قحط الرجال میں مذہبی اور روحانی دنیا کے سچے چشم دیدہ حالات اور حقیقی آزمودہ مکاشفات آئینہ نص حدیث و آیات میں دیکھنے منظور ہیں۔ اگر اپنی پیاری جان اور عزیز اہل و عیال کو ظلمت کدرہ کفر و الحاد اور ابدی غلاب سے بچانے کا خیال ہے۔ اگر اسی دنیا میں یقین کے ہر سہ مراتب یعنی علم یقین، عین یقین اور حق یقین کے حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے مذہبی اور روحانی معاملے کو شنیدہ سے دیدہ، دیدہ سے رسیدہ اور رسیدہ سے یافتہ تک پہنچانے کی خواہش ہے۔ اور آنے والی ابدی سرسبز دنیا میں زندہ جاوید رہنے اور وہاں کی لطیف غیبی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا اشتیاق ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ ابدی تعلق پیدا کرنے کی آرزو ہے۔ تو مذہب اور روحانیت کی ان سچی و بے مثل اور نایاب و لا جواب کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یہ کتابیں شریعت اور طریقت میں اس زمانے کی بہترین اور مفید ترین تصانیف ہیں۔ مذہب اور روحانیت میں اس قسم کی دلچسپ اور معقول کتابیں نہ پہلے کسی نے لکھی ہیں۔ اور نہ آئندہ انشاء اللہ کوئی لکھ سکے گا۔ ان کتابوں کی اصلی خوبیاں صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

مشک آنست کہ خود بگوید۔ نکه عطار بگوید۔ اور شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ ان کتابوں کی چند ممتاز اور مخصوص خوبیاں ایسی ہیں۔ جو آپ کو کسی دیگر کتب میں ہرگز نہیں ملیں گی۔

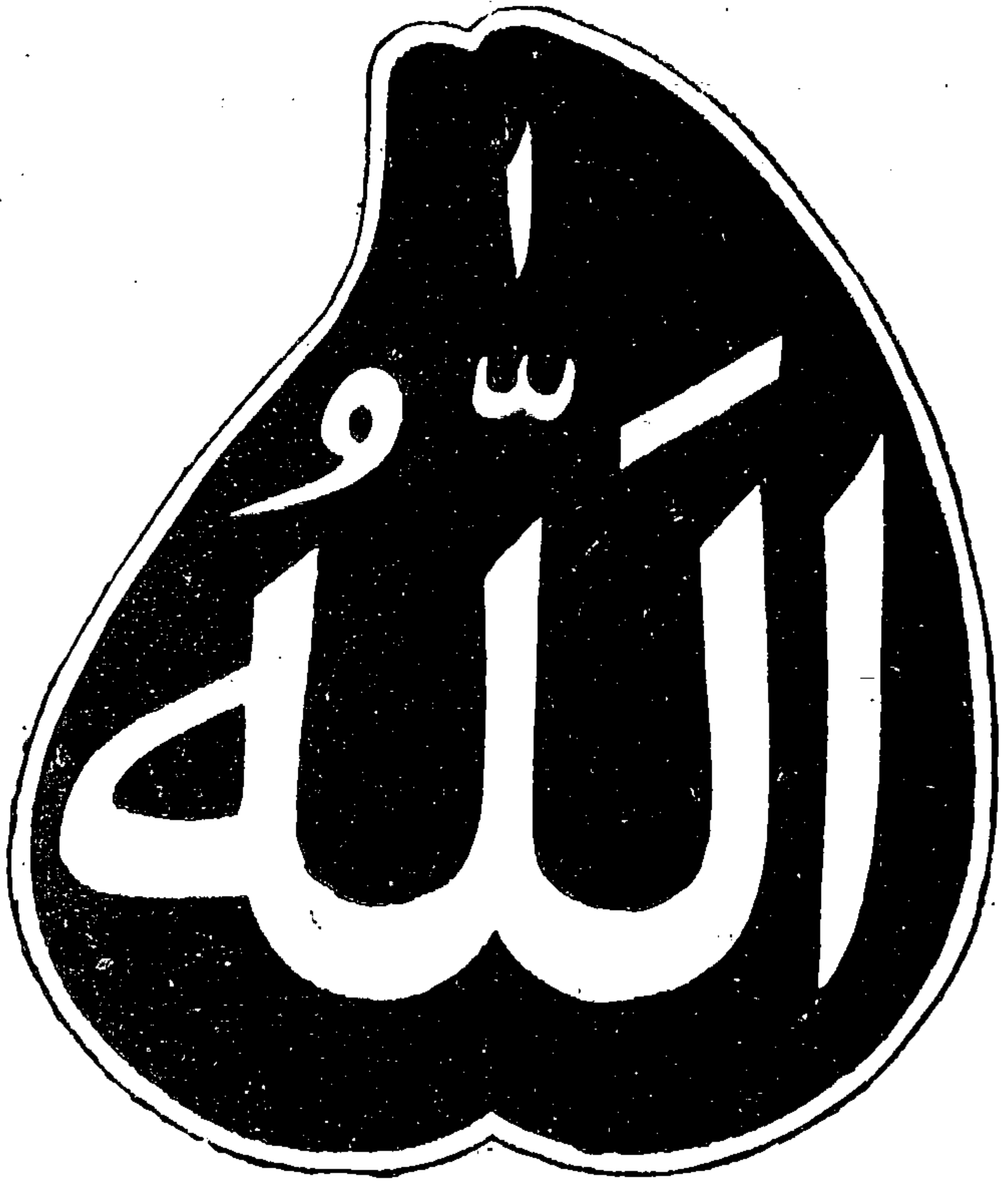
اول۔ یہ کہ ان میں جملہ مذہبی حقائق اور روحانی دقائق کو دیگر کتب کی طرح قدیم عسر الفہم اور ناقابل درک کھپیدہ فلسفیانہ اور اور منطقیانہ رنگ میں پیش نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی پرانے فرسودہ خیالات اور قدیم نوسی روایات سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن اور حدیث کو سائنس اور علم جدید کی روشنی میں نہایت معقول اور مدلل طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتب میں جملہ مذہبی مسائل اور روحانی حقائق کو ہر دو نقلی اور عقلی دلائل اور براہین سے ثابت کرنے کے علاوہ ان پر اپنے سچے روحانی حالات اور باطنی مکاشفات سے پوری طرح روشنی ڈال کر معاملے کو ظن اور قیاس سے گزار کر درج یقین تک پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ تمام عالم غیب یعنی جن ملائکہ اور ارواح کے وجود اور واقعات بعد الہیات کے ثبوت میں ایسے دیدہ تجربات اور عینی شہادت پیش کئے ہیں۔ کہ جن کے مطالعہ سے وہ جملہ شکوک اور شبہات جو اس زمانے کے ملحدوں، پیغمبروں، مادہ پرستوں اور باطل فرقہ والوں نے مذہب اور روحانیت کی نسبت پیدا کئے ہیں۔ یکدم دل سے دور اور رخ سے کافر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برحق شاہد حال ہے۔ کہ یہ کتابیں اس زمانے کے الحاد زدہ مسموم قلوب اور کفر آلودہ ماؤف دماغوں کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔

سوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتابوں میں اپنے خدا داد باطنی علم اور روحانی فراست سے قرآنی آیات اور سورتوں کی نہایت نرمالی اور چھوٹ منحنی المعنی اور تفسیر انفا سیر پیش کر کے ایسا قابل فخر کام کیا ہے۔ جس نے قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور اب انشاء اللہ کسی ملحد اور بے دین کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی۔ کہ قرآن کریم معاذ اللہ ایک بے ربط کلام، یا دور از عقل اور بیدا قیاس خوارق عادات کا مجموعہ، یا پرانی بے لذت اور بے کیفیت قصوں اور کہانیوں کا طومار ہے۔ غرض اگر سچ پوچھو تو یہ کتب جملہ مذہبی معلومات اور روحانی کمالات کے حصول کا ایک مکمل دستور العمل اور جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مختصر یہ کہ اسے برادر ناظر، اگر تیرا تختہ یاد اور ہماری بات پر باد ہے اور اگر تو نے ان کتب کو حاصل کر کے ان پر عمل کیا۔ تو یقین جان کہ تو نے اپنا دامن گوہر مراد سے بھر لیا۔ اور اگر تو اب بھی ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم رہا تو تیری عقل اور قسمت پر افسوس ہے۔ آخر حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ سے استعا ہے۔ کہ ان کتب کو جملہ گمشدگان باذیہ ضلالت کے لئے شعل راہ، تمام بے بصران کو رباطن اور مردمان دیدہ یقین کیلئے نور نگاہ اور ساکان راہ طریقت کے لئے منہ راہ بنائے آمین۔ دعا علینا الی طبلدغ ۵ والحمد للہ رب العالمین۔

مذکورہ کتابوں کی فہرست ذیل میں درج ہے

نمبر شمار	نام کتب	زبان	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۱	عرفان حصہ اول	اُردو	تین سو	پانچ روپیہ (ص)	فقیر نور محمد سروری قادری کی نئی بے مثل جامع اور معرکتہ الٰہی کتاب ہے۔ اس اشتہار کے بلا مبالغہ مذکورہ بالا وجملہ صفات کی حامل ہے۔
۲	" " " " " "	"	"	"	"
۳	عرفان حصہ اول	انگریزی	چار سو چونتیس	دس روپے (ص)	حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے جامع فارسی کتاب نور الہدیٰ کا اُردو ترجمہ مع شرح - فقیر نور محمد سروری قادری قدس سرہ نے کی ہے۔
۴	حق نماء	اُردو	دوستیس	پانچ روپیہ (ص)	یہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عمر کے اندر تیر بہدف اور مجرب اور ادا کا مجموعہ ہے۔ اور دنیا بکتاب اندر دریا بجا باند کی مصداق ہے۔
۵	خزین الاسرار سلطان الورد	اُردو	تین سو اسی	پانچ روپے (ص)	حضرت سلطان العارفين فنا فی عین ذات یا ہو حضرت شیخ سلطان باہو کے صحیح پنجابی ابیات کی مکمل اور مطلق اُردو شرح فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔
۶	مجموعہ ابیات مع پنجابی شرح	پنجابی و اُردو	ایک سو	دو روپے	حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح پنجابی ابیات کا مجموعہ مع چند مناجات جو کہ آپ کی مقبول اور منظور ہیں۔
۷	مجموعہ ابیات مع چند مناجات	پنجابی	۸۸	۸ آنے	ملنے کا پتہ

صاحبزادہ عبدالرشید خاں، سروری کتب خانہ عرفان منزل، بٹما کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 كَمَلُ السُّوَالِمِ وَاللَّهُ

ہست این تصنیف نوری پیر یا ہو با خدا
 کامل و اکمل مکمل جامع و نور الہی

قلم نوری

اردو ترجمہ

نور الہی

تصنیف لطیف سلطان العارین حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سرری قادری قدس سرہ العزیز